



تذکرہ محدث اکبر ہند

شیخ التفسیر، شارح صحیحین

حضور قبلہ سعید ملت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ

(احوال و آثار اور خدمات دینیہ کا علمی و تحقیقی جائزہ)



ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

اسٹنٹ پروفیسر

کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

تذکرہ محدث اعظم پاکستان ہند

شیخ التفسیر، شارح صحیحین

حضور قبلہ سعید ملت علامہ غلام رسول سعیدی ^{علیہ الرحمۃ}

(احوال و آثار اور خدمات دینیہ کا علمی و تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

اسسٹنٹ پروفیسر، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

پی ایچ ڈی، ماسٹرز ان اسلامک اسٹڈیز مع کمپیوٹر ٹیکنالوجی، ایم اے (سیاسیات)،
ایم ایڈ (ایجوکیشن)، پیپلز ان اسلامک اسٹڈیز مع کمپیوٹر ٹیکنالوجی، بی ایڈ (ایجوکیشن)
فاضل علوم دینیہ

ضمیمہ القرآن پبلی کیشنز



گنج بخش روڈ لاہور 042-37221953-37220479 فیکس: 042-37238010

www.zia-ul-quran.com Info@zia-ul-quran.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تذکرہ محدث اعظم پاک وہند	نام کتاب
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	مصنف
محمد حفیظ البرکات شاہ	ناشر
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور	تاریخ اشاعت
مارچ 2018ء	تعداد
ایک ہزار	کمپیوٹر کوڈ
AD59	

297-9924
184
141549
م

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 37221953 فیکس: 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 37247350-37225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-32212011-32630411 فیکس: 021-32210212

e-mail: info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

فہرست

- 13 محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ ایک نظر میں
- 17 تقریظ مفتی محمد اکمل مدنی دامت برکاتہم العالیہ
- 20 رائے گرامی مفتی محمد اطہر نعیمی دامت برکاتہم العالیہ
- 23 رائے گرامی مفتی محمد ابو بکر صدیق قادری الشازلی دامت برکاتہم العالیہ
- 24 تاثرات ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ
- 26 ہدیہ تشکر
- 28 پیش لفظ
- 30 حدیث دل
- 34 محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات و تصانیف پر ملکی جامعات میں ہونے والے کام کا جائزہ (2014ء تک)
- 54 دعائے سعید
- 55 باب اول
- 55 محدث اعظم پاک و ہند حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا سوانحی خاکہ
- 57 ولادت و نسب
- 57 نام و نسب میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تفرد
- 59 خاندانی پس منظر
- 59 آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ، آپ کی اپنی زبانی
- 60 ابتدائی تعلیم
- 60 تقسیم ہند
- 60 حوادثِ زمانہ

کتاب کی تصدیق

11-60-60

60	کسب معاش
60	علم دین کی جستجو
61	ذاتی مطالعہ
61	تحصیل علم دین
62	تعلیمی اسفار
62	جامعہ محمدیہ رضویہ کاسفر
63	منصب امامت دوران طالب علمی
63	جامعہ نعیمیہ (لاہور) کاسفر
63	تدریس دوران طالب علمی
64	دارالعلوم امدادیہ مظہریہ (بندیال) کاسفر
64	جامعہ قادریہ (فیصل آباد) کاسفر
65	طالب علمی کے سبق آموز واقعات
66	سلسلہ بیعت و ارادت
67	محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات تدریس
67	خدمات تدریس جامعہ نعیمیہ (لاہور)
67	خدمات تدریس و افتاء دارالعلوم نعیمیہ (کراچی)
69	محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ملی و قومی خدمات
69	حج کے عہدہ کی پیشکش
69	رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی
69	اسلامی نظریاتی کونسل کی قراردادیں (سالانہ رپورٹ 98-1997)
73	معرکہ الآراء مناظرے
74	علمی مذاکرے

- 75 قبول حق کی عظیم مثال
- 77 بے مثال خطیب
- 77 بین الاقوامی تبلیغی دورے
- 79 حج اکبر کا شرف
- 80 علوم جدیدہ و قدیمہ میں مہارت تامہ
- 80 بارگاہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ میں نذرانہ عقیدت
- 83 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ انداز مطالعہ و تدریس
- 86 شخصی خوبیاں و محاسن
- 90 حکومتی سطح پر محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف
- 90 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سفر آخرت
- 91 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ عزوجل کی خصوصی عنایات
- 92 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور بشارت حدیث
- 94 2015ء کے ماہ رمضان میں موسم کی شدت اور اس کے اثرات
- 94 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت میں مزید تنزلی
- 95 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہسپتال منتقلی
- 96 کرب و پریشانی میں آسانی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعائیں
- 97 ہارٹ اٹیک اور آئی سی یو میں منتقلی
- 97 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آخری شب جمعہ
- 98 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا غسل مبارک
- 98 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ اور تدفین
- 99 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پُر نور اور تر و تازہ چہرہ
- 101 شب جمعہ میں انتقال اور شہید حکمی کی بشارت

- 101 پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہو کر وفات پانا اور شہیدِ حکمی کی بشارت
- 103 حضرت کا خود
- 104 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا پیغام
- 106 حواشی و حوالہ جات باب اول
- 111 باب دوم
- 111 محدث اعظم پاک و ہند کے شیخ طریقت، اساتذہ اور چند مشہور و معروف تلامذہ
- 114 محدث اعظم کے شیخ طریقت، غزالیٰ زماں رازی دوراں
- 114 تاریخ و مقام ولادت
- 114 خاندانی پس منظر و ابتدائی حالات
- 114 تدریسی زندگی
- 115 جامعہ نعمانیہ میں تدریس
- 115 درس قرآن
- 115 انوار العلوم کی بنیاد
- 116 جامعہ اسلامیہ، بہاولپور میں
- 116 غزالیٰ زماں کی قومی و ملی خدمات
- 116 تحریک پاکستان
- 117 مسلم لیگ اور جمعیت علمائے پاکستان میں کردار
- 117 غزالیٰ زماں کا لقب
- 117 تصانیف
- 119 چند مشہور و نامور تلامذہ
- 119 وفات حسرت آیات
- 119 غزالیٰ زماں کی بارگاہ میں محدث اعظم کا خراج تحسین

- 121 غزالی زماں کے انتقال پر اس وقت کے ارباب اقتدار کے تاثرات
- 123 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے اساتذہ گرامی کو خراج تحسین
- 123 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ گرامی
- 123 متعدد مشائخ سے سند حدیث کا حصول
- 124 ملک العلماء رئیس المناطق علامہ عطا محمد بند یا لوی رحمۃ اللہ علیہ
- 127 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے اساتذہ گرامی کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت
- 128 معاصرین، تلامذہ اور خدام کے لئے کلمات تشکر
- 131 محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خدام
- 132 حواشی و حوالہ جات باب دوم
- 135 باب سوم
- 135 محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاصرین کی نظر میں
- 138 شرح صحیح مسلم اور معاصرین علماء
- 138 مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ
- 140 علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ
- 142 مفتی منیب الرحمن
- 144 صاحبزادہ مولانا محمد حبیب الرحمن محبوبی
- 147 علامہ محب اللہ نوری
- 149 علامہ سید حسین الدین شاہ
- 151 شرح صحیح مسلم و تبیان القرآن کی مقبولیت
- 151 کلمات ثناء
- 151 علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف
- 153 تبیان القرآن اور معاصرین علماء

- 155 دوسرے مسالک کے علماء کے تاثرات
- 156 مفتی محمد تقی عثمانی
- 161 مولانا عبدالمالک
- 162 مفتی سید عدنان کا کاخیل
- 165 مولانا محمد زاہد
- 166 حواشی و حوالہ جات باب سوم
- باب چہارم
- 167 محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات و تالیفات
- 170 اسمائے کتب
- 171 فاضل بریلوی کا فقہی مقام
- 172 حیات استاذ العلماء
- 173 توضیح البیان لخرائن العرفان
- 174 ضیائے کنز الایمان
- 174 مقالات سعیدی
- 175 ذکر بالجہر
- 176 مقام ولایت و نبوت
- 177 تذکرۃ المحدثین
- 178 مقالات کاظمی
- 178 تاریخ نجد و حجاز
- 179 مفصل تعارف و خصوصیات و منتخب مباحث
- 179 شرح صحیح مسلم کا تعارف و خصوصیات
- 180 شرح صحیح مسلم کے چند خصائص

181	اسلوب شرح
182	انداز تحقیق
182	عصری مسائل
183	معروضی طرز تحقیق
184	انداز تنقید
185	فقہی مذاہب کا بیان
185	اعتراف حق
186	شرح صحیح مسلم کے چند خصوصی مباحث
194	تبیان القرآن کا تعارف و خصوصیات
194	تبیان القرآن کے چند خصائص
196	اسلوب تفسیر
198	تبیان القرآن خود مفسر کی نظر میں
201	تبیان القرآن کی تصنیف کی ڈاڑی
202	تبیان القرآن کی چند منتخب ابحاث
204	تبیان القرآن اور دیگر تفاسیر
204	صاحب تبیان کا مفسر کبیر امام فخر الدین رازی سے علمی اختلاف
206	تبیان القرآن کے مصادر و مراجع
207	خلاصہ
208	نعمۃ الباری / نعم الباری شرح صحیح البخاری کا تعارف و خصوصیات
210	نعمۃ الباری / نعم الباری کے چند خصائص
212	نعمۃ الباری و نعم الباری کی مجلدات کا خاکہ
213	نعمۃ الباری / نعم الباری کے مصادر و مراجع

- 214 تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کا تعارف و خصوصیات
- 216 تبیان الفرقان جلد اول کی ڈائری
- 216 تبیان الفرقان جلد دوم کی ڈائری
- 217 تبیان الفرقان کے مصادر و مراجع
- 218 تبیان القرآن اور تبیان الفرقان کے منہج و اسلوب میں فرق
- 219 ابتدائی دو جلدوں میں متحدین و مفکرین کے نظریات کا رد
- 221 تبیان الفرقان کی پہلی جلد کی تکمیل پر اظہار تشکر
- 221 خلاصہ
- 223 حواشی و حوالہ جات باب چہارم
- 225 باب پنجم
- 225 محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات و تفردات
- 228 اجتہاد، تفردات و شذوذ باعتبار لغت و اصطلاح
- 231 تحقیقی ابحاث، اجتہادات و تفردات
- 231 ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے مسئلہ کی تحقیق
- 237 پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت
- 242 اعضاء کی پیوند کاری
- 255 رجم کی سزا کی تحقیق
- 259 محرم کے لئے وسط قدم کی ہڈی کھلی رکھنے کی تحقیق
- 261 انعامی بانڈز کی تحقیق
- 263 عطیہ خون اور الکحل آمیز دواؤں سے علاج
- 271 عزل یا ضبط تولید (Birth Control)
- 277 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناخام مبارک کے ساتھ پکارنا

- 282 داڑھی کی مسنون مقدار
- 287 مسئلہ کفایت میں تفرد
- 292 مسجد میں نماز جنازہ کی تحقیق
- 295 حکمی شہداء کی اقسام میں تفرد
- 297 وصیت کی اقسام میں تفرد
- 299 چلتی ہوئی ٹرین میں فرض نماز پڑھنے کا جواز
- 300 شوال میں عمرہ کرنے والے پر استطاعت کے بغیر حج فرض ہونے کی تحقیق
- 301 قطبین میں روزے اور نماز کی تحقیق
- 302 سعودی عرب کے حساب سے روزے رکھتا ہو پاکستان آیا، تو عید کس حساب سے کرے گا؟
- 303 پاکستان سے روزے رکھتا ہو سعودی عرب گیا تو عید کس حساب سے کرے گا؟
- 304 سعودی عرب سے عید کے دن سوار ہو کر پاکستان آیا اور یہاں رمضان ہے
- 305 اراضی پاکستان کے عشری ہونے کا بیان
- 306 انگریزی دواؤں اور پرفیوم کا شرعی حکم
- 307 نااہل کو منصب دینے کی تحقیق
- 309 غیر معروف اور غیر قانونی طریقوں سے مخالفین کا مال کھانا
- 311 خلق خدا کے ساتھ معاملہ میں امانت داری کا دائرہ کار
- 313 خاندانی منصوبہ بندی کی ترغیب اور تشہیر کا شرعی حکم
- 315 قمری حساب سے تاریخ کا تعین
- 316 قرآن و حدیث کے مقابلہ میں اپنے دینی پیشواؤں کو ترجیح دینے کی مذمت
- 317 انسان کے اعضاء پر جنات کے تصرف کی نفی
- 318 غائبانہ نماز جنازہ کی تحقیق

- 319 نماز باجماعت مسنون ہے یا واجب
- 319 اسٹاک ایکسچینج (حصص کا کاروبار)
- 320 موسم کی پیش گوئی کی تحقیق
- 321 ہنڈی کا طریقہ کار اور شرعی حیثیت
- 322 پراویڈنٹ فنڈ کی شرعی حیثیت
- 323 پراویڈنٹ فنڈ پر اضافے کے سود ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق
- 324 پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم
- 326 وحی میں شیطان کی دخل اندازی
- 327 نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جادو کی تحقیق
- 329 حواشی و حوالہ جات باب پنجم
- 336 حرف آخر
- 338 مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب کا پیغام
- 339 عکسی نوادرات
- 350 کتابیات

محدث اعظم پاک وہند حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ ایک نظر میں

نام	شمس الزماں نجمی
نسباً	سید
المعروف بہ	غلام رسول سعیدی
پیدائش	10 رمضان المبارک 1356ھ / 14 نومبر 1937ء بروز جمعہ المبارک
وطناً	دہلی، ہندوستان
قرآن مجید ناظرہ	چھ برس کی عمر میں
اسکول کی تعلیم	نویں جماعت تک
دہلی سے پاکستان ہجرت	1947ء
کسب معاش	تقسیم ہند کے بعد پریس میں اجرت پر
پہلی دینی درسگاہ	جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خاں
دوسری دینی درسگاہ	جامعہ نعیمیہ لاہور
تیسری دینی درسگاہ	دارالعلوم امدادیہ مظہریہ بندیاں
چوتھی دینی درسگاہ	جامعہ قادریہ فیصل آباد
علوم دینیہ کی تکمیل	1965ء
شرف بیعت	1958ء
شیخ طریقت	غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ
سلسلہ طریقت	پشیمہ صابریہ
معروف اساتذہ	مولانا محمد نواز اویسی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبد المجید اویسی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عزیز احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی مختار الحق رئیس المناطقہ علامہ عطا محمد بندیا لوی رحمۃ اللہ علیہ

خدمات تدریس و افتاء	آغاز 1966ء
جامعہ نعیمیہ لاہور	1966ء تا 1985ء
دارالعلوم نعیمیہ کراچی	6 جولائی 1985ء سے تادم حیات بحیثیت شیخ الحدیث
حج کے عہدہ کی پیشکش	1990ء وفاقی شرعی عدالت (جس کو آپ نے قبول نہیں کیا)
مرکزی رویت ہلال کمیٹی	رکنیت 1991ء تا 1992ء
اسلامی نظریاتی کونسل	رکنیت فروری 1997ء تا 1999ء
پہلا دورہ برطانیہ	27 ستمبر 1990ء تا 20 دسمبر 1990ء
زیارت حرمین شریفین	20 دسمبر 1990ء تا جنوری 1991ء
دوسرا دورہ برطانیہ	20 جولائی 1993ء تا 22 ستمبر 1993ء
حج اکبر کا شرف	1994ء
تصنیفات و تالیفات	
فاضل بریلوی کا فقہی مقام، لفظ خدا کی تحقیق، معاشرے کے ناسور، حیات استاذ العلماء، نظام مصطفیٰ کی شرعی حیثیت، ضرورت اور اہمیت، مقالات سعیدی، تذکرۃ المحدثین، توضیح البیان لخرائن العرفان، ذکر بالجمہر، مقام ولایت و نبوت، تاریخ نجد و حجاز، مقالات کاظمی (مرتبہ) شرح صحیح مسلم مع اشاریہ و فہارست (8 مجلدات)	
تفسیر تبیان القرآن مع اشاریہ و فہارست (14 مجلدات)	
نعم الباری / نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری (16 مجلدات)	
تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن (4 جلدیں مکمل ہو گئی ہیں جن میں 20 پاروں کی تفسیر ہے، 5 سورہ یسین تک لکھی جا چکی ہے)	
تاریخ وصال: شب جمعہ 25 ربیع الآخر 1437 ہجری، بمطابق 4 فروری، 2016ء	
تجہیز و تدفین: بروز جمعۃ المبارک 25 ربیع الآخر 1437 ہجری، بمطابق 5 فروری، 2016ء	
بمقام: احاطہ جامع مسجد اقصیٰ فیڈرل بی ایریا بلاک 15 کراچی نزد دارالعلوم نعیمیہ	

انتساب

راقم اپنی اس کاوش کو عہد حاضر کی دو عظیم شخصیات کے نام سے معنون کرتا ہے، جن کی ساری زندگی اخلاص اور للہیت کے ساتھ علم تفسیر و حدیث و فقہ کی خدمت میں گزری۔ ان میں پہلی شخصیت محدث اعظم پاک و ہند سید محققین، عمدۃ المتکلمین، امام المفسرین والمحدثین، شارح صحیحین، صاحب تبیان القرآن و تبیان الفرقان حضور قبلہ سعید ملت

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ

مستقبل کا مورخ جب بھی پندرہویں صدی کے محدثین کا تذکرہ لکھے گا تو وہ یقیناً آپ کے ذکر کے بغیر ناتمام ہوگا

دوسری شخصیت پیکر علم و فضل، منبع نور و حق، آثار اسلاف، مفکر اسلام مفتی اعظم پاکستان

حضرت مفتی منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ

جو محدث اعظم پاک و ہند کے علمی و تحقیقی کاموں میں ہمیشہ مدد و معاون رہے، 1986ء سے تا حال ہر معاملہ میں ان کے شانہ بشانہ رہے، انتہائی حلم و برداشت سے ان پر ہونے والی تنقیدات کو رفع کیا جو آپ کی علم دوستی اور قدر شناسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

القرآن

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا
يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾

ترجمہ: وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت دی گئی تحقیق اسے دی گئی بہت
بھلائی، اور عقل والوں کے سوا کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا۔

(سورة البقرة: 269)

الحديث

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ، وَاللَّهُ يُعْطِي

ترجمہ: اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے اور میں تو صرف
تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا اللہ ہے۔

(اصح البخاری، کتاب العلم۔ کتاب الاعتصام، باب تعلیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سنن ابن ماجہ، کتاب السنن)

تقریظ

استاذ العلماء، محقق دوراں، مفتی سیر حضرت علامہ مفتی محمد اکمل مدنی دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از زمانہ آدم علیہ السلام، عموماً شہرت انسان، اوصافِ قبیحہ، افعال مذمومہ اور اخلاقِ رذیلہ کی مرہون منت رہی ہے، جیسے عوام و خواص اہل اسلام کے مابین فرعون و ابوجہل و یزید کی معرفت... یا... اس کے برعکس، اوصافِ حمیدہ، اعمالِ صالحہ اور عاداتِ حسنہ وغیرہا امور اس کا سبب بنے ہیں، جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، امام حسن و حسین و دیگر علماء و فقہاء امت کی مقبولیت۔ اہل حق، اول الذکر امور سے حاصل شدہ شہرت کو، اللہ عزوجل کے غضب اور ثانی الذکر اسباب سے محصول مقبولیت کو، اس کی محبت کی علامت قرار دیتے ہیں۔ جس کی توثیق درج ذیل روایت سے بخوبی حاصل کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا احب الله العبد نادى جبريل ان الله يحب فلانا فاحببه فيحبه جبريل فينادى جبريل في اهل السماء ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول في الارض۔

(بخاری۔ باب ذکر الملائکہ۔ رقم الحدیث 3209)

یعنی جب اللہ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے، تو وہ (اپنے منادی کے ذریعے) جبرئیل کو ندا فرماتا ہے کہ اللہ اپنے فلاں بندے کو محبوب رکھتا ہے، چنانچہ آپ بھی اس سے محبت فرمائیں، پس جبرئیل بھی اسے محبوب رکھتے ہیں۔ پھر جبرئیل، اہل سماء کو ندا فرماتے ہیں کہ اللہ اپنے فلاں بندے کو محبوب رکھتا ہے، تو تم بھی اس سے محبت رکھو۔ پس اہل سماء بھی اسے اپنا محبوب بنا لیتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت اتا ردی جاتی ہے۔

بحسن ظن غالب، حضرت علامہ مفتی، شیخ الحدیث و التفسیر، محدث اعظم غلام رسول

سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی محبوب و مقبول بندوں میں سے ایک تھے۔ جن کی اچھی عادات و علمی کارناموں کی بنا پر، من جانب اللہ حاصل ہونے والی مقبولیت عامہ نے، نہ صرف ان کی حیات طیبہ میں قدم بوسی کی سعادت حاصل کی، بلکہ ان شاء اللہ رہتی دنیا تک اس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

پھر اہل علم و نظر پر مخفی نہیں کہ ان مقبول و محمود بندوں کے ذکر خیر کو تا قیامت قائم و دائم رکھنے کے سلسلے میں اللہ عزوجل کی عادت کریمہ جاری و ساری ہے کہ وہ مختلف ادوار میں، سعادت مند افراد کو، اپنے ان مجبین کی زندگی کے تمام شعبوں کو، ایسے لوگوں کے سامنے آشکار کرنے کی توفیق رفیق عطا فرماتا ہے، جو پہلے ان کی معرفت تامہ نہیں رکھتے۔ اس طرح جو جانتے ہیں، وہ مزید جان جاتے ہیں اور جو نہیں جانتے، وہ اچھی طرح پہچان کر، مزید شہرت کا سبب بنتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عطف اسلم راؤ زید مجدہ بھی انہیں سعادت مندوں میں سے ایک ہیں، جنہیں اللہ عزوجل نے، محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں، کلمات خیر کے اجتماع کی سعادت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

الحمد للہ آپ میرے ذہن و سمجھ دار تلامذہ میں سے ایک ہیں اور اس وقت کراچی یونیورسٹی میں، Department of Islamic Learning میں Assistant Professor کے طور پر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اساتذہ و علماء و اکابرین کے ادب اور ان سے اکتساب فیض کے سلسلے میں ان کی سعی احسن، اہل علم حضرات پر مخفی نہیں۔ آپ نے ”محدث اعظم پاک و ہند“ کی پوری حیات اور علمی خدمات کو بہت احسن و جامع انداز میں مجتمع فرمایا ہے۔ کتاب ہذا کو پانچ ابواب میں منقسم کرتے ہوئے، باب اول میں حضرت کاسوانجی خاکہ، دوم میں ذکر شیخ طریقت و اساتذہ و تلامذہ مشہورہ، سوم میں تاثرات معاصرین، چہارم میں تصنیفات و تالیفات اور پنجم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات و تفردات پر دقت نظری کے ساتھ پُر مغز تبصرہ شامل کیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل قارئین

کرام، بعد مطالعہ، معرفتِ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں تشنگی محسوس نہ فرمائیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قارئین کرام، بغور مطالعے کے بعد، اللہ عزوجل کی بارگاہ کے اس مقبول و محبوب بندے کی زندگی کو عملی نمونہ (Role Model) بناتے ہوئے، نہ صرف اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں لائیں، بلکہ احساس ذمہ داری کے ساتھ، جہاں تک ممکن ہو، اس کتاب کو دیگر ممالک اور دوست احباب تک پہنچانے، مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے اور فیضِ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو عام کرنے کے سلسلے میں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق معاون بننے کی کوشش فرمائیں۔

اللہ عزوجل، حضرت علامہ مفتی غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی بخشش و مغفرت فرمائے، آپ کے فیض کو تاقیامت جاری و ساری فرمائے اور اس کتاب کو، ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ صاحب اور ان کے والدین کے لئے ذریعہ نجات بنائے اور انہیں مزید علمی کاموں کی بعافیت توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

احقر الانام

محمد اکمل مدنی

بروز منگل، 23 فروری، 2016ء

نارتھ ناظم آباد کراچی پاکستان

رائے گرامی

زبدۃ الاذکیاء عمدۃ الفقہاء مفتی محمد اطہر نعیمی دامت برکاتہم العالیہ

باسمہ سبحانہ

مشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

راقم الحروف محمد اطہر نعیمی عمر عزیز کے اسی (80) سال گزار چکا ہے۔ اب عمر آرام کرنے کی ہے لیکن بعض احباب نہ خود آرام کرتے ہیں نہ دوسروں کو آرام کرنے دیتے ہیں اور اس سلسلہ میں ممکنہ وسائل استعمال کرتے ہیں۔ آج 20-02-2016 کو ایک کرم فرما ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ سلمہ، ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی صاحب کو سفارشی کی حیثیت سے ساتھ لے کر غریب خانہ پر آئے اور ”محدث اعظم پاک وہند“ نامی کتاب کا مسودہ پیش کر کے تقریظ کی فرمائش کی۔

ڈاکٹر ناصر الدین سلمہ کئی سال سے میرے پاس آتے ہیں اور کمال عقیدت رکھتے ہیں۔

ورنہ من آنم کہ من دانم

توان کے جانے کے بعد میں نے مسودہ کا سرسری جائزہ لیا، تو مدوح کتاب علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاپیادہ اور سواری پر سفر کا واقعہ زیر نظر آیا۔ حج اکبر کے سلسلہ میں علامہ مرحوم کے جذبات عقیدت پڑھنے کے بعد جو کیفیت ہوئی ان کے اظہار کے لیے الفاظ کا سہارا ممکن نہیں، البتہ اس سلسلہ میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ حج اکبر کا شرف اور اس کے اجر کے سلسلہ میں ایک سہل طریقہ اور بھی ہے جس پر عمل کر کے علامہ نے اجر حاصل کئے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اس پر پوری طرح عمل پیرا تھے۔ کتاب کے مطالعہ سے بھی قارئین کو مثالیں ملیں گی۔ اس سلسلہ میں شاگردوں میں سے جس کے پاس گھڑی نہ ہوتی تو اپنی قیمتی گھڑی دیدیتے۔ آپ کو کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ علامہ صاحب نے ہزاروں

صفحات پر مشتمل کتابیں لکھیں اور پابندی وقت کو ملحوظ رکھا۔ اس لئے علامہ صاحب نے معیار کو بھی اہمیت دی علامہ صاحب کی گھڑی اور قلم معیاری (قیمتی) ہوتے۔ راقم الحروف کو بھی یہ شوق وراثتاً ملا چونکہ میرے والد مرحوم تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بھی معیاری گھڑی اور قلم رکھتے تھے۔ علامہ صاحب نے بھی راقم کو دو قلم عنایت فرمائے ایک پارکر کا قیمتی اور ایک دوسرا تھا۔

ناظرین گرامی ابتدائی سطور میں اپنی علالت کا ذکر کر چکا ہوں اپنی پیرانہ سالی کے علاوہ زمانہ کے حالات کی وجہ سے دل برداشتگی تو دوسری طرف رفیقہ حیات کی علالت نے لکھنے پڑھنے پر قدغن جیسی کیفیت طاری کر دی ہے لیکن علامہ کا خلوص اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ علامہ کے بارے میں جو واقعہ یا واقعات جانتا ہوں اسے آپ کو پیش کر دوں۔

زیر نظر کتاب مرتبہ ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ کے مطالعہ نے ہمیں بہت سے ایسے واقعات کی یاد دہانی کرائی جن کے بارے میں یا تو ہمیں معلوم ہی نہ تھا یا ہم نے اس کی طرف توجہ نہ کی تھی۔ زیر نظر کتاب کا سرسری مطالعہ کیا اور فاضل مرتب کی اس کم عمری میں کی گئی کوشش کو سراہا۔

میں پیرانہ سالی کی وجہ سے عمیق نظر سے مطالعہ نہ کر سکا صرف سرسری جائزہ لیا ہے۔ موصوف نے اپنے ممدوح کے بارے میں نہایت خوش اسلوبی سے واقعات کو تحریر کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی رہے ہیں، میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گا کہ اس تحریر میں ممدوح کتاب علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کا رفرما رہی ہے اور یہ کتاب آپ کے سامنے آئی۔

علامہ کے بارے میں ارباب علم و عقیدت نے کہا اور لکھ رہے ہیں:

ہر گلے رارنگ و بوئے دیگر است

ہر مرتب اپنی کاوش کو اپنے انداز سے پیش کرے گا، تقابلی جائزہ نہ تو مناسب، نہ ممکن۔ کیونکہ دوسری کتب نہ تو میں نے دیکھیں اور نہ ان پر تبصرہ کیا۔ یہ خیال آیا کہ مرتب کتاب

کے لیے کیا یہ ممکن ہوگا کہ اتنی طویل تحریر شامل کتاب کر سکیں۔ لیکن فاضل مرتب سے پہلی ملاقات میں جو تاثر قائم کیا وہ ڈاکٹر ناصر الدین کی معیت سے متعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ فاضل مرتب کی اس عقیدت مندانہ کوشش کو قبول عام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

محمد اطہر نعیمی

سابق چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی

خادم دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی

رائے گرامی

استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی محمد ابو بکر صدیق القادری الشاذلی دامت برکاتہم العالیہ

محترم و مکرم جناب ڈاکٹر محمد عارف انسلم راؤ زید مجدہ

آنجناب کی کتاب ”محدث اعظم پاک و ہند“ مجھے پیش کی گئی، کثرت مصروفیات کی وجہ سے بالاستیعاب مطالعہ تو نہ کر سکا۔ البتہ آپ نے عہد حاضر کی جس نابغہ روزگار شخصیت کے حوالہ سے سوانح و خدمات کا ذکر فرمایا یقیناً وہ بیک وقت مفسر قرآن، محدث اعظم، فقیہ ملت، مایہ ناز مناظر، بے مثل مدّس اور عظیم المرتبت شخصیت کے مالک تھے۔ جنہوں نے اپنی تمام زندگی قال اللہ و قال رسول اللہ ﷺ میں بسر کی اور ایسا عظیم الشان علمی و تحقیقی کام کر گئے جس کی نظیر حال میں دور دور تک نہیں ملتی۔ اللہ رب العزت علامہ غلام رسول سعیدی نور اللہ مرقدہ کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کا فیض تادیر قائم و دائم فرمائے۔ آمین

حق تعالیٰ ڈاکٹر محمد عارف راؤ صاحب زید مجدہ کی اس علمی و تحقیقی کاوش کو قبول فرمائے، انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اس خدمت کو خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے بنائے۔ (آمین)

والسلام

محمد ابو بکر صدیق القادری الشاذلی

12 جمادی الاول 1437ھ

23 فروری 2016ء

دارالعلوم نعیمیہ کراچی پاکستان

باسمہ حامد اومصلیاً و مسلماً

Department of Islamic Learning
Faculty of Islamic Studies, University of Karachi,
Karachi-75270, Pakistan. Tel: 092-21-9261300-06
E-mail: nasiruddin@uok.edu.pk

تاثرات

ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ

بجملہ تعالیٰ عزیزی ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ حفظہ اللہ الباری کی تالیف کردہ کتاب
”محدث اعظم پاک و ہند“ حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار اور
خدمات دینیہ پر باصرہ نواز ہوئی۔

چونکہ مؤلف موصوف نے احقر کی زیر نگرانی حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی
شہرہ آفاق تصنیف ”شرح صحیح مسلم“ پر جامعہ کراچی سے Ph.D کی سند حاصل کی ہے، لہذا
ان کی شخصیت کے کئی پہلوؤں سے واقف ہیں۔ اس کتاب کی تکمیل، ان کی حیات میں، ان
سے انٹرویوز اور ملاقاتوں کی بنیاد پر ہوئی اور سونے پر سہاگہ یہ کہ انہیں لفظاً لفظاً سنانے کا
موقع بھی ملا۔ انہی کے مرتب کیے ہوئے اس کام کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری تصنیف
”تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن“ میں شامل کیا ہے جو کہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔
اس لئے اس کتاب کی افادیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

احقر کو مؤلف موصوف کے ہمراہ ایدھی سینٹر کے سرد خانے میں حضرت علامہ غلام رسول
سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار نصیب ہوا اور آپ کو بڑا پرسکون پا کر یہ تاثر پیدا ہوا کہ:

نشان مرد مومن با تو گویم

چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

مؤلف موصوف نے تقریباً 300 صفحات پر مشتمل حضرت علامہ غلام رسول سعیدی

رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے جو مستند معلومات فراہم کی ہیں اور جو تحقیقی حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ آئندہ آنے والے تحقیق کاروں کے لئے بھی مفید ہوں گے۔

اللہ کرے زور قلم اور بھی زیادہ

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف موصوف کی اس مخلصانہ کاوش کو شرف قبولیت

عطا فرمائے اور اسے مرجع عوام و خواص بنائے۔ آمین

احقر العباد مسکین ناصر الدین صدیقی قادری غفرلہ

12 جمادی الاول 1437ھ

23 فروری 2016ء

کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی

ہدیہ تشکر

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده، اما بعد!

اللہ تبارک و تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم و احسان ہے، جس نے مجھ جیسے ناچیز و ناتواں کو یہ توفیق دی کہ میں عہد حاضر کی ایک عبقری شخصیت کو خراج تحسین پیش کر سکوں اور کروڑہا کروڑ درود و سلام نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کہ جن کے روحانی فیض سے یہ کام اپنے اختتام کو پہنچنا ممکن ہوا۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ کام ہر قسم کی کمی و کجی و نقص سے مبرا ہے البتہ یہ ایک انسانی کاوش ہے اور اس حقیقت سے صرف نگاہ نہیں کی جاسکتی ہے کہ انسانی کام میں بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم من لم يشكر الناس لم يشكر الله (1)
ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا۔“

سب سے پہلے میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محدث اعظم پاک و ہند شیخ التفسیر والحدیث علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا تہہ دل سے ممنون ہوں جو اس کتاب کا اصل ماخذ ہیں، راقم نے گاہے بگاہے نہ صرف حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کی بلکہ لفظاً لفظاً اس کتاب کو سنانے کا شرف بھی حاصل ہوا اور اس گفتگو کو ان کی اجازت سے ریکارڈ بھی کیا، الحمد للہ علی احسانہ انہوں نے کئی مقامات پر اصلاح فرمائی اور میری اس کاوش کو سراہا جیسا کہ ہمارے اکابرین کا انداز رہا ہے، ان کی محبت و شفقت میرے لئے سرمایہ افتخار ہے۔

کسی بھی کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جب میں نے اس موضوع پر کام کا آغاز کیا تو بہت سے لوگوں نے تعاون کے لئے ہاتھ بڑھایا میں ان سب کا شکر گزار ہوں:

سب سے پہلے میں اپنے انتہائی مشفق و مہربان استاذ ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی صاحب کا مشکور ہوں، جنہوں نے مسودہ کی ابتدائی مراجعت فرمائی اور تاثرات بھی عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جن علمی شخصیات سے استفادہ کا موقع ملتا رہا ان میں سرفہرست مفتی محمد عبداللہ نورانی صاحب ہیں جنہیں دس سال سے زائد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا موقع ملا، ان کا تعاون قابل صد تعریف و لائق ستائش ہے۔ اس کے علاوہ میرے عزیز ساتھی ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی سے اس کتاب کی طباعت کے مراحل میں بھرپور مشاورت رہی، اللہ کریم مزید محبت اور مودت عطا فرمائے (آمین)۔ اس کے ساتھ ساتھ برادر محترم، انتہائی مشفق اور علم دوست شخصیت کے مالک، مفتی محمد اسماعیل نورانی صاحب دامت فیوضہم کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد قرب کی وجہ سے آپ کی حیات مبارکہ کے مختلف گوشوں پر رہنمائی فراہم کی بالخصوص حضرت کے آخری ایام سے لے کر تدفین تک کے مراحل کو قلمبند کیا اور ناچیز کو اپنی کتاب میں شامل کرنے کی اجازت عطا فرمائی، آخر میں اپنے ایک انتہائی عزیز دوست اور محسن مولانا رضا المصطفیٰ زید مجدہ جن کی محنت اور اخلاص کی وجہ سے یہ کتاب اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، تہہ دل سے ان کا ممنون ہوں کہ اگر ان کی معاونت شامل حال نہ ہوتی تو شاید یہ کتاب اس انداز میں منظر عام پر نہ آتی، ان تمام لوگوں کا بھی جنہوں نے مجھے اپنی غائبانہ دعاؤں میں یاد رکھا۔

اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائیں۔ آمین

جزاہم اللہ عنی خیر الجزاء

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

اسٹنٹ پروفیسر، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طبقہ انبیاء و مرسلین میں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ صحابہ کرام اور راویان حدیث نے آپ کی حیات مقدسہ کے ایک ایک گوشے کو انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کہیں اجمال اور کہیں تفصیل کے ساتھ تاریخ کے سینے میں محفوظ کر دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کا اتنا عظیم اور مستند ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اسے سمجھنے اور جاننے کے لئے علم حدیث و اصول حدیث اور اسماء الرجال کے نام سے کئی فنون علم عالم وجود میں آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اقوال و افعال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات و توضیحات اور علل و حکم پر بھی قلم اٹھایا گیا ہے اور مختلف شروحات زینت قرطاس کیں۔

برصغیر پاک و ہند میں اہل علم حضرات نے قرآن مجید فرقان حمید کی تفاسیر اور احادیث مبارکہ کی شروحات پر اس قدر کام کیا ہے کہ جس کا احاطہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، اس ضمن میں ایک تفصیل ہے جو طوالت کی وجہ سے پیش نہیں کی جاسکتی۔ مروجہ علوم دینیہ کی تکمیل کے دوران مجھے حدیث سے خصوصی تعلق اور شغف رہا، یہی وجہ ہے کہ صحاح ستہ کی مستند اور معتمد شروحات کے شب و روز مطالعہ کا موقع ملا، اکثر شارحین نے شرح کے لئے صحیح بخاری پر قلم اٹھایا، آج صحیح بخاری کی صرف اردو زبان میں ایک درجن سے زائد شروحات موجود ہیں، مگر جب صحیح مسلم کی طرف نظر گئی تو اس ضمن میں 2000ء تک یہ صورت نظر نہیں آئی، صحیح مسلم پر فقط چند تراجم اور حواشی سے زیادہ کام نہیں کیا گیا۔ دوسری طرف شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ جو انتہائی مبسوط، مفصل اور ضخیم شرح ہے اور تقریباً آٹھ ہزار صفحات پر محیط ہے اور اس میں جگہ جگہ علم و فن کے موتی بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جسکی وجہ سے یہ شرح دیگر تمام اردو شروحات پر بظاہر غالب نظر آتی ہے۔ اس میں جہاں علوم جدیدہ و قدیمہ، نقل و اصل، روایت و درایت، تحقیق و نقد وغیرہ وغیرہ کی ابحاث

موجود ہیں۔ وہیں علامہ موصوف کا ذاتی اجتہاد، علمائے متقدمین و متاخرین سے اختلاف رائے اور اکابرین کی تحقیق کا علمی رد، کثرت حوالہ جات، اصولی و فنی ابحاث صرفی و نحوی قواعد کے انطباق سے نتائج کا استخراج، کلامی و علمی مسائل میں مصتف کے ذاتی اصولوں کے ماتحت راجح و مرجوح اقوال میں رد و قبول کا معیار، جدید مسائل میں تحقیق و تدقیق و اختلاف کی نوعیت و کیفیت، مشاہداتی و تجرباتی اقوال میں شارح کے تفردات و اجتہادات اور انفرادی آراء منفرد و ممتاز نظر آتی ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ سائنس کی ترقی دن بدن نئے نئے مسائل کو جنم دے رہی ہے جبکہ نصوص قرآن و سنت اور اجماع صحابہ محدود ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر کوئی عصر حاضر کے جدید طبی و معاشی مسائل کے حل سے آشنائی نہیں رکھتا، اور ان تمامی مسائل کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ شرح صحیح مسلم میں قلم بند کیا گیا ہے۔

چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد ڈاکٹریٹ کے لئے اپنے مقالے کا انتخاب بھی اسی چشمہ علم سے کروں گا تا کہ وہ محاسن جو اس شرح میں پائے جاتے ہیں انہیں واضح کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ وہ ابحاث جو روز اول سے معاصرین کی تحسین و تنقید کا ہدف بنی ہوئی ہیں ان کا تحقیقی و تنقیدی تجزیہ پیش کیا جائے۔

الحمد للہ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان نظر سے بعنوان ”شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ“ پر 2014ء میں کام مکمل کیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل ہوئی بلکہ اس کے ساتھ ہی پاکستان کی عظیم جامعات میں سے جامعہ کراچی میں بطور اسٹنٹ پروفیسر کے تقرر بھی ہو گیا۔ اس کتاب کو برقت عملی جامہ پہنانے کے لئے میں نے اپنے مقالہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔

حدیثِ دل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا وَ مَصَلِّيًا

اللہ کریم ہی کا شکر اور احسان ہے کہ وہ جس کسی کو چاہے اپنے خزانوں سے سرفراز فرمائے اور اسی کے محبوب ﷺ کے احسانات سے ساری دنیا سرشار ہے کہ اسی ذات پاک نے مخلوق باری تعالیٰ کو ذات الہی سے متعارف کرایا ہے۔ یوں تو ہر کام اسی کی منشاء و مرضی سے ہوتا ہے لیکن اس عالم اسباب میں کچھ محرکات بھی کارفرما ہوتے ہیں، یہ کتاب جو اس وقت آپ کے مطالعہ میں ہے اس کی تحریک کا سبب بھی بہت دلچسپ ہے، 2011ء میں خاکسار کا پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ بعنوان ”شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ“ جامعہ کراچی کے بورڈ آف ایڈوانس اسٹڈیز اینڈ ریسرچ (Board of Advanced Studies and Research) نے منظور کیا، کام خاصہ مشکل تھا کیونکہ شرح کی ضخامت و کثرت مباحث نے اس کتاب کو فقہی انسائیکلو پیڈیا کا درجہ دے دیا تھا، لیکن کسی نے درست کہا کہ ہمت مرداں مدد خدا۔۔۔ اور ساتھ ہی والدین کریمین و انتہائی مشفق و مہربان استاذ پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی دامت برکاتہم کی رہنمائی نے اسے آسان کر دیا۔ اس کام کی ابتدائی مرحلہ میں ایک خواہش نے جنم لیا کہ جس عظیم شخصیت کی اس قابل قدر کاوش پر کام کرنے کا آغاز کیا ہے کیوں نہ اس کی زیارت و دعاؤں سے ہی آغاز سفر کیا جائے اور ان کی علمی مجالس سے خوشہ چینی کا موقعہ میسر آسکے۔ چنانچہ دارالعلوم نعیمیہ کا رخ کیا اور پہلی مرتبہ شارح صحیح مسلم کی زیارت ہوئی مگر حضرت کی طبیعت و مصروفیات نے مزید ملاقات کے سلسلہ پر بند باندھ دیا اور فقط ایک جملہ سماعت سے ٹکرایا کہ بس میں آپ کے لئے دعا کر سکتا ہوں اپنی علمی سزگرمیوں کی وجہ سے ملاقات و معاونت ممکن نہیں، یہ سنتے ہی اُمیدوں اور آرزوؤں کی کشتی کنارے سے لگنے

کے بجائے بیچ بھنور میں پھنستی محسوس ہوئی، وقتی طور پر یہ تاثر قائم ہوا بقول شاعر
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت میں ملیں گے
کیا خوب قیامت کا بھی ہو گا کوئی دن اور

اس مختصر مگر پُر اثر ملاقات کے بعد میں نے خود ہی اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور حضرت سے کسی قسم
کی معاونت کی توقعات غرق آب ہو گئیں۔ مقالہ کے اختتامی مراحل پر دوبارہ تمنائے شوق
نے انگڑائی لی اور شام کے اوقات میں شرف ملاقات کا ارادہ کیا، الحمد للہ ملاقات بہت
خوشگوار رہی، تین برس قبل کا تاثر ذائل ہوا اور پھر ملاقات کا ایک تسلسل قائم ہو گیا۔ حضرت کا
معمول تھا کہ مغرب تا عشاء عمومی ملاقات کر لیا کرتے تھے اور ان دنوں تفسیر تبیان الفرقان
کی پہلی جلد پر کام ہو رہا تھا۔ ایک روز راقم نے عرض کی کہ قبلہ کیا آپ کے حالات زندگی کے
حوالہ سے کوئی مستند معلومات مل سکتی ہیں تو حضرت نے کچھ توقف کے بعد غالباً مولانا شفیق
الرحمن سے فرمایا کہ یہ جو الماری میں التفسیر کا خصوصی شمارہ ”مفسرین نمبر“ رکھا ہے یہ نکال کر
لاؤ، پھر فرمانے لگے کہ اس میں ایک مقالہ ہے جس کا عنوان ہے ”علامہ غلام رسول سعیدی
اور تبیان القرآن“ یہ مجھے بہت پسند آیا ہے اور میں نے مفتی منیب الرحمن صاحب کو بھی یہ
دکھایا ہے مگر وہ تعریف کم ہی کیا کرتے ہیں۔ اس وقت جو میری قلبی کیفیت تھی اس کو لفظوں کا
جامہ پہنانا یقیناً میرے لئے ممکن نہیں لیکن میں زبان حال سے صرف یہی کہوں گا کہ اس
کرم کا کروں شکر کیسے ادا۔ وہ مضمون میرے ہی قلم کی ایک کاوش ناتمام تھا اور میں نے جب
عرض کی کہ قبلہ اس مضمون کا مصنف آپ کے سامنے موجود ہے۔ میں آج کم و بیش تین سال
بعد بھی حضرت کی مسرت اور دعاؤں بھری کیفیت اور آنکھوں کی چمک اپنے تصورات میں
محسوس کرتا ہوں۔ اس ملاقات کے بعد سے لے کر تادم آخر قبلہ ہر مرحلے پر حوصلہ افزائی
فرماتے رہے اور دعاؤں سے نوازتے رہے کہ میرا مقالہ قبول عام حاصل کرے اور ان کی
یہ آرزو اور تمننا میری سعادت و خوش بختی بن گئی۔ میں نے اپنے مقالہ کے دو ابواب حرفاً حرفاً
حضرت کو سنائے ہیں اور انہوں نے کمال محبت اور شفقت کے ساتھ اس کی تصحیح کی یہاں تک

کہ اس قدر کرم نوازی فرمائی کہ مجھ سے فرمایا: ”کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ نے میری سوانح جو مجھے سنا کر اس کی تصحیح کی ہے، وہ تفسیر تبیان الفرقان کے آغاز میں شامل کر دوں۔“ بس اس حکم کا ملنا تھا کہ میں نے پہلا باب حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہونے کے بعد جب میں حضرت سے ملا تو آپ بہت خوش ہوئے اور ساتھ ہی مجھے اپنی دعاؤں سے بھی نوازا۔

میری خواہش تھی کہ میں اپنے مقالہ میں سے علامہ صاحب کے حوالہ سے کچھ معلومات کو یکجا کر کے کتابی صورت میں شائع کروں، چنانچہ اس ضمن میں برادر محترم مولانا عبیدرضا الوری کے مشورہ پر گرامی قدر مولانا سجاد مدنی صاحب دامت فیوہم نے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن 2016ء میں علامہ سعیدی علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال کے فوری بعد شائع کرانے میں بھرپور تعاون کیا اور 500 کی تعداد میں چھپوا کر ارتقا فاؤنڈیشن کی جانب سے مختلف اداروں اور شخصیات کو بطور تحفہ دینے کا اہتمام کیا۔ اللہ کریم ان احباب کو اپنے کرم خاص سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین)

چونکہ کتاب کم تعداد میں چھپی اور مخصوص اداروں اور احباب تک پہنچی لہذا اس کتاب کو مختلف مکتبوں پر رکھنے کا انتظام نہیں کیا گیا اور اس طرح عام عوام تک اس کتاب کی رسائی نہیں ہو سکی، پھر اللہ کریم نے صاحبزادہ مولانا رضاء الحسن صاحب زید مجدہ کو اس کار خیر میں اپنا حصہ ملانے کی توفیق عطاء فرمائی اور انہوں نے صاحبزادہ محترم محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب دامت الطافہم العالیہ کی خدمت میں اس کتاب کو پیش کیا، آپ نے نہ صرف اس کاوش کی تحسین فرمائی بلکہ اس کتاب کو شایان شان طریقہ پر شائع کرانے کا اہتمام بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

اس کتاب کی طباعت ثانی میں، میں نے علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے ملک پاکستان میں جہاں کہیں بھی پی ایچ ڈی، ایم فل، ایم اے اور بی ایس لیول پر کام ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے ان سب کی معلومات کو جمع کیا ہے، اس کا ایک فائدہ تو ان محققین کو ہوگا

جو آپ کی خدمات پر مختلف موضوعات پر کام کرنا چاہتے ہیں وہ اس فہرست کو دیکھ کر نئے زاویوں سے موضوعات کا انتخاب کر سکتے ہیں اور دوسرا میرا مقصد یہ بھی ہے کہ میں علامہ صاحب کے حوالہ سے یہ حقیقت اہل علم کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت برصغیر پاک و ہند میں آپ وہ واحد مذہبی شخصیت ہیں جن کی زندگی میں ان پر حکومتی جامعات کی سطح پر اس قدر کام ہوا ہے جس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ اللہ کریم میری اس کاوش میں اخلاص عطا فرمائیں، ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے نوازیں، ہماری خطاؤں کو معاف فرمائیں اور ہم کو ہمیشہ نیکی کی راہ پر گامزن رکھیں۔ آمین

جزا ہم اللہ عنی خیر الجزاء

وما توفیتی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

اسٹنٹ پروفیسر، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

محدث اعظم پاک و ہند علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر پی ایچ ڈی، ایم فل، ایم اے اور بی ایس کی سطح پر ہونے والے تحقیقی کام کی تفصیلات

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف پر مختلف جامعات میں بی ایس، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر گزشتہ دو دہائیوں سے تحقیقی کام کیا جا رہا ہے، چنانچہ میں نے کوشش کی کہ مقالہ نگاروں سے براہ راست گفتگو ہو اور ان سے تحقیقی موضوع سے متعلق رہنمائی حاصل کی جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے جامعہ پنجاب لاہور، شیخ زید اسلامک سینٹر کراچی و لاہور، ایمپیریل یونیورسٹی لاہور، منہاج یونیورسٹی لاہور، اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، فیڈرل اُردو یونیورسٹی اسلام آباد و کراچی کیمپس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ، ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا، سندھ یونیورسٹی جامشورو اور مختلف شہروں کے معروف دینی اداروں و جامعات کے صدور شعبہ علوم اسلامیہ و اساتذہ علوم اسلامیہ سے ملاقات بھی کی تاکہ بہتر انداز میں ایک جامع فہرست علامہ صاحب کی خدمات پر ہونے والے تحقیقی کام کی پیش کی جاسکے تاہم ہماری معلومات کے مطابق جن موضوعات پر تاحال کام ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے۔ ان کی تعداد 70 سے تجاوز کر گئی ہے، ان میں 10 پی ایچ ڈی، 136 ایم فل، 20 ایم اے اور بی ایس کے مقالات شامل ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پی ایچ ڈی کے مقالات

علامہ سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے حوالہ سے ان کی حیات ہی میں 3 پی ایچ ڈی کی سطح کے مقالہ جات تکمیل کے مراحل طے کر کے سند حاصل کر چکے تھے جن کا ذکر خود علامہ صاحب نے اپنی آخری تصنیف تفسیر تبیان الفرقان کے آغاز میں بھی کیا ہے، ایک

مقالہ (اس فہرست میں نمبر چار) کو ریسرچ آرٹیکل شائع نہ ہونے کی وجہ سے اب تک سند تفویض نہیں کی گئی جبکہ مقالہ نگار باقی تمام مراحل مکمل کر چکے ہیں۔ پی ایچ ڈی کا ایک مقالہ 2017ء میں مکمل ہوا جبکہ 4 مقالہ جات پر ابھی کام جاری ہے اور وہ چاروں اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد سے عربی میں لکھے جا رہے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق ایک مقالہ علامہ صاحب کی حیات و خدمات پر انگریزی زبان میں لکھا جا رہا ہے۔ جس کی مکمل معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ دسمبر 2017

نمبر 1

شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (سن تکمیل: 2014ء، تعداد صفحات: 400)	
مقالہ نگار: محمد عاطف اسلم راؤ	نگران تحقیق: ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی
شعبہ قرآن و سنہ، کلیہ معارف اسلامیہ	جامعہ کراچی، کراچی، صوبہ سندھ، پاکستان

نمبر 2

فقہی مسائل کے بارے میں تفاسیر معارف القرآن اور تبیان القرآن کے اسالیب و رجحانات کا تقابلی جائزہ (سن تکمیل: 2014ء، تعداد صفحات: 369)	
مقالہ نگار: محمد شہاب اشرف خٹک	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد عبداللہ عابد
شعبہ عربی علوم اسلامیہ و تحقیق	گول یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان، صوبہ خیبر پختونخوا، پاکستان
اس مقالہ کو آن لائن پڑھا جاسکتا ہے۔ www.eprints.hec.gov.pk	

نمبر 3

علامہ غلام رسول سعیدی کی تفسیری خدمات (سن تکمیل: 2015ء، تعداد صفحات: 300)	
مقالہ نگار: مہوش خالد	نگران تحقیق: ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری
شعبہ علوم اسلامی، کلیہ معارف اسلامیہ	جامعہ کراچی، کراچی، صوبہ سندھ، پاکستان

نمبر 4

تفسیر تبیان القرآن میں عائلی مباحث کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: محمد اشفاق	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد
شعبہ علوم اسلامیہ	نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، پاکستان
مقالہ نگار کوریئر آرٹیکل شائع نہ ہونے کی وجہ سے تاحال ڈگری تفویض نہیں کی جاسکی۔	

نمبر 5

تبیان القرآن اور انوار البیان میں عصری مسائل کا تقابلی جائزہ (سن تکمیل: 2017ء)	
مقالہ نگار: محمد رمضان سعیدی	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم رانا
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 6

استدراکات الالوسی والسعیدی علی الفخر الرازی فی تفسیرہما (دراسة تحليلية نقدية) من اول سورة الفاتحة الى آخر سورة الانعام (المستمرّة)	
الطالب: نجم الدين كوكب هاشمی	المشرف: الدكتور محمد عبد الوهاب الراح
قسم التفسير وعلوم القرآن، كلية الدراسات الاسلامية (اصول الدين)	الجامعة الاسلامية العالمية، اسلام آباد، باكستان

نمبر 7

استدراکات الالوسی والسعیدی علی الفخر الرازی فی تفسیرہما (دراسة تحليلية نقدية) من اول سورة الاعراف الى آخر سورة الكهف (المستمرّة)	
الطالب: محمد سعید بن حکم خان	المشرف: الدكتور محمد عبد الوهاب الراح
قسم التفسير وعلوم القرآن، كلية الدراسات الاسلامية (اصول الدين)	الجامعة الاسلامية العالمية، اسلام آباد، باكستان

نمبر 8

استدراکات الآلوسی والسعیدی علی الفخر الرازی فی تفسیریهما (دراسة تحليلية نقدية) من اول سورة مريم الى آخر سورة يسین (المستمرّة)	
المشرف: الدكتور محمد عبد الوهاب الراح	الطالب: محمد ادریس
الجامعة الاسلامیة العالمیة، اسلام آباد، باكستان	قسم التفسیر وعلوم القرآن، كلية الدراسات الاسلامیة (اصول الدين)

نمبر 9

استدراکات الآلوسی والسعیدی علی الفخر الرازی فی تفسیریهما (دراسة تحليلية نقدية) من اول سورة الصافات الى آخر سورة الناس (المستمرّة)	
المشرف: الدكتور محمد عبد الوهاب الراح	الطالب: عظمی شاہین
الجامعة الاسلامیة العالمیة، اسلام آباد، باكستان	قسم التفسیر وعلوم القرآن، كلية الدراسات الاسلامیة (اصول الدين)

ایم فل کے مقالات

نمبر 1

عصری طبی مسائل کا تحقیقی جائزہ	
شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی کا خصوصی مطالعہ (سن تکمیل: 2005ء)	
مقالہ نگار: محمد اعجاز عطاری	نگران تحقیق: ڈاکٹر سعید الرحمن
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 2

جدید حیاتیاتی مسائل: شرح صحیح مسلم (از غلام رسول سعیدی) کا مطالعہ	
(سن تکمیل: 2008ء)	
مقالہ نگار: سیف الرحمن	نگران تحقیق: ڈاکٹر احسان الرحمن غوری
ادارہ علوم اسلامیہ	پنجاب یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 3

تفسیر تبیان القرآن کی اعتقادی مباحث کا تحقیقی جائزہ (سن تکمیل: 2008ء)	
مقالہ نگار: عبدالقدوس درانی	نگران تحقیق: ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 4

عقائد اسلامیہ: تبیان القرآن اور عصری تفاسیر (سن تکمیل: 2009ء)	
مقالہ نگار: ناظم محمود	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ محمود اختر
ادارہ علوم اسلامیہ	پنجاب یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب

نمبر 5

معارف القرآن اور تبیان القرآن کے فقہی مباحث کا تقابلی مطالعہ (سورۃ النور کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2010ء)	
مقالہ نگار: عمر شاہد	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 6

معارف القرآن اور تبیان القرآن کے فقہی مباحث کا تقابلی مطالعہ (سورۃ المائدہ کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2010ء)	
مقالہ نگار: ملازم حسین	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمود سلطان کھوکھر
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 7

جدید فقہی مسائل میں تبیان القرآن اور تیسیر القرآن کے اُسلوب و منہج کا تقابلی جائزہ (سن تکمیل: 2011ء)	
مقالہ نگار: حافظ عبدالغفار	نگران تحقیق: ڈاکٹر ظہور اللہ ازہری
شعبہ علوم اسلامیہ	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 8

کشف الباری و نعمۃ الباری کا عقائد و عبادات میں تقابل (سن تکمیل: 2011ء)	
مقالہ نگار: محمد اکبر علی	نگران تحقیق: ڈاکٹر ابوالوفاء محمود
شیخ زاید اسلامک سینٹر	پنجاب یونیورسٹی، قائد اعظم کیمپس، لاہور، صوبہ پنجاب
یہ مقالہ شیخ زاید اسلامک سینٹر لاہور میں موجود ہے۔	

نمبر 9

علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم میں جدید فقہی مسائل (سن تکمیل: 2012ء)	
مقالہ نگار: ماریہ ارشد	نگران تحقیق: ڈاکٹر سید سلطان شاہ
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 10

تفسیر معارف القرآن اور تفسیر تبیان القرآن کا تقابلی مطالعہ (سن تکمیل: 2013ء)	
مقالہ نگار: بشری بی بی	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ عبدالرحیم
شعبہ علوم اسلامیہ (فاصلاتی نظام)	بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 11

سورۃ الانفال اور سورۃ الاحزاب کے مضامین کا تحقیقی مطالعہ (تدبر قرآن اور تبیان القرآن کا تقابلی جائزہ) (سن تکمیل: 2013ء)	
مقالہ نگار: عبدالستار	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم رانا
شعبہ علوم اسلامیہ (فاصلاتی نظام)	بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 12

نعمۃ الباری کا منہج و اسلوب - تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ (سن تکمیل: 2014ء)	
مقالہ نگار: شگفتہ جمیں	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
شعبہ علوم اسلامیہ و عربی	گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، صوبہ پنجاب، پاکستان
اس مقالہ کو "علامہ غلام رسول سعیدی حیات و خدمات: نعمۃ الباری/نعم الباری کا خصوصی مطالعہ" کے عنوان سے مکتبہ دارالاسلام نے 2016ء شائع کیا ہے۔	

نمبر 13

مباحث سیرت: تبیان القرآن کی روشنی میں (سن تکمیل: 2014ء)	
مقالہ نگار: اختر حسین	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
شعبہ علوم اسلامیہ	گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، صوبہ پنجاب، پاکستان
اس مقالہ کو مکتبہ دارالاسلام نے 2016ء شائع کیا ہے۔	

نمبر 14

تفسیر تبیان القرآن کی فقہی مباحث کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (کتاب الزکوٰۃ تا کتاب الصوم) (سن تکمیل: 2014ء)	
مقالہ نگار: عون محمد سعیدی	نگران تحقیق: ڈاکٹر ضیاء الرحمن
شعبہ علوم اسلامیہ	اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 15

تدبر قرآن (اصلاحی) اور تبیان القرآن (سعیدی) کے کلامی مضامین: ایک تقابلی جائزہ (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: محمد فریاد	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 16

صحیح بخاری کی دو اردو شروح نعمۃ الباری اور انعام الباری کا تقابلی جائزہ (کتاب الزکوٰۃ تا کتاب الصوم) (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: عفر محمود بنت محمود الحسن	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ افتخار احمد
شعبہ علوم اسلامیہ	اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 17

نعمۃ الباری اور انعام الباری کے منتخب ابواب کا تقابل (کتاب الجمعۃ تا کتاب الجنائز)
(سن تکمیل: 2015ء)

مقالہ نگار: خواجہ سیف الرحمن بن نذیر احمد	نگران تحقیق: ڈاکٹر شبیر احمد جامعی
شعبہ علوم اسلامیہ	اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 18

تبیان القرآن میں تفسیر آیات کے ضمن میں سائنسی توجیہات کا تحقیقی مطالعہ
(سن تکمیل: 2016ء)

مقالہ نگار: عطا اللہ شاہ	نگران تحقیق: ڈاکٹر شہباز منج
شعبہ علوم اسلامیہ	سرگودھا یونیورسٹی سب کیمپس بھکر، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 19

جدید معاشی مسائل میں مفتی تقی عثمانی اور علامہ غلام رسول سعیدی کی
آرا کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ (سن تکمیل: 2016ء)

مقالہ نگار: نزہت سعید	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم خان نیازی
شعبہ علوم اسلامیہ	سرگودھا یونیورسٹی سب کیمپس بھکر، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 20

سید ابوالاعلیٰ مودودی اور علامہ غلام رسول سعیدی کی سیاسی آرا کا تنقیدی و تقابلی مطالعہ
(سن تکمیل: 2016ء)

مقالہ نگار: ہاشم	نگران تحقیق: ڈاکٹر ساجد اقبال
شعبہ علوم اسلامیہ	سرگودھا یونیورسٹی سب کیمپس بھکر، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 21

قرآن حکیم میں منصب نبوت اور اس کی ذمہ داریاں (تفسیر حقانی، تفہیم القرآن اور تبیان القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: سعیدہ رحمت	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم ورک
کلیہ عربی و علوم اسلامی	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

نمبر 22

قرآن حکیم میں منصب نبوت اور اس کی ذمہ داریاں (تفسیر حقانی، تفہیم القرآن اور تبیان القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: سعیدہ رحمت	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم ورک
کلیہ عربی و علوم اسلامی	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

نمبر 23

آیات احکام کی روشنی میں استنباط مسائل کے حوالہ سے علامہ غلام رسول سعیدی کے اسلوب کا تحقیقی جائزہ (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: ہاجرہ حفیظ اللہ کاکڑ	نگران تحقیق: ڈاکٹر سید حیدر شاہ
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	سرمدار بہادر خان وومنز یونیورسٹی، کوئٹہ، صوبہ بلوچستان پاکستان

نمبر 24

دعوت القرآن اور تبیان القرآن کے منہج و اسلوب کا تقابلی جائزہ (سورۃ الاعراف کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: سمیعہ نذیر	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد عابد نعیم
شعبہ علوم اسلامی	گیبریل کالج، منڈی بہاؤ الدین، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 25

تفسیر تبیان القرآن میں مباحث تصوف کا تحقیقی جائزہ (سن تکمیل: 2017ء)	
مقالہ نگار: آنسہ	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب
شعبہ علوم اسلامیہ	بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 26

قصص النساء کے فقہی پہلو سے رہنمائی (تفسیر ثنائی، معارف القرآن اور تبیان القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2017ء)	
مقالہ نگار: میمونہ عزیز	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد کریم خان
شعبہ علوم اسلامیہ	یونیورسٹی آف گجرات، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 27

قصص النساء کے عائلی پہلو سے رہنمائی (شرح صحیح بخاری کا خصوصی مطالعہ) (سن تکمیل: 2017ء)	
مقالہ نگار: اقراء امجد	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد کریم خان
شعبہ علوم اسلامیہ	یونیورسٹی آف گجرات، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 28

تفسیر ضیاء القرآن اور تفسیر تبیان القرآن کی روشنی میں خواتین کے معاشی حقوق تحقیقی و مطالعاتی جائزہ (زیر تحقیق)	
مقالہ نگار: محمد رضوان الحق	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالخالق خان
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	میرپور یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، میرپور، آزاد کشمیر

نمبر 29

تفسیر معارف القرآن اور تفسیر تبیان القرآن میں فقہی اسالیب سے استدلال کا جائزہ سورۃ البقرۃ کے تناظر میں (زیر تحقیق)	
مقالہ نگار: حافظ محمد عرفان	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالخالق خان
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	میرپور یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، میرپور، آزاد کشمیر

نمبر 30

مولانا غلام رسول سعیدی کے قرآنی استدلالات اور مسائل فقہیہ تحقیقی و مطالعاتی جائزہ (زیر تحقیق)	
مقالہ نگار: شہباز بشیر	نگران تحقیق: ڈاکٹر اصغر علی خان
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	میرپور یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، میرپور، آزاد کشمیر

نمبر 31

تفسیر تبیان الفرقان کی روشنی میں مجددین برصغیر کے اجتہادات کا ناقدانہ جائزہ (زیر تحقیق)	
مقالہ نگار: عزیز الرحمن	نگران تحقیق: ڈاکٹر اصغر علی خان
انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز	میرپور یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، میرپور، آزاد کشمیر

ایم اے کے مقالات

نمبر 1

مضامین سورۃ الشمس منتخب تفسیری ادب کی روشنی میں (6 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: حافظہ ثنا محمد حسین	نگران تحقیق: ماریہ مقصود
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 2

سورۃ الاحقاف کے اہم مضامین تفسیر تبیان القرآن اور تفسیر مظہری کی روشنی میں تقابل (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: قاری محمد حسن رضا	نگران تحقیق: ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 3

سورۃ الحشر میں بیان کردہ اہم مضامین تفسیر معارف القرآن اور تفسیر تبیان القرآن کی روشنی میں (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: محمد احسان الحق	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ممتاز الحسن باروی
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 4

سورۃ الفجر کے مضامین کا جائزہ منتخب تفسیری ادب کی روشنی میں (6 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2016ء)	
مقالہ نگار: حافظہ عائشہ حبیب	نگران تحقیق: ڈاکٹر شمینہ سعدیہ
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 5

سورۃ العصر کا اردو تفسیری ادب میں جائزہ (6 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: حافظہ سمعیہ امجد	نگران تحقیق: ماریہ مقصود
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 6

مضامین سورۃ الاحقاف منتخب تفاسیر کی روشنی میں (4 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: حافظہ عثمان حنیف	نگران تحقیق: ڈاکٹر عبدالباسط خان
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 7

سورۃ الحجرات میں بیان کردہ آداب نبوت (تفسیر ابن کثیر اور تبیان القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: محمد خان	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد اکرم رانا
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 8

تبیان القرآن اور معارف القرآن کے فقہی اسلوب کا تحقیقی جائزہ (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: محمد ناصر	نگران تحقیق: ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 9

سورہ نور کی تفسیر کا تقابلی جائزہ، تفسیر مظہری اور تبیان القرآن کی روشنی میں (سن تکمیل: 2015ء)	
مقالہ نگار: محمد وقار	نگران تحقیق: صابر حسین نقشبندی
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 10

مضامین سورہ ص منتخب تفاسیر کی روشنی میں (4 منتخب تفاسیر میں سے ایک تبیان القرآن) (سن تکمیل: 2014ء)	
مقالہ نگار: عادل حسین	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ محمد عبدالقیوم
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 11

سورہ المائدہ کے فقہی احکام (تفسیر تبیان القرآن اور معارف القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2010ء)	
مقالہ نگار: سید افسرخان	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ممتاز الحسن باروی
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 12

سورہ نساء کے فقہی احکام (تبیان القرآن اور معارف القرآن کی روشنی میں) (سن تکمیل: 2010ء)	
مقالہ نگار: حافظ نوید الرحمن	نگران تحقیق: ڈاکٹر محمد ممتاز الحسن باروی
شعبہ علوم اسلامی	منہاج یونیورسٹی، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

نمبر 13

تفسیر تبیان القرآن اور تبیان الفرقان کا تقابلی جائزہ (زیر تحقیق)	
مقالہ نگار: محمد	نگران تحقیق: ڈاکٹر عاصم نعیم
شعبہ علوم اسلامی	جامعہ پنجاب، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

بی ایس کا مقالہ

نمبر 1

تبیان القرآن کے فقہی مباحث (سورۃ البقرہ کا اختصاصی جائزہ) (2017ء)	
مقالہ نگار: عبدالستار	نگران تحقیق: ڈاکٹر حافظ عبدالباسط خان
شیخ زاید اسلامک سینٹر	جامعہ پنجاب، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان

اس کے علاوہ ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے منظور شدہ مجلات میں بھی آپ کی شخصیت اور خدمات کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں پر کام کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

مقالہ نگار	موضوع	مجلد
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی حیات و خدمات (علمی و تحقیقی جائزہ)	مجلد معارف اسلامیہ، جنوری تا جون 2013ء، جامعہ کراچی
محمد راشد انصاری	علامہ غلام رسول سعیدی کے تفرزات	التفسیر، شمارہ 21، تفرزات نمبر، جنوری تا جون 2013ء، مجلس التفسیر کراچی
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی اور تبیان القرآن	التفسیر، شمارہ 23، خصوصی اشاعت: برصغیر کے مفسرین اور انکی تفسیر، جنوری تا جون 2014ء، کراچی
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی کی قلمی خدمات کا اجمالی جائزہ	الثقافة الاسلامیہ، شمارہ 37، جنوری تا جون 2017ء، شیخ زاید اسلامک سینٹر، کراچی
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	تفسیر تبیان الفرقان کا منہج و اسلوب	ششماہی التفسیر، شمارہ 29، جنوری تا جون 2017ء، مجلس التفسیر کراچی

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی کی قرآن فہمی کا معاصر مفسرین کی آراء سے تقابل	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری کے ماخذ واسلوب	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی کا اسلوب تحقیق اور اکابرین سے اختلاف اور انداز اختلاف	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	محدثین اور مجددین کے الحاد و افکار کا رد بلغ ، تبیان الفرقان کے تناظر میں	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	علامہ غلام رسول سعیدی کے اقتصادی نظریات (شرح صحیح مسلم کا خصوصی مطالعہ)	زیر طباعت
ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ	نشأة التفسیر الفقہی و تطوره فی شبہ القارة (دراسة تحليلية) ^۲	زیر طباعت

ان تحقیقی تقابلی و تجزیاتی کاموں سے محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کو نہ صرف دوام ملے گا بلکہ تشنگان علم بھی ملکی و بین الاقوامی سطح پر آپ کی لازوال خدمات سے بھرپور انداز سے استفادہ کر سکیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ نجی سطح پر بھی ارباب علم و دانش نے مختلف انداز سے نہ صرف آپ کے کام کو سراہا ہے بلکہ آپ کی شخصیت و تصنیفات پر بھی کام کیا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆ جسٹس ریٹائرڈ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے شرح صحیح مسلم پر ماہنامہ البلاغ (دارالعلوم کراچی، ماہ نومبر 1995ء) میں بہت خوبصورت تبصرہ رقم کیا ہے، جو پانچ صفحات پر مشتمل ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

☆ ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر، میرے انتہائی مشفق و مہربان استاذ ہیں، آپ نے شرح صحیح مسلم کا انڈیکس تیار کیا تا کہ آٹھ ہزار صفحات پر مشتمل عظیم فقہی انسائیکلو پیڈیا سے عوام و خواص کے لئے استفادہ آسان ہو جائے۔

شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”عظمتوں کے پاسان“ میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور خدمات کو تقریباً 10 صفحات پر رقم کیا ہے۔ اس کتاب کو ممتاز پبلی کیشنز، لاہور نے 2000ء میں شائع کیا، آپ ہم جماعت بھی ہیں اور آپ کا حضرت کے ساتھ خصوصی دلی لگاؤ بھی تھا، ہم سبق اور ہم عصر ہو کر آپ نے دوستی کا حق ادا فرمایا اور بہت ہی خوب لکھا، میری تحقیق کے مطابق حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر یہ پہلی تحریر ہے۔

مولانا محمد ناصر خان چشتی صاحب جنہیں حضرت سے شرف تلمذ بھی حاصل ہے ایک کتاب بعنوان ”حیات سعید ملت“ فریڈ بک اسٹال لاہور سے 1422ھ، 2001ء میں شائع کی ہے۔ جو حضرت کی حیات و خدمات پر شایان شان کام ہے اور جسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پسند بھی فرمایا اور آپ ہی نے سب سے پہلے حضرت کے لئے ”سعید ملت“ کے لقب کو تحریر کیا، جس کو اللہ رب العزت نے بے حد مقبولیت عطا فرمائی۔

مفتی محمد اسماعیل نورانی صاحب جنہیں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ قرب نصیب ہوا، آپ نے تنظیم المدارس کے لئے اپنا مقالہ بعنوان ”حقائق شرح صحیح مسلم و دقائق تبیان القرآن“ تحریر کیا جس میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و خدمات کو بہت عمدہ انداز میں پیش کیا گیا ہے، اس مقالہ کو فریڈ بک اسٹال لاہور نے 2004ء میں کتابی صورت میں شائع کیا، اب اسے فہارس شرح صحیح مسلم میں ضم کر دیا گیا ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و خدمات پر ایک مفصل مضمون ماہنامہ افق، اگست 2008ء کراچی میں شائع ہوا۔

اس کے علاوہ جیونیوز پر پروگرام جی علی الفلاح میں آپ کا تفصیلی انٹرویو 5 ستمبر 2010ء میں نشر ہوا جسے اب بھی انٹرنیٹ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

☆ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ ان کی تفسیر تبیان القرآن کی تلخیص کی جائے تو یہ خواہش ان کے انتہائی لائق فائق شاگرد مفتی محمد عبداللہ نورانی زید مجدہ نے پوری کی اور 2009ء ”انوار تبیان القرآن“ کے نام سے ایک جلد میں عظیم شاہکار منظر عام پر آیا۔

☆ استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب، کی جانب سے بند یال شریف کے علماء و فضلاء پر ایک ضخیم کتاب 2011ء شائع ہوئی ہے، جس کا عنوان ”قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البندیال“ ہے اس میں بھی حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆ حضرت علامہ مولانا حافظ آس محمد سعیدی نے ”اشاریہ تبیان القرآن“ کو مرتب کیا ہے جسے فرید بک اسٹال لاہور نے 2011ء میں شائع کیا اس میں بھی حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کو قلم بند کیا گیا ہے۔

☆ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، نومبر 2014ء میں بھی حضور قبلہ سعید ملت علیہ الرحمۃ کے احوال و آثار پر بہت وقیع مضمون شائع ہوا ہے۔

☆ اسی طرح ماہنامہ الاشرف، کاروان قمر اور دیگر کئی مجلات میں علامہ سعیدی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے خصوصی نمبر شائع ہوئے ہیں۔

جیسا کہ راقم پہلے بھی تحریر کر چکا ہے کہ اللہ کریم نے مجھے نہ صرف حضرت کی شخصیت اور خدمات پر لکھنے کا موقع دیا ہے بلکہ میرا نا پختہ کام ادبی حلقوں میں میری پہچان بن گیا ہے اور میں اس پر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بے حد مشکور ہوں۔

☆ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کے بعد راقم کی ان سے قربت اور ان کی خدمات پر کام کے حوالہ سے مختلف تعزیتی سیمینارز اور مجالس میں جانے کا موقع ملا، ان میں سے ایک پروگرام بروز ہفتہ 13 فروری 2016ء کو جامعہ علمیہ اسلامیہ نارتھ ناظم آباد میں بعنوان ”علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ شخصیت و خدمات“ منعقد کیا گیا۔ جس کے محرک

برادر عزیز ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی صاحب بنے، جامعہ کے پرنسپل پروفیسر سرفراز صابری صاحب نے مجھے اور مفتی اسمعیل نورانی صاحب دامت برکاتہم کو مدعو کیا۔ الحمد للہ علی احسانہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح اور قلمی خدمات پر گفتگو کا موقع ملا۔

اس کے علاوہ ARY Qtv پر 15-02-16 کو پروگرام ”کتاب و قلم“ میں شرح صحیح مسلم پر بہت خوبصورت پروگرام ہوا جس میں راقم کو بحیثیت تبصرہ نگار مدعو کیا گیا تھا اور دوسرا پروگرام ”روشنی سب کے لئے“ میں بھی علم اور علماء کے حوالہ سے بہت عمدہ پروگرام ہوا جس میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر گفتگو کو میں اپنے لئے عظیم سعادت متصور کرتا ہوں۔ یقیناً حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف و تالیفات کے اعتبار سے اس صدی کے مجدد ہیں اور اس حقیقت کو آج نہیں توکل مؤرخ ضرور لکھے گا۔

کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی کی جانب سے آئندہ ماہ ایک عظیم الشان سیمینار بعنوان ”علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی خدمات“ Literary services of Alama Ghulam Rasool Saeedi منعقد کیا جائے گا، جس میں مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے دانشوروں سے وقت لیا گیا ہے اور وہ حضرات اس سیمینار میں آپ کی شخصیت اور خدمات کے حوالہ سے اپنے مقالے پیش کریں گے اور وقتاً فوقتاً توسیعی لیکچرز کا سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ کریم حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے اور تاقیام قیامت ان کے فیض کو جاری و ساری فرمائے (آمین)۔

جزاہم اللہ عنی خیر الجزاء

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

دعائے سعید

اللهم اغفر له وارحمه واعف عنه وعافه واکرم نزلہ ووسع
مدخله واغسله بباء الثلج والبرد ونقه من الخطايا كما ينقى
الثوب الابيض من الدنس وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا
من اهله ووقه فتن القبر وعذاب النار (صحیح مسلم)

”وہی نہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما، انہیں عافیت دے، انہیں معاف فرما،
ان کی مہمانی اچھی فرما، ان کی قبر فراخ فرما اور انہیں پانی برف اور اولے سے دھو
دے اور انہیں خطاؤں سے ایسا صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑا میل سے صاف
کرتا ہے اور ان کو ان کے گھر سے اچھا گھر، گھر والوں سے اچھے گھر والے عطا
فرما اور انہیں جنت میں داخل فرما اور قبر اور آگ کے عذاب سے بچالے۔ آمین“

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے
مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شہساز ہو تیرا

باب اوّل

محدث اعظم پاک و ہند کا سوانحی خاکہ

ولادت و نسب

”محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ 10 / رمضان المبارک 1356ھ / 14 نومبر 1937ء بروز جمعۃ المبارک دہلی (متحدہ ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے برادر بزرگ ”سید محمد وزیر دہلوی“ نے اپنے والد ماجد ”سید محمد منیر دہلوی“ کی روایت انہیں سنائی: سلطان ہند شاہجہاں نے عرب سے چند نابغہ روزگار افراد کو ہندوستان بلایا تھا، ان میں سے ایک ماہر حرب تھے، دوسرے طباطبائی تھے، تیسرا کوئی اور شخص بتایا اور چوتھے سید اور عالم دین تھے، ہم اسی سید اور عالم دین کی اولاد سے ہیں۔“ (2)

”آپ کا اصل نام شمس الزماں نجمی ہے۔ دوران طالب علمی جب بھی آپ کی والدہ کا خط آتا اس پر نجمی بیٹا لکھا ہوتا تھا۔ جب آپ کی رغبت علم دین کی طرف ہوئی، اس وقت آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اپنا نام غلام رسول رکھا۔“ (3)

”علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام پہلے والد محترم کے نام پر ”احمد منیر“ رکھا گیا تھا، بعد ازاں آپ کا نام ”شمس الزماں نجمی“ رکھا گیا، پھر جب آپ کی عمر اکیس سال ہوئی اور عبادت و ریاضت کی طرف راغب ہوئے تو آپ کو اس نام سے تعلق کے ادعاء کا تاثر محسوس ہوا تو انہوں نے رسول اللہ سے والہانہ محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر از خود اپنا نام تبدیل کر کے غلام رسول رکھ لیا۔“ (4)

نام و نسب میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تفرد

اس بات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دنیاوی شہرت، منصب و عزت اور نسب پر فخر سے دوری محسوس ہوتی ہے، کیونکہ آج کل تو معاملہ اس کے برعکس ہے، بہت سے لوگ فقط جھوٹی عزت کی خاطر اپنا نسب بدل کر فعل حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، غیر سید ہو کر سید لکھ کر اپنا قد اونچا کرتے ہیں اور بسا اوقات حقیقی سید اپنے نسب کی وجہ سے دوسرے لوگوں پر اپنی فضیلت اور تفوق کے قائل ہوتے ہیں، یہاں تک بھی دیکھا گیا کہ صرف اپنی شہرت یا بعض

اوقات لوگوں کے قلوب کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے یا اپنی بے سرو پابا بات میں جان پیدا کرنے کے لئے اپنے نسب کو ڈھال بناتے ہیں، اس بارے میں کسی کی دو آراء نہیں ہو سکتیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبی تعلق کسی بھی شخص پر اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے، اس پر جس قدر ہو سکے انسان کو شکر گزار ہونا چاہئے۔ لیکن جب محدث اعظم رحمہ اللہ علیہ کو دیکھتے ہیں تو اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ آپ انتہائی منکسر المزاج تھے، اس بات میں شک نہیں کہ آپ کو اللہ نے اسم با مسمیٰ بنایا، آپ قیامت تک کے لئے اپنی خدمات کے تناظر میں شمس الزماں یعنی زمانہ کے سورج ہیں اور یقیناً آپ کی تصنیفات و تالیفات کے نور سے ایک زمانہ اپنی علمی پیاس بجھاتا رہے گا لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے لئے اس نام کو پسند کیا جس میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت غلامی کا تعلق ہے اور اپنے نسب کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے آپ کو غلام رسول کی نسبت سے معاشرے میں متعارف کروایا اور بلاشبہ اس نام کا حق ادا کر دیا، یہ بہت بڑی بات ہے کہ اتنے طویل عرصے آپ نے اپنے نام و نسب کو چھپایا اور 2015ء میں جب تبیان الفرقان کی پہلی جلد منظر عام پر آئی تو لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ محدث اعظم رحمہ اللہ علیہ نسباً سید ہیں آپ یقیناً اس حدیث مبارکہ کے مصداق ہیں:

من تواضع لله رفعه الله (5)

راقم کو آپ رحمہ اللہ علیہ کی کتابوں کے مطالعہ اور ذاتی ملاقاتوں سے یہ تاثر ملا کہ جس طرح آپ نے اپنا قلمی نام غلام رسول از خود اپنے لئے پسند فرمایا، اللہ رب العزت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت و محبت سے آپ کو اسے نبھانے کی سعادت بھی عطاء فرمائی۔ حال ہی میں حضرت رحمہ اللہ علیہ کے حوالے سے مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب نے پروگرام ”کتاب و قلم“ میں بروز پیر 22 فروری 2016ء کو حضرت رحمہ اللہ علیہ کے اس تفرّد کو بہت خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا، یقیناً آپ رحمہ اللہ علیہ کے اس اسوہ میں ہمارے لئے بہت سے نئی پوشیدہ باتیں۔

خاندانی پس منظر

”آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام محمد منیر ہے جو آپ کے بچپن میں ہی انتقال فرما گئے تھے۔ ان کے وصال کے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت بڑی توجہ سے کی۔“ (6)

”آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے اپنی زندگی میں پانچ شادیاں کی تھیں۔ سعیدی صاحب ان کی پانچویں اہلیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کے انتقال کے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے دوسری شادی کر لی تھی۔ ان کے بطن سے آپ کے ایک بھائی اور ایک بہن پیدا ہوئے، آپ کے والد حقیقی کی اولاد میں آپ کے چار بھائی اور ایک بہن ہے۔“ (7)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ، آپ کی اپنی زبانی

”آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام شفیقہ فاطمہ تھا۔ وہ عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ شب بیدار اور تہجد گزار تھیں۔ وہ کثرت سے نوافل اور وظائف پڑھتی تھیں۔ وہ نہایت شکر گزار خاتون تھیں۔ ہر نعمت خواہ کسی سے ملی ہو، اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتی تھیں۔ انہوں نے ان گنت لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن مجید پڑھایا اور خود بھی کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں۔ ایک دن میں سترہ سترہ پارے تلاوت کر لیا کرتی تھیں۔ جب بڑھاپے میں ان کی نظر اور سماعت بہت کمزور ہو گئی تو اس وجہ سے وہ نہ قرآن مجید پڑھ سکتی تھیں اور نہ ہی سن سکتی تھیں۔ قرآن پاک پڑھنے اور اسے سننے کی لذت سے محرومی پر وہ اکثر افسردہ اور غمگین رہتی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ رات کو اٹھتی تھیں اور جس قدر ہو سکتا تھا، اس قدر نوافل ادا کرتی تھیں اور ہر وقت تسبیح پڑھتی رہتی تھیں۔ آپ کی والدہ کا انتقال 7 اگست 2003ء کو جمعہ کی شب تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہوا۔ اس وقت ان کی عمر 86 برس تھی اور علامہ سعیدی صاحب کی عمر 66 برس تھی۔ گویا 66 برس تک آپ ان کی دعاؤں کے زیر سایہ رہے۔“ (8)

ابتدائی تعلیم

”6 سال کی عمر میں والدہ ماجدہ سے قرآن مجید ناظرہ مکمل کیا اور 10 سال کی عمر میں آپ نے پنجابی اسلامیہ ہائی اسکول دہلی سے پرائمری کیا۔“ (9)

تقسیم ہند

”دہلی میں پانچویں جماعت تک ہی تعلیم حاصل کی تھی کہ 1947ء کا ہنگامہ خیز سال آگیا، اسی ہنگامے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاندان سمیت دہلی سے ہجرت کر کے کراچی چلے آئے، جہاں مزیدنویں جماعت تک تعلیم جاری رکھی۔“ (10)

حوادثِ زمانہ

”دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا اپنا پریس تھا (جس کا نام مرچنٹ تھا، بقول علامہ سعیدی صاحب)۔ وہاں آپ نے بہت عیش و عشرت کی زندگی گزاری۔ ایک خادم آپ کو اسکول لانے اور لیجانے پر معمور تھا۔ والد کی وفات اور پاکستان ہجرت کے بعد آپ کے حالات یکسر بدل گئے۔“ (11)

کسبِ معاش

”معاشی مسائل اور غربت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف کام کئے۔ کچھ عرصہ آپ نے برنس روڈ پر موجود ایک پریس میں بطور ملازم کام کیا اس پریس نے حکومت کے خلاف کچھ چھاپ دیا جس کی وجہ سے یہ پریس سیل ہو گیا اور تمام ملازمین کو فارغ کر دیا۔ آپ کا روزگار بھی ختم ہو گیا۔“ (12)

علم دین کی جستجو

”دین کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق اس طرح پیدا ہوا کہ 1956ء میں پریس کی طرف سے جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے وقفے کی منظوری ہوئی۔ حسن اتفاق کہ سعیدی صاحب جس مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے گئے، وہاں سنی حنفی بریلوی خطیب تھے۔

(آپ نے) آرام باغ کی جامع مسجد میں جانا شروع کر دیا۔ وہاں مناظر اسلام ضیغم سنیت مولانا محمد عمر اچھروی دامت برکاتہم العالیہ کی تقریریں سننے کا اتفاق ہوا۔ ان کی تقریروں میں بلا کا سوز تھا۔ آفتابِ عالم تاب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والہانہ محبت اور عقیدت کے چشمے پھوٹتے تھے۔ بس پھر کیا تھا، دل میں علم دین حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہو گئی، ذہنی طور پر ایک انقلاب آچکا تھا۔“ (13)

”ایک دن مناظر اہلسنت مولانا محمد عمر اچھروی (رحمۃ اللہ علیہ) کی ایمان افروز تقریر سنی، تو ذہن بیدار اور قلب زندہ ہو گیا اور دل میں ایک نئے جذبے نے جنم لیا کیونکہ قدرت نے آپ کو اپنے دین مبین اور مسلک اہلسنت و جماعت کی خدمت اور ترویج و اشاعت کے لئے منتخب کر لیا تھا۔ اس لئے ایک مرتبہ پھر آپ کا رجحان تعلیم کی طرف متوجہ ہوا۔“ (14)

ذاتی مطالعہ

”چنانچہ آپ نے قرآن پاک کے ترجمے پر غور کرنا شروع کر دیا لیکن جب قرآن پاک میں ناموس رسالت اور عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام آتا، تو بعض مولوی حضرات ترجمہ میں انتہائی بخل سے کام لیتے دکھائی دیتے، چنانچہ آپ کے پاکیزہ قلب و ذہن میں علم دین کے حصول کا نیا ذوق اور تجسس پیدا ہو گیا۔“ (15)

تحصیلِ علم دین

چنانچہ اکثر آپ صحیح و غلط، حق و باطل کی کشمکش میں مبتلا رہتے اور اسی فکر نے آپ کو حصولِ علم کی طرف متوجہ کیا۔

”جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان میں داخلے کا سبب ایک اشتہار بنا۔ ایک دن آپ کسی مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو وہاں دیوار پر جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان میں جلسہ دستار بندی کا اشتہار لگا تھا جس میں درج تھا کہ طلبہ کو بغیر فیس کے تعلیم دی جاتی ہے، ساتھ میں رہائش، کھانا اور کتابیں بھی مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ اس اشتہار پر نظر پڑتے ہی آپ حیرانگی کے عالم میں کھڑے ہو گئے کہ کیا حقیقت میں یہ ممکن ہے کہ علم بھی ملے اور رہائش

دکھانا بھی؟ آپ حیرانگی اور بیقراری کے عالم میں کئی مرتبہ اس مسجد کے باہر آ کر پھر اشتہار پڑھنے لگتے کیونکہ آپ کے ذہن میں پیسے دے کر حصول علم کا تصور تھا۔ ایسا کئی مرتبہ ہوا، بالآخر آپ نے جامعہ محمدیہ رضویہ کا ایڈریس نوٹ کیا اور مولانا محمد نواز اویسی کو تصدیق کے لئے خط لکھا کہ حقیقتاً ایسا ہی ہے جیسا کہ اس اشتہار میں درج ہے کیا ان کو بھی داخلہ مل سکتا ہے؟ مولانا صاحب نے اس خط کو پڑھتے ہی آپ کے شوق علم اور حالات کا اندازہ لگا لیا اور جواب ارسال کیا کہ داخلے شوال میں شروع ہوں گے، ابھی چھٹیاں ہیں لیکن آپ ابھی آجائیں، اگر کرائے کے پیسے نہیں ہیں تو کسی سے ادھار لے لیں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب آپ یہاں پہنچیں گے، میں اسی وقت آپ کو دے دوں گا، آپ انکو لوٹا دینا۔ چنانچہ آپ علم حاصل کرنے کا عزم لئے سفر پر روانہ ہوئے۔“ (16)

تعلیمی اسفار

حضرات صحابہ سے لے کر عہدِ حاضر تک اکابرین اسلام کی یہی سنت رہی ہے کہ تحصیل علم کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ راہنہ فی العلم کے حضور حاضر ہو کر اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے گویا یہی وصف علامہ سعیدی صاحب کی ذات میں بدرجہ اتم نظر آتا ہے۔ آپ نے بھی حصول علم کے لیے کئی مقامات کا سفر کیا اور اپنے وقت کے ماہرین علم اور نباض زمانہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے جامعہ محمدیہ رضویہ کا رخ کیا۔

جامعہ محمدیہ رضویہ کا سفر

”آپ جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خاں گئے وہاں مولانا محمد نواز اویسی مدظلہ نے آپ کو کریما (فارسی) اور قرآن مجید کا ترجمہ شروع کرایا، اس کے بعد آپ کو حضرت مولانا عبدالمجید اویسی دامت برکاتہم کے سپرد کر دیا، جن سے آپ نے فارسی کی بقیہ کتابیں اور صرف و نحو پڑھی، مولانا عبدالمجید اویسی کے پاس آپ ڈیڑھ سال رہے۔“ (17)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ انٹرویو فرمایا کہ:

”کچھ عرصے بعد ہمارے استاد خانیوال کے قریب سکندر آباد ایک چھوٹے سے قصبہ

میں چلے گئے، میں نے رحیم یار خان میں ان کا انتظار کیا جب معلوم ہوا کہ وہ وہیں مقیم ہیں تو میں بھی وہاں چلا گیا۔“ (18)

منصب امامت دوران طالب علمی

”مدرسے کے قریب ہی ایک کچی بستی تھی، یہاں کے لوگوں نے ایک کچی مسجد بنا رکھی تھی لیکن کوئی امام نہ تھا، ایک کباڑیہ جو کہ ان پڑھ تھا، وہ اذان دیتا تھا، ان لوگوں نے مدرسے سے ایک طالب علم طلب کیا جو ان کو نماز پڑھائے اور اذان دے۔ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کو اس مسجد میں مقرر کیا گیا آپ یہاں مسجد کی صفائی کرتے اور وضو کے لئے پانی کنویں سے بھر کر رکھتے، نماز پڑھاتے اور بچوں کو قاعدہ پڑھاتے تھے۔“ (19)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوران انٹرویو فرمایا کہ:

”مسجد کے ایک منتظم تھے جو کسی مہینے آٹھ روپے کبھی نو اور کبھی دس روپے دیتے۔ ایک دن جامعہ نعیمیہ لاہور سے ایک طالب علم یہاں آیا، اس نے آپ سے کچھ سوالات کیے، وہ آپ کی ذہانت اور علم سے بہت متاثر ہوا اس نے آپ سے کہا کہ اگر آپ جامعہ نعیمیہ لاہور چلے جائیں تو آپ کے لئے بہت بہتر ہوگا چنانچہ میں نے مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کو خط لکھا ان کا جواب آیا کہ آپ آجائیں آپ کو داخلہ مل جائے گا۔“ (20)

جامعہ نعیمیہ (لاہور) کا سفر

”وہاں سے جامعہ نعیمیہ، لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں مولانا عبدالغفور صاحب سے کافی، شرح تہذیب، اصول الشاشی، نور الانوار اور مفتی محمد حسین نعیمی سے شرح جامی، قطبی، جلالین شریف اور ہدایۃ الحکمۃ پڑھیں۔ جبکہ تلخیص کے چند اسباق مفتی عزیز احمد بدایونی سے پڑھے۔“ (21)

تدریس دوران طالب علمی

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوران انٹرویو فرمایا کہ:

”اس وقت مفتی محمد حسین نعیمی چوک داگرہ کی مسجد میں امام و خطیب تھے یہ ایک صنعتی علاقہ تھا مسجد کے ساتھ بہت سی دکانیں تھیں بعد میں یہ مسجد اوقاف میں آگئی، پھر آپ محکمہ اوقاف کے خطیب ہو گئے، کچھ عرصہ بعد محکمہ اوقاف کی طرف سے کونٹہ میں تین ماہ کا ایک ریفریشنگ کورس ہوا جس میں مفتی حسین نعیمی صاحب بھی گئے۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ کتابیں آپ نے پڑھی ہوئیں ہیں تو آپ یہ پڑھادیں، اسی دوران ایک مولوی صاحب جن کا نام امام الدین تھا جامعہ نعیمیہ آئے اور جس طرح طالب علموں کا طریقہ ہوتا ہے، انہوں نے مجھ سے دو تین منطوق کے سوال پوچھے، جس سے وہ مطمئن ہوئے اور کہا کہ میرا آپ کو یہ مشورہ ہے کہ آپ علامہ عطا محمد بند یا لوی سے منطوق کی کتابیں پڑھیں۔“ (22)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد گرامی سے وہاں جانے کی اجازت طلب کی انہوں نے آپ کو مشروط اجازت دی کہ علم حاصل کرنے کے بعد یہیں واپس آنا ہے اور یہی آپ کا گھر ہے۔ اجازت ملنے کے بعد آپ بند یا ل شریف ضلع خوشاب روانہ ہوئے۔

دارالعلوم امدادیہ مظہریہ، بند یا ل کا سفر

”ذوقِ علم آپ کو بند یا ل شریف ضلع خوشاب کھینچ لایا۔ یہاں آکر آپ نے استاذ العلماء رئیس المناطقہ علامہ عطا محمد بند یا لوی رحمۃ اللہ علیہ سے کتب منقول و معقول جامع ترمذی، مشکوٰۃ، توضیح تلوح، ہدایہ، مختصر المعانی، مطول، ملا حسن، میبذی، صدر، شمس بازغہ، زواہد ثلثہ، حمد اللہ، خیالی اور مسلم الثبوت وغیرہ پڑھیں۔“ (23)

جامعہ قادریہ، فیصل آباد کا سفر

”بند یا ل میں آپ کا قیام تقریباً ساڑھے تین سال تھا۔ آخر میں آپ جامعہ قادریہ فیصل آباد تشریف لے گئے، جہاں آپ کا قیام تقریباً دو ماہ رہا اور آپ نے مولانا ولی النبی سے اقلیدس اور تصریح پڑھی اور مولانا مفتی مختار الحق سے سراجی پڑھی۔“ (24)

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”1965ء کے اخیر میں علوم دینیہ کی تکمیل ہوئی۔“ (25)

طالب علمی کے سبق آموز واقعات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے کے دوران بہت سے دل سوز واقعات کا علم ہوا اور بعض واقعات خود آپ کے رفقاء سے سنے، جن سے آپ کے شوقِ علم کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں علامہ سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”عظمتوں کے پاسبان“ میں رقم طراز ہیں:

”جامعہ نعیمیہ میں ملک المدرسین استاذ العلماء مولانا عطا محمد چشتی گوڑوی مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم امدادیہ مظہریہ بندیال شریف ضلع خوشاب کے متعلق سنا کہ اس وقت مدرسین میں ان کے پائے کا کوئی عالم نہیں اور ان کے تلامذہ اکثر و بیشتر قابل ترین مدرسین ہیں۔ ساتھ ساتھ یہ بھی پتا چلا کہ بندیال ایک دُور افتادہ دیہات ہے۔ وہاں طلبہ کو وہ سہولتیں میسر نہیں ہوتیں جو عموماً شہروں میں ہوتی ہیں، لیکن بایں ہمہ شوق تھا کہ ایک لمحہ بھی ٹھہرنے نہ دیتا تھا۔ آخر تمام تکالیف کے لئے تیار ہو کر سرچشمہ علم و فضل کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ ان دنوں راقم الحروف بھی بندیال شریف میں زیرِ تعلیم تھا۔ ان دنوں طریقہ یہ تھا کہ دوپہر کے وقت ایک ایک روٹی فی کس ملتی تھی (وہ روٹی خاصی بڑی ہوتی تھی) جسے طلباء دوپہر کے وقت لسی کے ساتھ کھاتے، لیکن سعیدی صاحب کے لئے لسی مضر تھی، اس لئے اکثر و بیشتر لقمہ منہ میں ڈال کر اوپر سے پانی کا گھونٹ پی لیتے اور اس طرح پوری روٹی کھا لیتے اور کبھی کبھار چار پیسے کا گڑ لے لیتے اور اس سے روٹی کھا لیتے۔ (26)

یہی نہیں بلکہ اور بھی ایسے کئی واقعات ہیں جن کو پڑھ کر آپ کے نامساعد حالات میں بھی حصولِ علم کی طلب کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ

”تعلیم حاصل کرنے کے دوران آپ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا تھا جو پہنا ہوتا تھا، آٹھ دن کے بعد آپ اس کو نہر پر جا کر دھوتے تھے، آپ اس کو دھو کر پھیلا دیتے اور اس کے سوکھنے تک پانی کے اندر بیٹھے نہاتے رہتے کیونکہ اگر باہر نکلتے تو پہننے کو کچھ نہ تھا۔ ان تمام تکالیف کے باوجود آپ نے حصولِ علم کا سلسلہ ترک نہ کیا بلکہ اس کو جاری رکھا۔“ (27)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کچھ یوں لکھتے ہیں:

”مجھے وہ منظر کبھی نہیں بھولتا جب علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صبح کے سات آٹھ بجے کتابوں کا انبار اٹھائے مسجد سے باہر آئے، تو ایک طالب علم نے مسکراتے ہوئے کہا کہ استاد صاحب (علامہ بندیا لوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) تو ”ڈھوک دھمن“ (اپنے گھر) چلے گئے۔ علامہ صاحب اتنے افسردہ ہوئے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہنے لگے ”ہم لوگ رات بھر مطالعہ کرتے رہے اور نماز فجر کے بعد بھی تیاری کرتے رہے، لیکن استاد صاحب چپ چاپ گھر چلے گئے۔“ (28)

سلسلہ بیعت و ارادت

اہل اللہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کی تکمیل کے لئے کسی صاحب سلسلہ سے بیعت و ارادت کا تعلق بھی قائم کیا کرتے تھے تاکہ باطن کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اس فیض کو جو سینہ بہ سینہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے جاری و ساری ہے، اُس سے حتی المقدور سیراب ہو جاسکے۔ چنانچہ علامہ سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی دورانِ تعلیم اس طرف متوجہ ہوئے اور اپنے وقت کے بلند پایہ محدث و فقیہ کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت حاصل کیا۔

”1958ء میں جب آفتابِ شریعت و طریقت، غزالی دوراں، امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان تشریف لائے تو اس وقت علامہ سعیدی صاحب کا دورِ طالب علمی تھا۔ آپ اپنے استاذِ محترم مولانا عبدالمجید اویسی صاحب کے ایماء پر علامہ کاظمی صاحب کے دستِ مبارک پر ”سلسلہ چشتیہ صابریہ“ میں دولتِ بیعت سے فیض یاب ہوئے۔ چنانچہ انہی کے نام کی نسبت سے آپ اپنے نام کے ساتھ ”سعیدی“ لکھتے ہیں۔“

محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات تدریس

خدمات تدریس جامعہ نعیمیہ (لاہور)

”1966ء میں علامہ سعیدی صاحب نے علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی اور اسی سال آپ نے جامعہ نعیمیہ، لاہور میں اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور مسند تدریس کو زینت بخشی۔ ابتداء میں آپ دو تین سبق پڑھاتے تھے، لیکن جب طلبہ میں آپ کی مقبولیت بڑھنے لگی، تو آپ کے استاذ محترم اور مہتمم جامعہ نعیمیہ، مفتی محمد حسین نعیمی صاحب نے مختلف علوم و فنون کے کئی اسباق آپ کی طرف منتقل کر دیئے اور آپ 1970ء سے مکمل دورہ حدیث شریف پڑھانے لگے۔“ (30)

”1966ء تا 1985ء تک آپ جامعہ نعیمیہ لاہور میں تدریس و تصنیف کے فرائض نہایت احسن طریقے سے بہ خوبی سرانجام دیتے رہے۔ درمیان میں آپ بہ سلسلہ تدریس 1979ء کے آخر میں کراچی آگئے اور کچھ عرصہ قیام کیا لیکن طبیعت نہ لگی اور آپ 1980ء کے وسط میں دوبارہ لاہور تشریف لے گئے، لاہور جا کر آپ سخت بیمار ہو گئے اور بیماری بہت طویل ہو گئی تو آپ مایوس ہونے لگے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم فرمایا اور آپ صحت یاب ہو گئے۔ اس طرح آپ نے تقریباً 14 برس تک جامعہ نعیمیہ لاہور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔“ (31)

خدمات تدریس و افتاء دارالعلوم نعیمیہ (کراچی)

جامعہ نعیمیہ کراچی آمد علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ ذاتی عوارض کی وجہ سے ہوئی، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

”1978ء میں مفتی شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر آپ کراچی تشریف لائے اور ایک سال تک دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں حدیث شریف کے اسباق پڑھاتے رہے، بعد ازاں مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر دوبارہ نعیمیہ لاہور تشریف لے گئے۔“ (32)

”1984ء میں آپ کو کمر کے درد کے ساتھ شوگر اور بلڈ پریشر کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا، جس کی وجہ سے آپ کے لئے چٹائی یا فرش وغیرہ پر پڑھانا انتہائی دشوار ہو گیا تو آپ نے مہتمم جامعہ نعیمیہ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ میری کمر میں شدید درد ہوتا ہے، جس کی وجہ سے میرا چٹائی وغیرہ پر پڑھانا انتہائی مشکل کام ہے اور میں کرسی پر بیٹھے بغیر نہیں پڑھا سکتا، اس لئے مجھے کرسی پر بیٹھ کر پڑھانے کی اجازت دے دیں لیکن مہتمم صاحب نے انکار کر دیا اور آپ حسب معمول پڑھانے کے بعد دلبرداشتہ اپنے کمرے میں تشریف لے گئے کہ اسی دن دارالعلوم نعیمیہ کراچی سے پروفیسر مفتی منیب الرحمن صاحب نے لاہور میں آپ کو فون کیا اور آپ سے کراچی آنے کی بابت (بارے میں) بات کی۔“ (33)

”تو آپ 6 جولائی 1985ء کو علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر دارالعلوم نعیمیہ کراچی تشریف لے آئے۔ یہاں پر آپ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ مفتی صاحب نے آپ کو بہت سہولتیں فراہم کیں۔ آپ کو پڑھانے کے لئے صرف ایک گھنٹے کا مکلف کیا۔ ان کی محبت سے اور مفتی منیب الرحمن کے تعاون سے آپ کی صحت بحال ہو گئی۔ اب تک (قبل از وصال) آپ یہیں پر فرائض منصبی ادا فرما رہے تھے۔“ (34)

گویا آپ منصب شیخ الحدیث پر گزشتہ تقریباً نصف صدی تک متمکن رہے اور قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرتے رہے۔

ماہنامہ ضیائے حرم میں آپ کے حالات و آثار کے حوالے سے ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس میں ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صاحب لکھتے ہیں:

”علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ فقیہ بھی ہیں۔ آپ فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت رکھتے ہیں اکثر پیچیدہ اور دقیق مسائل میں مفتی حضرات آپ سے رجوع کرتے ہیں۔ آپ کے پاس یورپ، امریکہ اور افریقہ سے بھی استفتاء بھیجے جاتے ہیں۔ آپ کی تصانیف کے مطالعے سے آپ کے وسعت مطالعہ اور اجتہادی بصیرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔“ (35)

محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کی قومی و ملی خدمات

حج کے عہدے کی پیشکش

آپ کی تحریریں اتنی پُر اثر ہیں، کہ پڑھنے والا بسا اوقات آپ کی فقاہت اور تحقیق سے اُن گتھیوں کو سلجھا دیتا ہے، جو اُس کے لئے پریشانی کا باعث ہوتی ہیں۔ چنانچہ ”1990ء میں وفاقی شرعی عدالت لاہور میں سود سے متعلق ایک رٹ کی سماعت کے دوران یہ مسئلہ درپیش تھا کہ اگر قرض پر سود نہ لیا جائے اور قرض خواہ کو چند سال بعد اس کی صرف اصل رقم واپس ملے تو افراط زر کی وجہ سے چند سال بعد وہ رقم چوتھائی مالیت کی یا اس سے بھی کم رہ جائے گی، اسلام میں اس کا کیا حل ہے؟ ایک وکیل نے مقالات سعیدی سے اس کا حل پیش کیا۔ اس پر جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن، علامہ سعیدی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کو وفاقی شرعی عدالت میں جسٹس کے عہدے کی پیشکش کی، جس کو آپ نے اس لئے مسترد کر دیا کہ عدالت کی ذمہ داریاں قبول کرنے کے بعد آپ کا درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا کام بہت متاثر ہوگا۔“ (36)

رکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی و اسلامی نظریاتی کونسل

”آپ 1991ء تا 1992ء تک مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے رکن رہے ہیں۔ فروری 1997ء میں آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن منتخب ہوئے اور 1999ء تک رکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس عرصے میں علامہ سعیدی مدظلہ نے قابل تحسین خدمات انجام دیں اس عرصے کے دوران کونسل کی طرف سے خواتین کمیشن کی رپورٹ پر شرعی انتقاد تیار کرنے کی ذمہ داری سید افضل حیدر، مفتی محمد رفیع عثمانی اور مولانا غلام رسول سعیدی کے سپرد کی گئی۔ اسی طرح بیمہ کی اسلامی تشکیل کے سلسلے میں کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی کی طرف سے موصولہ استفسار کا جواب تیار کرنے کے لئے کونسل نے جو کمیٹی تشکیل دی، علامہ سعیدی نے اس کے ایک رکن کی حیثیت سے کام کرنے کی ذمہ

داری رضا کارانہ طور پر قبول فرمائی۔“ (37)

اسلامی نظریاتی کونسل کی قراردادیں (سالانہ رپورٹ 98-1997ء)

عموماً اس طرح کے عہدے حاصل کرنے سے پہلے بعض احباب بڑے بڑے دعوے کرتے نظر آتے ہیں، لیکن کرسی ملنے کے بعد معاملات یکسر مختلف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اختصار کے پیش نظر علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ خدمات ذکر کی جا رہی ہیں، جو انہوں نے حکومتی منصب کے حصول کے بعد سرانجام دیں۔

کونسل کا 133 واں اجلاس 21 تا 22 جون 1998ء کو ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب (چیئر مین) کی زیر صدارت کونسل ہال میں منعقد ہوا، وفاقی وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق صاحب نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ چیئر مین کے استقبالیہ کلمات کے بعد چند اراکین کونسل نے خطاب کیا، جن میں علامہ سعیدی بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

”معزز اراکین نے جمعہ کی چھٹی بحال کرنے کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں، ان کی تائید کرتے ہوئے میں کچھ وضاحت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں چھٹی کی گنجائش نہیں ہے، ٹھیک ہے، لیکن اگر چھٹی کرنی ہی ہے تو پھر جمعہ کو ہونی چاہیے۔ یہود کے ہاں ہفتہ کا دن دینی طور پر مقدس ہے اور وہ ہفتے کو ہی چھٹی کرتے ہیں۔ عیسائیوں کے ہاں اتوار کا دن مقدس ہے تو وہ اتوار کو چھٹی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے متبرک دن جمعہ ہی ہے اس لئے چھٹی جمعہ کو ہی کرنی چاہیے۔ اتوار کے دن چھٹی کرنے سے نصاریٰ کے ساتھ ریگانگت کا پہلو نکلتا ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ مسلمان ممالک میں جمعہ کو ہی چھٹی ہوتی ہے تو ہمیں یہود و نصاریٰ کے ساتھ موافقت کرنے کے بجائے مسلمانوں کے ساتھ موافقت کرنی چاہیے۔“ (38)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنا موقف واضح کیا، اس عنوان پر جو دلائل آپ نے دیئے وہ دیگر کسی مقرر نے نہیں دیئے بالخصوص حدیث کی روشنی میں آپ نے جمعہ

کی چھٹی کی حیثیت واضح کی۔

اسی طرح عام طور پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر جمعہ کو چھٹی کی جائے تو ہمارے ملک کو معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ملکی معیشت کو نقصان ہوگا۔ چنانچہ اس ضمن میں علامہ سعیدی صاحب نے فرمایا:

”اتوار کی چھٹی کے معاشی جواز کے بارے میں عرض یہ ہے کہ مغرب میں ہمارے مقابلے میں 5 (پانچ) گھنٹے بعد صبح ہوتی ہے۔ لہذا معاشی مسئلے کی کوئی بات نہیں بلکہ الٹا، ہم مسلمان ممالک سے معاشی طور پر کٹ چکے ہیں۔ لہذا جمعہ کی چھٹی کو بحال کیا جائے۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب بظاہر ایک دنیا دار آدمی تھے لیکن انہوں نے جمعہ کی چھٹی شروع کروائی۔ محترم نواز شریف صاحب تو ان سے زیادہ اسلامی ہیں۔ اور ان سے ہمیں زیادہ خیر کی توقع ہے۔ ہمارے ہاں قومی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات کے لئے علمی معیار کی شرط نہیں ہے لیکن قومی اسمبلی کے ممبر کو منتخب ہونے کے بعد یہ اختیار مل جاتا ہے کہ سلامی نظریاتی کونسل نے جو قانونی سفارشات مرتب کی ہیں، انہیں وہ قبول کرے یا مسترد کرے۔ آئین میں کوئی ایسی ترمیم کی جائے جس سے اسمبلی کے ممبر کے لئے کوئی علمی معیار مقرر کیا جائے۔“ (39)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معاشی مسئلہ پر اعتراض کے جواب کو دلیل کے ساتھ مسترد کیا بلکہ یہ سفارش بھی پیش کی کہ ممبران کے لئے بھی علمی معیار کی شرط لگائی جائے۔

پاکستان لاء کمیشن کی طرف سے موصولہ استفسار مورخہ 20 / دسمبر 1993ء اسلامی

نظریاتی کونسل کو بھیجا گیا۔ جس کا عنوان حسب ذیل تھا:

1۔ ظالمانہ طلاق، کیا ایسی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

2۔ ظالمانہ طلاق پر تعزیر اور اس کا جواز یا عدم جواز۔

3۔ متعہ الطلاق، شرعی نقطہ نظر

یہ استفسار کونسل کے 133 ویں اجلاس منعقدہ 22 / جون 1998ء میں دوبارہ

زیر غور آیا اور یہ طے پایا کہ ”جب شوہر ظلماً طلاق دے، تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ مگر شوہر

تعزیراً سزا کا مستوجب ہوگا۔ لیکن تعزیر کی کیا صورت ہوگی؟ اس پر سیر حاصل بحث کے بعد طے پایا تھا کہ اس مسئلہ پر مولانا ارشاد الحق اثری صاحب، مولانا غلام رسول سعیدی صاحب اور مولانا عبدالملک صاحب غور و خوض فرما کر اپنی تحریری اور مدلل آراء دفتر کو بھیجیں گے۔“ (40)

اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی دلائل دینے کے بعد اپنی رائے میں لکھا:

”اس طرح صورت مسئلہ میں ایک شخص نے اپنی بوڑھی منکوحہ کے نان نفقہ سے بچنے کے لئے اس کو طلاق کی دھمکی دینی ہے۔ سواگر وہ ایسی طلاق دے دے، جس میں رجوع کی گنجائش ہو تو اس کو رجوع کے لئے کہا جائے اور نان و نفقہ دینے کا پابند کیا جائے ورنہ اس پر مالی تعزیر لگائی جائے اور یہ رقم اس عورت کو ادا کی جائے۔ قاضی یا عدالت اندازہ کر سکتے ہیں کہ اوسط عمر کے لحاظ سے وہ بوڑھی خاتون کتنا عرصہ زندہ رہے گی اور ایک ہزار روپیہ ماہوار کے لحاظ سے اتنی رقم کا اس شخص پر جرمانہ کیا جائے اور عدالت جبراً اس سے یہ رقم وصول کر کے اس عورت کو ادا کرے۔“ (41)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں مسند احمد بن حنبل سے دو حوالہ جات، ردالمحتار سے دو حوالہ جات اور مالی تعزیر کے جواز میں امام ابو یوسف اور امام مالک کے استشہاد کو معین الاحکام (علی بن خلیل الطرابلسی) سے پیش کیا۔

اس کے علاوہ مطلقہ کے متاع کے لزوم کے بارے میں علامہ سعیدی صاحب مطلقہ کے متاع کے لزوم کے مسئلے میں پہلے ائمہ مذاہب کے مسالک کی وضاحت کرتے ہوئے درج ذیل کتب کے حوالہ جات پیش کیے۔

1۔ الحاوی الکبیر للماوردی

2۔ الکافی لابن قدامہ

3۔ الدر المختار

4۔ بدایۃ المجتہد

5۔ زاد المسیر

اس کے بعد علامہ سعیدی صاحب اس مسئلے پر اپنی رائے نقل فرماتے ہیں۔
 ”میری رائے فقہائے احناف کے موافق ہے۔ کونسل کے مؤقر علماء کو اس پر غور کرنا
 چاہیے آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو بنیاد بنا کر تمام مطلقات کے لئے متاع کو لازم قرار دیا
 جائے یا امام شافعی کے قول جدید کے مطابق موخر الذکر تین قسم کی مطلقات کے لئے متاع کو
 لازم قرار دیا جائے۔ بظاہر قرین قیاس یہی مذہب ہے کیونکہ یہ اجماع صحابہ سے مؤید ہے۔
 واللہ یهدی الی سواء السبیل۔“ (42)

اسی طرح کونسل کے 132 ویں اجلاس منعقدہ 20-21 اپریل 1998ء میں بیہ،
 بیوگی و طلاق کی شرعی حیثیت کے مسئلے پر بحث و مباحثہ کے بعد یہ مسئلہ تحریری رائے کے لئے
 پروفیسر شاہ فرید الحق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کو دیا گیا۔ علامہ سعیدی صاحب نے دلائل
 کی روشنی میں اپنی رائے ارسال کی۔

”اسلامی نظریاتی کونسل دلائل شرعیہ کی روشنی میں پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ مروجہ بیہ
 شرعاً ناجائز ہے کیونکہ یہ ربا، قمار اور غرر کو مستلزم ہے، اس سے یہ بات از خود طے ہو جاتی ہے کہ
 اسلامی نظریاتی کونسل کے نزدیک بیوہ یا مطلقہ خاتون کا بیہ کرانا جائز نہیں ہے۔“ (43)
 اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مطلقہ خاتون کی کفالت کو ایک انسانی اور اخلاقی فریضہ
 قرار دیا اور اس کی متعدد صورتیں ذکر کیں، جن کی تفصیل کچھ یہ ہے۔

اس خاتون کے والدین، اس خاتون کی اولاد، دیگر خوشحال رشتہ دار، اس کے پڑوسی یا
 عام خوشحال مسلمان اس کی کفالت کی ذمہ داری قبول کریں یا بیت المال کفالت کے فرائض
 سرانجام دے۔

معركة الآراء مناظرے

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف صاحب قلم مصنف ہیں بلکہ آپ ایک بے مثال مقرر اور مبلغ
 ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی حاضر جواب مناظر بھی ہیں، آپ کے کئی مناظرے شائع

ہو چکے ہیں، جن کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

”1996ء میں آپ نے حافظ عبدالقادر روپڑی سے محفلِ میلاد کے جواز پر مناظرہ کیا اور بھری محفل میں حافظ مذکور کو لا جواب کر دیا اور انہوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ اگر تعین شری نہ ہو تو بارہ ربیع الاول کو اس سے پہلے اور اسکے بعد کے ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپ کی سیرتِ طیبہ کو بیان کرنا جائز ہے، جس کو عرف میں میلاد النبی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ تحریر آپ کو لکھ کر دے دی، اس مناظرے میں شرف الملت حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی بھی تشریف فرما تھے، ان کے علاوہ اور بہت سے علماء اہل سنت تھے، 1999ء میں حافظ مذکور سے علمِ غیب پر مناظرہ ہوا، اس مناظرہ میں جب استاد محترم نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی فتح البیان سے علمِ ماکان و مایکون کے ثبوت میں ابن کیمان کا قول پیش کیا تو حافظ مذکور بدحواس ہو گئے اور انہوں نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا، یہ دونوں مناظرے عصر کے بعد سے عشا کے بعد تک جاری رہے تھے اور اس میں طرفین کے بکثرت علماء شریک تھے، دونوں مناظرے طبع ہو چکے ہیں۔“ (44)

علمی مذاکرے

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ عمیق مطالعے اور تحقیق و تدقیق کے باوجود کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے اپنے معاصرین علماء سے مشورہ اور بحث و تمحیص کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی گوشہ جو اس وقت نظروں سے اوجھل ہو، وہ کھل کر سامنے آجائے، اس ضمن میں آپ نے نہ صرف ہم مسلک علماء سے علمی تبادلہ خیال کیا بلکہ بعض اوقات دوسرے مسالک کے اہل علم سے بھی دوستانہ ماحول میں گفت و شنید کی، اس کی تائید مفتی منیب الرحمن صاحب دامت برکاتہم ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”بہت سے مسائل پر عمیق مطالعہ کے باوجود حتمی رائے قائم کرنے سے قبل انہوں نے معاصر اہل علم سے علمی تبادلہ خیال اور مذاکرے کا طریقہ کار بھی اختیار کیا ہے۔“ (45)

اس ضمن میں قاری عبدالمجید شرچوری اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں:

”آپ اپنے معاصر علماء سے مذاکرہ کرتے ہیں، تب کہیں جا کر اس مسئلہ کے متعلق اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔“ (46)

چنانچہ ایسی ہی ایک علمی نشست کا ذکر مفتی منیب الرحمن صاحب دامت برکاتہم ان الفاظ میں رقم کرتے ہیں:

”تعمیر مسجد میں غیر مسلموں سے مالی اعانت (چندہ وغیرہ) قبول کرنے، مسافر قصر اور پراویڈنٹ فنڈ پر سود ایسے چند مسائل پر مصنف نے مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مہتمم دارالعلوم کراچی، مولانا سبحان محمود، شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی، مفتی عبدالرؤف (سکھروی) اور شعبہ افتاء کے چند دیگر علماء کے ساتھ دارالعلوم کراچی میں جا کر باقاعدہ مذاکرہ کیا، اس علمی مذاکرے میں شرکت کا اعزاز مصنف کے ساتھ راقم الحروف اور مولانا شاہ حسین گردیزی کو بھی حاصل ہوا، مذاکرے کا ماحول انتہائی خوش گوار اور خالص علمی تھا۔ تمام شرکاء نے نہایت شرح صدر اور وسعتِ ظرف کے ساتھ ان فقہی مسائل پر بحث میں حصہ لیا۔ اس مذاکرہ کا داعی تو راقم الحروف تھا، لیکن اس کا اہتمام کرنے کا اعزاز مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کو حاصل ہوا اور اس امر کی داد نہ دینا نا انصافی ہوگی کہ انہوں نے اپنے والد محترم (شیخ مفتی محمد شفیع دیوبندی) کی تفسیر (معارف القرآن) کی آئندہ اشاعت میں ”تعمیر مسجد میں غیر مسلموں کی مالی اعانت“ کہ مسئلے کی تصحیح اور بعض متفق علیہ وضاحتی حواشی کے اضافے کا وعدہ فرمایا۔ (47)

قبولِ حق کی عظیم مثال

اہلِ علم کا یہ وطیرہ ہے کہ اگر کسی مقام پر ان سے کوئی علمی فروگزاشت ہو جائے یا تسامح ہو جائے، تو اپنی غلطی سے رجوع کر لیتے ہیں، بلکہ اپنے مصلح کے شکر گزار بھی ہوتے ہیں، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف اس بات کا اپنے لفظوں میں اظہار کرتے ہیں بلکہ آپ کی تحریریں بھی قبولِ حق کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اس کی تائید قاری عبدالمجید شرچوری ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”عصری مسائل میں سے جس تازہ مسئلہ پر آپ اپنی رائے پیش کرتے ہیں اس کے آخر میں لکھ دیتے ہیں اگر یہ رائے حق اور صواب ہے تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے القا ہے ورنہ یہ میری فکر کی کوتاہی اور مطالعہ کی کمی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔“ (48)

اس ضمن میں مفتی منیب الرحمن صاحب دامت برکاتہم ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں:

”کئی مسائل ایسے بھی ہیں جن میں حق پر آگہی کے بعد انہوں نے اپنی سابقہ رائے کو تبدیل کیا ہے اور درحقیقت ہر دور میں علمائے حق کا شعار بھی یہی رہا ہے کہ نفسانیت اور انانیت کو قبول حق کی راہ میں انہوں نے کبھی حائل نہیں ہونے دیا۔“ (49)

آپ ہمہ وقت قبول حق کے لئے آمادہ رہتے ہیں، اس کی ایک مثال ذیل میں درج ہے۔

”علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس 22 اگست 2005ء کو علمائے کرام تشریف

لائے۔

علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

علامہ غلام محمد سیالوی صاحب

علامہ سید مظفر حسین شاہ صاحب

ڈاکٹر ممتاز احمد سعیدی صاحب

مندرجہ بالا موقر علمائے کرام نے علامہ سعیدی صاحب کو شرح مسلم اور تبیان القرآن کی بعض عبارات کی طرف توجہ دلائی جو ان کی رائے میں نامناسب تھیں۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان موقر علمائے کرام کی رائے کا احترام کرتے ہوئے ان سے اتفاق کر لیا اور ان کے مشورے کے مطابق بعض عبارات کو تبدیل کر دیا، بعض عبارات کو حذف کر دیا۔“ (50)

بے مثال خطیب

”علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت بہترین محدث، مدرس، مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ فصیح و بلیغ خطیب بھی تھے۔ آپ نے اپنے خطبات کے ذریعے امت مسلمہ کے عقائد اعمال کی اصلاح کی موثر کوشش کی۔ آپ کے خطبات خالص علمی اور فقہی نوعیت کے ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت مدلل اور عام فہم ہوتے ہیں آپ کا انداز خطابت آپ کے مرشد حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ ملتا ہے۔ آپ جو بھی بیان کرتے تھے مکمل تحقیق کے بعد قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کرتے تھے۔“ (51)

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل عرصے تک خطابت و بیان کے سلسلے میں مختلف مقامات پر دروس و مواعظ میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کو عام کیا۔ آپ نے مختلف مساجد میں امامت و خطابت کا فریضہ بھی انجام دیا، جن میں سے بعض کی تفصیل درج ذیل ہے۔

”آپ نے 1960ء سے 1999ء تک اپنے اثر آفرین مواعظ و خطبات کے ذریعے اپنے دین مبین اور مسلک اہلسنت و جماعت کی بے مثال خدمت کی اور ہزاروں طالبان حق کو رشد و ہدایت اور صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ آپ جب کراچی تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ نے جامع مسجد ”رحمانیہ“ (لیاقت آباد نمبر 10) میں تقریباً آٹھ ماہ تک خطبات جمعہ سے لا تعداد لوگوں کو فیض یاب کیا۔ پھر آپ جامع مسجد ”نورانی“ گلبرگ میں چار سال تک خطابت کرتے رہے، پھر اسکے بعد آپ جامع مسجد ”فرقانیہ“ میں تقریباً سات سال تک خطابت سرانجام دیتے رہے اور پھر آخر میں آپ جامع مسجد ”علیمیہ“ (ناظم آباد) میں تقریباً سات سال تک خطابت کے ذریعے دین مبین کی خدمت کرتے رہے۔“ (52)

بین الاقوامی تبلیغی دورے

”علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین و محبین کا ایک وسیع حلقہ یورپ و امریکا میں بھی پھیلا ہوا ہے آپ دو مرتبہ برطانیہ تبلیغی دورے پر تشریف لے جا چکے ہیں۔ پہلی بار 1990ء میں گئے اور تین ماہ تک برطانیہ کے مختلف شہروں لندن، مانچسٹر، بریڈ فورڈ، برمنگھم اور برسٹل

وغیرہ میں دینی اجتماعات سے خطاب کیا، مختلف مقامات پر لیکچر دیئے اور مختلف مساجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرمائے۔ 20 دسمبر 1990ء کو واپسی پر زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت بھی حاصل فرمائی۔“ (53)

”اسی طرح اہلِ برطانیہ کی شدید خواہش اور پیہم اصرار اور حضرت مولانا صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن محبوبی صاحب کی دعوت پر 1993ء میں آپ دوبارہ برطانیہ تشریف لے گئے اور اس مرتبہ بھی تقریباً دو ماہ تک برطانیہ کے متعدد شہروں میں دینی اجتماعات اور محافل سے خطاب کیا۔“ (54)

علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت شخصیت اور خداداد صلاحیت کے مالک تھے، دورہ برطانیہ میں بھی آپ نے اپنی تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھا، خود لکھتے ہیں۔

”حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن صاحب محبوبی زیپ سجادہ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر کی دعوت پر میں 27 ستمبر 1990ء کو برطانیہ پہنچا اور 20 دسمبر 1990ء تک وہاں قیام کیا، بعد ازاں عمرے کی سعادت اور زیارتِ حرمین شریفین کرتا ہوا یکم جنوری 1991ء کو واپس کراچی پہنچا۔ برطانیہ میں قیام کے دوران انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ اور ویلز میں اکتالیس 41 خطابات کیے، اس دوران شرح صحیح مسلم کا کام بھی جاری رہا اور باب نمبر 747 سے لے کر 788 تک کا ترجمہ اور شرح میں نے بریڈ فورڈ میں کیا۔“ (55)

چنانچہ آپ نے شرح صحیح مسلم ”کتاب اللباس والزینہ“ کے 42 ابواب کی شرح تحریر فرمائی جبکہ دوسرے دورے میں ”کتاب الطہارۃ“ کے 13 ابواب سپردِ قلم کئے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”کتاب الطہارۃ سے لے کر اس باب (مسواک کا بیان) تک کی شرح بریڈ فورڈ برطانیہ میں لکھی گئی اور میں نے حضرت صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن محبوبی بانی صفتہ الاسلام بریڈ فورڈ کی لائبریری سے استفادہ کیا۔ میں 20 جولائی 1993ء کو تبلیغی دورہ پر برطانیہ گیا اور 22 ستمبر 1993ء کو پاکستان واپس پہنچا۔“ (56)

حج اکبر کا شرف

عوام میں یہ عام ہے کہ جب 9 ذی الحجہ جمعہ کے دن ہو تو اس حج کو حج اکبر کہتے ہیں، لیکن اس میں بھی دو آراء ہیں، چنانچہ علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں حج اکبر کے اس تصور کو احادیث صحیحہ اور اکابر فقہائے اسلام کے اقوال کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ:

”جس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اس سال یومِ عرفہ، جمعہ کے دن تھا اور اس حج کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ حج اکبر ہے۔ (57)

”اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کو بھی حج اکبر کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا اور 1994ء میں آپ حج اکبر کی سعادتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔“ (58)

مومن نیکیوں میں حریص ہوتا ہے اور یہی شان ہمیں سعیدی صاحب کی شخصیت اور افکار میں نظر آتی ہے۔ آپ پیدل حج کرنے کا ارادہ رکھتے تھے کہ ہر قدم پر حرم شریف کی سات سونکیوں کا اجر حاصل کر سکیں۔ لیکن کمر کے درد کی وجہ اس خواہش کو پورا نہ کر سکے۔ لہذا نعمۃ الباری جلد اول کی حدیث نمبر 1514 کی شرح میں آپ نے سواری پر حج اور پیدل حج کرنے کی فضیلت پر احادیث کی روشنی میں بحث کی ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ سواری پر حج کرنا زیادہ افضل ہے۔ گویا اس بحث کے آخر میں رقم کرتے ہیں:

”میں پیدل حج کر کے ہر قدم پر حرم شریف کی سات سونکیوں کا اجر حاصل نہیں کر سکا۔ اس چیز کا مجھے بڑا قلق رہتا تھا۔ لیکن آج ان سطور کو لکھتے وقت میں سوچ رہا ہوں کیا ہوا جو میں نے پیدل حج نہیں کیا، میں نے سواری پر سوار ہو کر حج کیا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پالیا اور سواری کے کرائے میں جو میں نے رقم خرچ کی تو ایک حدیث کے مطابق مجھے ایک روپے کے مقابلے میں دس لاکھ روپے راہِ خدا میں خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔ سو اس بحث کو لکھتے وقت پیدل حج نہ کرنے کی وجہ سے مجھے چودہ سال سے جو ملال تھا، وہ آج جاتا رہا۔“ (59)

علوم جدیدہ و قدیمہ میں مہارت تامہ

محدث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے علوم دینیہ سے وافر حصہ عطا فرمایا جس کا علم ان کی تحریروں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ انہیں جن علوم پر کامل دسترس حاصل تھی ان میں سے درج ذیل خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔

- 1- علم القرآن
- 2- علم الحدیث
- 3- علم تفسیر
- 4- اصول تفسیر
- 5- اصول حدیث
- 6- علم کلام
- 7- علم فرائض
- 8- فقہ
- 9- اصول فقہ
- 10- منطق
- 11- فلسفہ
- 12- صرف
- 13- نحو
- 14- معانی
- 15- بیان
- 16- عرض و قوانی
- 17- تاریخ
- 18- سیر
- 19- اخلاق
- 20- شمائل
- 21- تصوف
- 22- بدیع
- 23- افتاء
- 24- رسم الافشاء
- 25- اسماء الرجال
- 26- مناظرہ
- 27- ہندسہ
- 28- ادب
- 29- طب
- 30- سیاست
- 31- انشاء
- 32- معیشت وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

بارگاہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ میں نذرانہ عقیدت

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت و عقیدت رکھتے تھے، جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی تحریریں ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب لکھنے کا آغاز کیا تو سب سے پہلے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مقام کو سپرد قرطاس کیا، اسی طرح جب مختلف مسالک و مکاتب کے حضرات نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بے جا تنقید و تنقیص اور اعتراضات کیے، تو سب سے پہلے آپ ہی کا قلم حرکت میں آیا اور آپ نے دلائل کا انبار لگا کر مخالفین کے منہ پر ہمیشہ کے لئے مہر ثبت کر دی جس کا مظہر اتم آپ کی مایہ ناز کتاب ”توضیح البیان لخزان العرفان“ ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کے علمی کارنامے تو ان گنت اور بے شمار ہیں، لیکن جو خصوصیت آپ کے ترجمہ قرآن کو حاصل ہے، وہ اسی کا حصہ ہے۔ یہ ترجمہ تمام معتبر تفاسیر کا خلاصہ ہے۔ آسان اور سادہ عبارت کے ٹکڑوں میں حقائق و معارف کے خزینے سمو کر رکھ دیئے ہیں۔ کلام الہی کی ظاہر نصوص پر جو

اشکال وارد ہوتے ہیں۔ ترجمے کی خوبی سے وہ سب مندفع ہو جاتے ہیں۔ اس ترجمے میں رازی کی موشگافیاں ہیں، غزالی کا تصوف ہے، جامی کی دارفستگی ہے، نعمان کا تفقہ ہے، آلوسی کی دقت ہے، میں نے اعلیٰ حضرت کا زمانہ نہیں پایا، لیکن جب میں آپ کی تحریرات کو دیکھتا ہوں تو میرے ذہن میں ایک ایسی شبیہ ابھرتی ہے جس کی آنکھوں میں فاروقی جلال، لبوں پر ملکوتی تبسم، چہرہ ایسا جیسے کھلا ہوا قرآن، گفتار میں علی المرتضیٰ کی حلاوت، کردار میں ابو ذر کا استغناء، نفس میں گرمی صدیق، انداز میں بلال کی تب و تاب۔ الغرض اعلیٰ حضرت کی شخصیت کیا ہے، گویا انجمن عشاق مصطفیٰ کا جامع عنوان ہے۔“ (60)

ایک دوسرے مقام پر محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ قرآن مجید بے نظیر و بے مثال ترجمہ ہے۔ تمام معتبر تفاسیر کا نچوڑ و خلاصہ ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اردو زبان میں ایسا جامع اور مکمل ترجمہ کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس پر صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز کا حاشیہ تو سونے پر سہاگہ ہے۔ اس کی عظمت و جلالت کا فیصلہ اہل علم مطالعہ کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔ یہ گراں مایہ ترجمہ اور بلند پایہ تفسیر جہاں اہلسنت و جماعت کے لئے سرمایہ افتخار و شادمانی ہے، وہاں مخالفین کے لئے پیغام رشد و ہدایت ہے۔ البتہ بغض و عناد کی عینک لگا کر دیکھنے والے اسے اپنے لئے پیام اجل سمجھتے ہیں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق اور انتہائی قریبی ساتھی علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ اس محبت و تعلق کو اس انداز میں لکھتے ہیں۔

”یہی وجہ ہے کہ جب تاج کمپنی والوں نے بے پناہ اہمیت اور مقبولیت کے پیش نظر اس ترجمہ و تفسیر کو شائع کیا، تو مخالفین کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ پہلے تو تاج کمپنی کے دیوبندی کارکنندگان نے اسرائیلی حربے تحریف سے کام لیا۔ ترجمہ و تفسیر میں رد و بدل کر کے اسے اپنے مسلک کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ جب اس پر بھی دل ٹھنڈا نہ ہوا تو وہی

پرانے اعتراضات جن کا جواب اہلسنت وجماعت کی طرف سے بارہا دیا جا چکا ہے، لیکر اٹھ کھڑے ہوئے اور گکھڑ کے مولوی سرفراز صفدر نے انہی اعتراضات کو یکجا کر کے ایک کتابچہ تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین لکھ مارا، بزعم خویش وہ بہت دور کی کوڑی لائے تھے۔ لیکن حضرت علامہ ادیب، محقق، مدقق، فاضل نوجوان مولانا غلام رسول سعیدی صاحب مسلک اہلسنت وجماعت اور اساطین اہلسنت وجماعت کے بارے میں ہرزہ سرائی برداشت نہ کر سکے۔ حمیت دینی نے انہیں پکارا تو وہ بے انداز مصروفیت کے باوجود شمشیر قلم لے کر میدان میں نکل آئے اور کمال حسن و خوبی کے ساتھ مسلک اہلسنت وجماعت کی طرف سے دفاع کیا۔“ (61)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند مزید عبارات پیش کی جا رہی ہیں، جس سے آپ کی عقیدت و محبت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

”اصولیین کی تعریف کے اعتبار سے فقہ کی تعریف صرف مجتہدین پر لازم آتی ہے۔ ہم اعلیٰ حضرت کے بارے میں اجتہاد مطلق کا تو دعویٰ تو نہیں کرتے لیکن یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت میں واضح طور پر اجتہاد کی جھلک نظر آتی ہے آپ نے بے شمار ایسے قواعد مقرر فرمائے اگر وہ سیدنا ابو حنیفہ کے سامنے پیش کئے جاتے تو وہ یقیناً اس کی تحسین فرماتے۔ آپ نے متعدد ضوابط ارقام فرمائے جو کتب فقہ میں کہیں نہیں ملتے لیکن ان کا وجود ناگزیر ہے کیونکہ فقہ کی بے شمار جزئیات اپنے انطباق کیلئے ان قواعد کی مرہون منت ہے۔ ہم ان شاء اللہ اس مضمون میں ان قواعد و ضوابط کی نشاندہی کریں گے کیونکہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب نے ان تمام قواعد کا کتاب و سنت سے اقتباس کیا ہے اس لئے یہ بات بلا خوف کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت اجتہادی شان کی حامل تھی۔“ (62)

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والہانہ عقیدت و احترام کے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔ نہ صرف اس لئے کہ آپ ان کے نظریات سے مکمل ہم آہنگ ہیں بلکہ اس بات کا اعتراف تو وہ

حضرات بھی بانگ دہل کرتے ہیں، جو نظریاتی طور پر آپ کے مخالف ہیں۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

”دین عقائد اور اعمال کا نام ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں پر مجددانہ بصیرت رکھتے تھے چنانچہ آپ کے زمانے میں جن عقائد و اعمال پر زانغین اور مبتدعین کے زلیخ اور بدعت کی دھند چھا گئی تھی، آپ نے علم ربانی اور نور یزدانی کی فیض آفرینیوں اور ضیاء پاشیوں سے اس دھند کو زائل کر کے حق کو صیقل کر دیا۔“ (63)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

”فقہی مباحث میں جو طبعی اور ریاضی کے مسائل آگئے ان پر ایسے اچھوتے انداز میں بحث کی ہے کہ فارابی اور شیخ بھی دبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انصاف اور دیانت کی نظر سے دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فقہ میں وہ مقام حاصل کیا، جس کی نظیر صدیوں پیچھے نہیں ملتی۔“ (64)

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا انداز مطالعہ و تدریس

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے نصف صدی سے زیادہ کا عرصہ درس و تدریس میں بسر کیا، اس عرصہ میں انگنت طلباء آپ سے فیضیاب ہوئے اور اب اندرون و بیرون ملک مختلف اداروں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، لہذا آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو جاننے کے لئے ان حضراتِ علمائے کرام سے براہ راست یا بذریعہ موبائل رابطہ کیا گیا، تاکہ علامہ صاحب کی شخصیت کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاسکے۔ چنانچہ اس ضمن میں مفتی عبداللہ نورانی مدظلہ العالی نے آپ کے انداز تدریس کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں بتایا:

”آپ انتہائی شفقت و محبت اور محنت و لگن سے پڑھاتے ہیں۔ آپ کے صحیح بخاری پڑھانے کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے کسی طالب علم سے حدیث کی عبارت پڑھواتے ہیں، اس دوران اس کی غلطیوں کی اصلاح کرتے ہیں، اس کے بعد آسان اردو زبان میں اس

حدیث کا ترجمہ کرتے ہیں، حدیث کی مفصل تشریح بیان کرتے ہوئے مشکل الفاظ کے معانی بتاتے ہیں، اس حدیث پر اگر کوئی اعتراض ہو تو اس کی وضاحت کرتے ہیں، حدیث سے جو احکام و مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان کا استخراج کرتے ہیں اور ان مسائل و احکام کو قرآن و حدیث اور قیاس کے دلائل سے واضح کرتے ہیں۔ اپنے بیان کردہ دلائل کے ماخذ پر مختلف کتابوں کے حوالہ جات مع جلد نمبر، صفحہ نمبر اور اس کتاب کا مطبع نوٹ کرواتے ہیں۔ حدیث کے بارے میں خود ہی سوالات قائم کرتے ہیں پھر خود ہی جوابات دیتے ہیں۔ اس کے بعد طلباء کے سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ طالب علم چاہے دس دفعہ سوال کرے آپ تنگ نہیں ہوتے اور جب تک وہ مطمئن نہ ہو جائے، اس کے سوالوں کے جوابات دیتے رہتے ہیں۔“ (65)

آپ کا انداز تدریس اس قدر پُرکشش اور لہجہ اتنا شیریں تھا کہ طلباء آپ کی کلاس کے لیے انتظار کرتے اور وہ طلباء جو فراغت کے بعد مدرسے سے جا چکے ہوتے، وہ بھی بسا اوقات آپ کی زیارت اور اکتساب فیض کے لئے حاضر ہوتے۔

”دوران تدریس طلباء کی دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے پُر لطف باتیں کرتے۔ طلباء سے نہایت نرمی کا برتاؤ رکھتے جس کی وجہ سے طلباء خود بخود آپ کی جانب مائل ہو جاتے اور علم حاصل کرنے کا شوق بھی بڑھتا۔ آپ کے بہترین طریقہ تدریس اور طلباء کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کی وجہ سے آپ کی کلاس میں طلباء وقت سے پہلے اکٹھے ہو جاتے اور کوئی غیر حاضر نہیں ہوتا۔ جامعہ نعیمیہ لاہور میں تدریس کے دوران آپ کی کلاس میں طلباء کی تعداد سب سے زیادہ ہوتی تھی۔ جو طالب علم فارغ ہوتے تھے، وہ بھی آپ کی کلاس میں آجاتے تھے، خاص طور پر جمعرات کے دن آپ کی کلاس میں بہت رش ہوتا تھا۔ اس دن آپ کے فارغ التحصیل طلباء جو کہ مختلف مساجد میں امام و خطیب تھے، آپ کی کلاس میں موجود ہوتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمیں آپ کی کلاس میں ضرور کوئی نہ کوئی علمی نقطہ ملے گا اور ہمارا جمعہ کا خطبہ تیار ہو جائے گا۔ آپ ایک کامیاب معلم ہیں۔ آپ نے اس پیشے کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سمجھتے ہوئے نہایت دیانت داری اور خوش اُسلوبی سے سرانجام دیا۔ آپ جب آرام کرتے ہیں تو آپ کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اس کے بعد تروتازہ ہو کر دوبارہ بہتر انداز میں اپنی خدمات سرانجام دے سکیں۔ آپ کے شوق تدریس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ بیماری اور بڑھاپے کے باوجود اس سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔“ (66)

ایک اور واقعہ مفتی عبداللہ نورانی صاحب نے دورانِ انٹرویو ذکر کیا۔ وہ کچھ اس طرح ہے کہ:

”علامہ سعیدی صاحب نے ایک روز اپنے مرشدِ گرامی حضور سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ اعلیٰ حضرت نے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کو ثابت کیا ہے، لیکن تفسیر کبیر میں ان کا موقف تو اس کے برعکس ہے، اس پر غزالی زماں نے فرمایا کہ امام رازی کی ایک دوسری مختصر تفسیر بنام ”اسرار التاویل و انوار التنزیل“ ہے جس میں انہوں نے اثبات میں دلائل رقم کیے ہیں۔ چنانچہ سعیدی صاحب اس تفسیر کی تلاش میں تھے، میں اس وقت حضرت کے پاس زیرِ تعلیم نہ تھا، جب مجھے پتا چلا کہ آپ کو اس تفسیر کی ضرورت ہے، تو میں نے عرض کی کہ حضرت وہ تو آپ کے ایک شاگرد مفتی الیاس رضوی صاحب کے پاس میں نے دیکھی ہے، چنانچہ فوراً سعیدی صاحب نے مجھے 500 روپے نکال کر دیئے اور کہا کہ ابھی جاؤ اور ان سے لے کر آؤ، جب میں وہ تفسیر لایا تو آپ نے اسے فوٹو اسٹیٹ کرایا اور مجھے بطور انعام اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور تفسیر واپس کرنے کا حکم دیا۔“ (67)

اس واقعے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علم دوستی کا اندازہ ہوتا ہے، ساتھ ساتھ آپ کی کتب سے

محبت اور فراخ دلی کا بھی پتا چلتا ہے۔

آپ کا اندازِ مطالعہ کچھ یوں ہے:

”آپ رحمۃ اللہ علیہ کتاب کے مطالعے کے دوران جو بھی نئی بات سامنے آئے اس پر ”ف“

لکھ کر نوٹ لگاتے ہیں پھر کتاب کے شروع میں خالی صفحہ پر اس بات کا ماہِ حاصل اور اجمال

لکھ کر صفحہ نمبر لکھ دیتے اسی طرح دوران تحقیق اگر مسئلے کے متعلق کوئی عبارت یا دلیل ہو تو اس کو نوٹ کر لیتے اور اس میں کوئی صفحہ یا کاغذ رکھ دیتے آپ کے پاس جتنی کتب موجود ہیں اور دارالعلوم نعیمیہ میں جو کتب بھی آپ کے زیر مطالعہ ہیں ان سب پر نوٹ لکھے ہوئے ملتے ہیں۔“ (68)

شخصی خوبیاں و محاسن

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں اور اوصاف سے نوازا ہے، بالخصوص وہ لوگ جو آپ کی صحبت میں رہتے ہیں، خود گواہی دیتے ہیں کہ آپ ظاہر و باطن میں اللہ کریم سے ڈرتے ہیں اور انتہائی متبع شریعت ہیں۔ چنانچہ نعم الباری کی ہر جلد کے اختتام پر آپ اللہ سے دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

”الہ العالمین ایمان پر ہمارا خاتمہ فرمائیں، سکرات الموت کو آسان فرمائیں، قبر کے عذاب سے، قیامت کی ہولناکیوں سے اور حشر کی سختیوں سے محفوظ رکھیں، اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں دنیا میں اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا اہل فرمادیں اور قبر میں آپ کی زیارت نصیب فرمائیں۔“ (69)

ڈاکٹر شمس ماہنامہ ضیاء حرم میں لکھتے ہیں:

”علامہ صاحب میں بے پناہ قوت ارادی موجود ہے۔ آپ عزم و ہمت کے پیکر ہیں۔ آپ کی عمر تقریباً اسی (80) سال ہے، عرصہ دراز سے شوگر اور بلڈ پریشر کے مریض ہیں۔ گھٹنوں میں فاصلہ ہو جانے کی وجہ سے چلنا پھرنا انتہائی دشوار ہے۔ بیماری، بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود آپ کا حوصلہ انتہائی بلند ہے آپ عصا کے سہارے کلاس تک جاتے ہیں، پڑھانے میں کبھی ناغہ نہیں کرتے اور ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔“ (70)

اس کے علاوہ آپ شب و روز وقت کی پابندی کے ساتھ اپنے معمولات پر استقامت کے ساتھ عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک دن طبیعت کی وجہ سے معمول کے

مطابق کام نہ ہو پاتا تو اگلے دن زیادہ محنت کرتے۔

”آپ ﷺ نماز فجر سے تقریباً دو گھنٹے پہلے بیدار ہو جاتے۔ نماز تہجد ادا کرنے کے بعد تفسیر تبیان الفرقان لکھواتے۔ پہلے آپ خود شرح لکھتے تھے لیکن اب بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے آپ بولتے ہیں اور آپ کے شاگرد لکھتے ہیں۔ جو شاگرد آپ کے پاس لکھتے، آپ ان کو بھی اپنے ساتھ نماز تہجد پڑھواتے۔ اذان فجر تک تصنیف کے کام میں مصروف رہتے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد ناشتہ کرتے ہیں اور کچھ دیر آرام کرتے ہیں۔ آرام کے بعد آپ کچھ دیر تک اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں۔ نو سے دس بجے تک ایک گھنٹہ دورہ حدیث کی کلاس لیتے جس میں آپ صحیح بخاری پڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد مدرسے کے صحن میں تین چار چکر لگاتے۔ واپس کمرے میں آ کر ایک گھنٹہ آرام کرتے۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ پھر تصنیف کا کام کرنے کے بعد دوپہر کا کھانا کھاتے۔ کچھ دیر آرام کے بعد تین بجے نماز ظہر ادا کرتے۔ آرام کے دوران آپ کے ہاتھ میں تسبیح ہوتی جس پر مسلسل ذکر خدا کرتے۔ نماز عصر تک ایک گھنٹہ تصنیف کا کام کرتے۔ نماز مغرب کے بعد کھانا کھاتے۔ نماز عشاء تک آپ کے دوست احباب آپ سے ملنے آتے۔ نماز عشاء کے فوراً بعد سو جاتے۔“ (71)

آپ ﷺ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار جا بجا اپنی تحریروں اور تقریروں میں کرتے نظر آتے تھے اور یہی سنت سے محبت آپ کی عادات و اطوار میں بھی دکھائی دیتی تھیں، چنانچہ

”حدیث پڑھانے کے دوران اکثر آپ کی آنکھیں اشکبار رہتی ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کی جانب سے مظالم کا ذکر آتا ہے تو غم کی وجہ سے آپ کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت سے محبت کرنا اور ان کے لئے رات بھر دعا کرنے کا ذکر آتا تو فرط محبت سے آپ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ آپ کا عشق رسول آپ کی تصانیف میں واضح نظر آ جاتا ہے آپ اپنی تصانیف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آنے پر خصوصیت کے ساتھ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مفصل بحث کرتے ہیں۔“ (72)

علامہ سعیدی صاحب خوا فرماتے ہیں:

”میں نے بخاری و ترمذی میں یہ پڑھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سرخ حلہ زیب تن فرمایا، تو میرے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی (تقریباً 15 سال پہلے) کہ میں بھی ایسا لباس بناؤں۔ میں نے خود صدر جا کر خرید اور کڑھائی کرا کر پہنا، اور جب شوق پورا کر لیا، تو اپنے شاگرد مولانا اسمعیل نورانی کو دے دیا۔“ (73)

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے، کہ محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت کی جائے اور کسی بھی شے کے بارے میں ذہن کو بُرے خیالات سے دور رکھا جائے۔ آپ ﷺ کے والدین کے ایمان کے بارے میں اہل علم کی دو آراء ہیں، چنانچہ اس بارے میں علامہ سعیدی صاحب طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

”علامہ سیوطی نے اس مضمون کی بہت سی احادیث پیش کی ہیں اختصار کے پیش نظر ہم نے ایک حدیث کو ذکر کر دیا ہے رسول اللہ ﷺ کے ابوین شریفین کے ایمان کا مسئلہ ہر چند کے اصولی و اعتقادی نہیں ہے تاہم حسن عقیدت اور آپ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے ایمان کا قول کیا جائے کیونکہ ہمارے آباء اور امہات مومن ہوں اور سرکار کے ابوین مومن نہ ہو اور ہمیں اپنے آباء کے ایمان اور اسلام کا شرف حاصل ہو اور آپ کو یہ شرف حاصل نہ ہو اس بات کو ایک مومن کی محبت اور غیرت ایمان گوارہ نہیں کرتی۔ اس باب میں کم سے کم بات یہ ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور ابوین کریمین کے بارے میں کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جو ابوین کریمین کے استخفاف اور رسول اللہ ﷺ کی دل آزاری کا موجب ہو۔ اللہ تعالیٰ ملا علی قاری کی مغفرت فرمائے انہوں نے اس باب میں محبت اور ادب کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھا۔“ (74)

آپ کی منکسر المزاجی اور تواضع کا یہ عالم ہے کہ اپنے طلباء کی معمولی ضروریات کا بھی خیال رکھتے تھے اور اگر آپ کی وجہ سے کسی کی دل آزاری ہو جائے تو اس سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے۔

”آپ نے تمام زندگی عاجزی کا مظاہرہ کیا۔ فخر غرور اور تکبر کا آپ کی زندگی میں شائبہ تک نہیں ہے۔ آپ کی عاجزی اور انکساری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب کبھی آپ کو معلوم ہوتا کہ آپ کی کسی بات سے کسی طالب علم کی دل آزاری ہوئی ہے، خواہ وہ طالب علم کسی ابتدائی کلاس کا ہی ہو، آپ ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگ لیتے تھے اور اس میں کوئی شرم یا عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ جو شاگرد آپ کے پاس رہتے تھے اور آپ کی خدمت کرتے تھے، ان کے جوتوں اور کپڑوں کا انتظام آپ خود کرتے تھے۔ اگر وہ کبھی بیمار ہو جائیں تو اس بڑھاپے اور بیماری کی حالت میں خود ان کو دوا پلاتے تھے، اپنے ہاتھ سے دودھ گرم کر کے پلاتے تھے۔ آپ تنہائی پسند تھے، زیادہ میل ملاقات پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ کو نمود و نمائش سے سخت نفرت تھی، اسی وجہ سے عموماً تقاریب میں نہیں جاتے تھے۔ مدینہ سے کی چار دیواری سے بہت کم باہر جاتے۔ عام طور پر سڑک پر چلتے ہوئے کوئی پہچان نہیں سکتا کہ یہ علامہ (سعیدی صاحب) جا رہے ہیں۔“ (75)

”آپ بے جا اسراف نہیں کرتے ہیں، سادہ لیکن باوقار زندگی گزارتے ہیں۔ غذا نہایت سادہ استعمال کرتے ہیں۔ عیش اور پر تکلف زندگی کو پسند نہیں کرتے۔ صاف ستھرا سفید لباس پہنتے ہیں، پرفیوم اور عطر بہت پسند کرتے ہیں۔ ان اشیاء کے لئے کمرے میں الگ الماری بنا رکھی ہے۔ آپ کو گھڑیوں کا بہت شوق ہے۔ اچھی اور مہنگی گھڑیاں آپ کے پاس کافی تعداد میں موجود ہیں۔ آپ کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو طلباء سے شفقت و محبت کا برتاؤ ہے۔ آپ اپنے شاگردوں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ شاگردوں سے آپ کی محبت کا یہ عالم ہے کہ تمام شاگرد آپ کے انتہائی قریب ہوتے ہیں۔ ہر کوئی اپنے دل کی بات بلا خوف و تردد کر لیتا ہے۔ جن شاگردوں کے والدین نہیں ہیں یا وہ بہت نادار ہیں، آپ ان کی مالی اعانت کرتے ہیں۔ اچھا پڑھنے والے طلباء کو کتابیں خرید کر دیتے ہیں۔ آپ کو جب پتا چلے کہ فلاں طالب علم کو گھڑی کی ضرورت ہے تو آپ فوراً اپنی گھڑی اتار کر دے دیتے ہیں، خواہ جس قدر بھی مہنگی ہو۔“ (76)

حکومتی سطح پر محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت پاکستان نے 14 اگست 2014ء کو بدست صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان ”تمغہ امتیاز“ عطا کیا۔ آخر میں اس کا عکس دیا گیا ہے۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت

مفتی محمد اسماعیل نورانی صاحب زید مجدہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ان شاگردوں میں سے ہیں جنہیں آپ پر بے حد ناز تھا، راقم نے بھی اس کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں سے کئی حوالہ جات پیش کیے ہیں اور خود مشاہدہ بھی کیا ہے۔ یہ کتاب چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں مرتب کی گئی تھی لہذا اس میں آپ کے سفرِ آخرت کے مراحل سے متعلق معلومات جمع کرنی تھیں۔ پھر جب مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے بتایا کہ اس سلسلہ میں آپ نے اس موضوع پر ایک مقالہ تحریر کیا ہے اور کئی رسائل میں اسے ارسال کیا، چنانچہ میری درخواست پر آپ نے وہ تحریر مجھے بھی عنایت فرمادی اور میں نے جہاں مناسب سمجھا اس میں تصرف کر کے حضرت کو دکھا کر اپنی کتاب کا حصہ بنا لیا۔ اس تعاون پر اللہ کریم سے دعا ہے کہ مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے، تو معلوم ہوگا کہ حضرت کو پوری زندگی مختلف مصائب و آلام اور مشکلات کا سامنا رہا ہے۔ خواہ وہ گھریلو اعتبار سے ہوں، یا دینی خدمات انجام دینے کے اعتبار سے ہوں یا اپنی ذاتی صحت و تندرستی کے اعتبار سے ہوں۔ اس اجمال کی تفصیل بہت زیادہ ہے، جس کو ایک الگ موضوع کے تحت کئی صفحات پر تحریر کیا جاسکتا ہے۔ البتہ کم از کم صحت کے حوالے سے حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ جن آزمائشوں میں زندگی کا بیشتر حصہ مبتلا رہے ہیں، ان کا مطالعہ کرنے کے لیے قارئین، حضرت کی تصنیفِ لطیف ”تبیان القرآن“ میں مختلف سورتوں کے اختتامی کلمات ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان مشکلات میں کسی موقع پر کوئی بے صبری یا شکوہ شکایت نہیں فرماتے تھے بلکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اپنے سے زیادہ مصیبت زدہ اور بیمار شخص کو یاد کر کے اپنی تکالیف پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے تھے اور اپنے اس طرزِ عمل پر حسبِ ذیل حدیث کا ذکر فرماتے تھے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنْظِرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَوْفَقَكُمْ

ترجمہ: ”(مال و متاع اور صحت کے معاملے میں) جو شخص تم سے کم درجہ میں ہو اس کو دیکھا کرو اور جو بہتر ہو اس کو نہ دیکھو۔ (ورنہ ناشکری پیدا ہوگی)۔“ (77)

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ عزوجل کی خصوصی عنایات

ایک اہم بات یہ ہے کہ زندگی بھراتنی تکالیف اور عوارض آپ کو لاحق رہے، جس کی وجہ سے آپ کی صحت اور جسم شدید متاثر ہوا۔ لیکن حیرت انگیز طور پر دماغی کام کی کثرت کے باوجود آپ کی قوتِ بصارت متاثر نہیں ہوئی، بلکہ اس میں مزید برکت ہوئی۔ آپ کے اپنے بیان کے مطابق آپ جتنا علمی اور تحقیقی کام کرتے رہے، اس سے بجائے نظر کے متاثر ہونے کے، اس میں گزرتے وقت کے ساتھ مزید بہتری آئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝ (78)

ترجمہ: تم اللہ کے دین کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ (القرآن)

اسی سے ملتا ہو مضمون حدیث میں اس طرح بیان ہوا کہ:

”جو اللہ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔“

تبیان القرآن میں ایک مقام پر اس نعمت کا اظہار کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسانات میں سے ایک اہم احسان یہ ہے کہ جب میں

6 جولائی 1985ء کو کراچی آیا تھا تو میری نظر کا نمبر ساڑھے تین اور ساڑھے چار تھا، مسلسل

دماغی کام کرنے اور لکھنے پڑھنے کی مشغولیت اور شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کے امراض کی وجہ

سے چاہیے تو یہ تھا کہ میری نظر اور گر جاتی اور چشمہ کا نمبر اور بڑھ جاتا، لیکن اللہ نے یہ کرم کیا کہ میری نظر بڑھ گئی اور چشمے کا نمبر گر گیا، اب میرے چشمے کا نمبر ڈیڑھ اور دو ہے، میں لکھنے پڑھنے کا کام بغیر چشمہ کے کرتا ہوں اور صرف دور دیکھنے کے لیے چشمہ لگاتا ہوں۔
 فالحد لله رب العالمین۔“ (79)

اسی طرح پوری زندگی مختلف امراض میں مبتلا رہنے کے باوجود دماغی صلاحیت بھی بہت بہتر رہی۔ اگرچہ نسیان کا عارضہ لاحق ہوا، لیکن مجموعی طور پر احادیث کا استحضر، اُن کے حوالہ جات کا علم، کتابوں کے نام، اُن کے مصنفین کے نام مع سنین وفات، کئی بیماریوں کے باوجود یہ چیزیں آپ کے ذہن سے محو نہیں ہوئیں یہی وجہ ہے کہ زندگی کے آخری ایام میں علاج کے دوران کئی احادیث پر عمل کیا۔ آئی سی یو میں وینٹی لیٹر پر جب تک ہوش میں رہے، ڈاکٹرز کے مطابق آپ کا دماغ سو فیصد کام کر رہا تھا اور ہسپتال کے انہی ایام میں جب آپ ہوش میں تھے، آپ نے اپنے پاس موجود طلباء (جن میں خصوصاً آپ کے نہایت خدمت گزار طالب علم شفیق الرحمن اور محمد عاطف ہیں) اُن سے از خود سورہ یس، کلمہ شہادت اور استغفار کا ورد کرنے کی تلقین فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ تبیان القرآن لے کر آؤ، اُس میں سورہ یس کے فضائل کا عنوان ہے، اس میں یہ لکھا ہے کہ:
 ”جس کے پاس سورہ یس پڑھی جائے اس کے لیے اللہ تعالیٰ (موت کو) آسان فرما دیتا ہے۔“ (80)

البتہ 2011ء میں جب آپ نعم الباری کی آٹھویں جلد تحریر فرما رہے تھے، اُس دوران ساڑھے چار ماہ تک آپ کو شدید دماغی درد (DIMENSIA) کا عارضہ لاحق رہا اور آپ کے لیے شرح کا کام کرنا کافی دشوار ہو گیا۔ لیکن ممی کے اواخر میں آپ کی صحت دوبارہ بحال ہو گئی اور آپ نے شرح کا کام کرنا شروع کر دیا۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور بشارت حدیث

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو تمام عوارض (شوگر، ہائی بلڈ پریشر اور کمر کا درد) تقریباً 1984ء

سے لاحق ہوئے اور ان عوارض کے نتیجے میں جسمانی تکالیف اور کمزوری میں وقت گزرنے کے ساتھ مسلسل اضافہ ہی ہوتا رہا۔ لیکن اس پورے عرصے میں زیادہ تر یہی دیکھا گیا کہ آپ صبح و شام اپنے جسمانی عوارض کے علاج اور پرہیز میں مشغول اور ان میں بہتری کے لیے بہت متفکر رہتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ تفسیر و حدیث کا تحقیقی کام بھی اس تسلسل سے جاری رکھتے تھے کہ کوئی دن خالی نہ گزرے۔

نوٹ: حضرت کی زندگی کا یہ وہ پہلو ہے جو خصوصاً آج کل کے طلباء کے لیے زیادہ قابل غور اور قابل عمل ہے، کیونکہ آج کل موبائل اور انٹرنیٹ کی مشغولیت کی وجہ سے طلباء اپنا وقت بہت زیادہ ضائع کرتے ہیں اور توجہ سے علم حاصل نہیں کرتے۔

حضرت کی ان مشکلات اور آزمائشوں کو دیکھ کر بے ساختہ وہ حدیث یاد آتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ“ (81)

ترجمہ: جس کے ساتھ اللہ عزوجل بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے مشکلات میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

2015ء کے ماہ رمضان میں موسم کی شدت اور اس کے اثرات

گزشتہ رمضان المبارک (2015ء / 1436ھ) میں شہر کراچی میں ناقابل برداشت گرمی پڑی اور HEAT STROKE سے کئی لوگ انتقال کر گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ پہلے ہی ضعفِ بدن اور کئی عوارض میں مبتلا تھے، گرمی کی شدت نے آپ کو شدید متاثر کیا اور اندرونی طور پر آپ ٹوٹ کر رہ گئے۔ اس کے نتیجے میں آپ کئی روز تک علیل رہے اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب عید کے دن صبح حضرت سے ملاقات کے لیے میں حاضر ہوا، تو حضرت اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور پہلے آپ بستر سے اٹھ کر بہت گرم جوشی کے ساتھ گلے مل کر عید مبارک فرمایا کرتے تھے، مگر گزشتہ عید میں آپ مجھ سے اور آنے والے تمام احباب سے لیٹے ہوئے ملاقات فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضرت کی صحت اور طبیعت مسلسل ڈھلتی رہی اور کام کی رفتار بہت تدریج کم ہوتی چلی گئی۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت میں مزید تنزلی

حتیٰ کہ وصال مبارک سے تقریباً ڈھائی ماہ قبل آپ کی صحت نے ایک اور تشویش ناک موڑ لیا اور آپ کو پیٹ میں ایک نامعلوم تکلیف شروع ہوئی، جس کی وجہ سے آپ کو وقتاً فوقتاً پیٹ میں ٹیسس اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ مختلف طریقوں سے آپ اپنی اس تکلیف کا علاج فرماتے رہے لیکن صحت میں بہتری آنے کے بجائے تکلیف کی شدت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں آپ اس قدر کمزور اور علیل ہو گئے کہ تبیان الفرقان پر کام کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا۔ حتیٰ کہ وصال سے چند روز قبل جب مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد منیب الرحمن دامت برکاتہم امریکا کے تبلیغی دورہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کسی اچھے ہسپتال میں علاج کے لیے لے جایا جائے۔ لیکن حضرت ذاتی طور پر اس کے لیے راضی نہیں تھے، کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ میں کسی پر بوجھ

نہیں بننا چاہتا اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے تفسیر و حدیث کا یہ کام کرتے ہوئے اپنے بستر پر موت نصیب ہو جائے۔ لیکن مفتی صاحب کے بے حد اصرار پر بادل ناخواستہ آپ ہسپتال جانے کے لیے راضی ہوئے اور آپ کو 25 جنوری 2016ء کو پیر کے دن کراچی کے آغا خان ہسپتال میں لے جایا گیا، جہاں ڈاکٹرز نے چیک اپ کرنے کے بعد مفتی صاحب کو بتایا کہ حضرت کو پیٹ کی جس تکلیف کا سامنا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی آنتوں میں کسی جگہ ٹیومر پیدا ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے نظام انہضام شدید متاثر ہوا ہے اور اس کا واحد حل یہی ہے کہ آپریشن کے ذریعے اس ٹیومر کو ختم کیا جائے۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہسپتال منتقلی

چنانچہ آپ کو ہسپتال میں ایڈمٹ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن ڈاکٹرز نے اس آپریشن کے متعلق یہ خطرہ بھی ظاہر کیا تھا کہ حضرت چونکہ جسمانی طور پر کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف امراض میں مبتلا ہیں اور آپ کی عمر بھی 80 سال ہو چکی ہے، اس لیے آپریشن کے بعد دوبارہ ہوش میں آنے کے امکانات 25 فیصد سے زیادہ نہیں ہیں۔ چونکہ اس کے علاوہ کوئی اور آپشن نہیں تھا، اس لیے کافی غور و خوض اور مشاورت کے بعد طے کیا گیا کہ آپریشن کرنا ناگزیر ہے۔ چنانچہ دو دن کے بعد یعنی 27 جنوری بروز بدھ، آغا خان ہسپتال کے ماہر ڈاکٹرز نے آنتوں کے اس ٹیومر کا آپریشن کیا۔ آپریشن کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ حضرت کو پتے میں پتھری بھی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹرز نے پتھری کے علاج کے لیے پٹانکال دیا۔ تقریباً 4 گھنٹے تک ڈاکٹرز اس حساس آپریشن میں مشغول رہے۔ دوسری جانب حضرت کے شاگرد اور محبین و معتقدین بارگاہِ الہی میں ذکر و اذکار اور دعائیں کرتے رہے کہ حضرت اس آپریشن کے بعد صحت و سلامتی کے ساتھ ہوش میں آجائیں اور اللہ عز و جل کے فضل و کرم سے آپریشن کے کچھ دیر بعد ہی حضرت ہوش میں آگئے اور دو دن تک (یعنی جمعرات اور جمعہ) آپ مکمل ہوش و حواس کے ساتھ اپنے شاگردوں اور ملاقات کے لیے آنے والوں سے گفتگو فرماتے رہے۔

کرب اور پریشانی میں آسانی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعائیں مفتی اسماعیل نورانی زید مجدہ بھی جب عیادت کے ان مختلف لمحات میں جمعہ کے دن عصر کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے کرب (جو مشکل اور پریشانی کے وقت پڑھی جاتی ہے) سنانے کی فرمائش کی۔ مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

کیونکہ حضرت کا معمول تھا کہ آپ اپنی مختلف تکالیف اور امراض کی وجہ سے عام طور پر دو قسم کی دعائے کرب پڑھا کرتے تھے اور مجھ سے آپ نے ان احادیث کا حوالہ بھی تلاش کروایا تھا، اس لیے آپ نے مجھ سے وہ دعائیں سنانے کی فرمائش کی۔ اور میں نے ایک بار ان دعاؤں کے الفاظ و کلمات کو حضرت کے سامنے دہرایا اور اگلے ہی لمحے حضرت وہ کلمات خود دہرانے لگے۔ قارئین کی معلومات کے لیے وہ دعائیں حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرب اور پریشانی کے وقت یہ الفاظ کہا کرتے تھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَبِيمِ۔ (82)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو کہ بہت عظمت اور حلم والا ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو کہ عرشِ عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو کہ آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور عرشِ کریم کا رب ہے۔

(2) امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مکروب اور پریشان حال شخص کے لیے دعائیہ کلمات یہ ہیں:

اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصِدِّحْ لِي شَانِي كَلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔ (83)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری رحمت سے پُر امید ہوں، پس تو ایک لمحہ کے لیے بھی مجھے میرے

نفس کے حوالے نہ فرما اور میرے تمام امور کو عمدہ اور اچھا فرمادے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

ہارٹ اٹیک اور آئی سی یو میں منتقلی

جمعۃ المبارک کا یہ دن کافی بہتر گزرا، حتیٰ کہ حضرت کے خدمت گزار طالب علم (شفیق الرحمن) کے مطابق حضرت نے ہفتہ کے دن صبح فجر کی نماز بھی ادا فرمائی اور توقع یہ کی جا رہی تھی کہ آج حضرت، اسپیشل وارڈ سے جنرل وارڈ میں منتقل ہو جائیں گے لیکن۔۔۔ آہ!! پھر اچانک کچھ ایسا ہو گیا کہ جس نے معاملے کا سارا رخ ہی بدل کے رکھ دیا۔۔۔۔۔ ہوایہ کہ اسی روز صبح نو بجے اچانک حضرت کو زبردست ہارٹ اٹیک ہوا، جس سے آپ بے ہوش ہو گئے اور سانس لینے کا عمل رک گیا اور ایسی حالت ہو گئی کہ چیک اپ کرنے کے بعد ڈاکٹرز نے بھی جواب دیدیا اور ایسا لگا کہ شاید حضرت آج پردہ فرما جائیں گے۔ کئی گھنٹوں تک مصنوعی طریقے سے آپ کی سانس کو بحال کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ لیکن کوئی بہتری نہیں آئی۔ البتہ ڈاکٹرز کے مطابق جسم کے دیگر اعضاء (خصوصاً جگر اور دماغ) بالکل صحیح کام کر رہے تھے۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹرز نے مفتی منیب الرحمن دام ظلہ سے مشاورت کرنے کے بعد حضرت کو آئی سی یو میں شفٹ کرنے کا فیصلہ کیا اور یوں ہفتے کے دن آپ کو آئی سی یو میں وینٹی لیٹر پر منتقل کر دیا گیا۔ جس کا کسی حد تک فائدہ یہ ہوا کہ حضرت ہوش میں آ گئے۔ البتہ مشین پر ہونے کی وجہ سے بات کرنا آپ کے لیے دشوار تھا۔ تاہم دماغی صلاحیت بالکل صحیح ہونے کی وجہ سے آپ ہر بات کو سمجھ رہے تھے اور اپنی بات کو اشارے سے سمجھا بھی رہے تھے۔ تقریباً پیر کے دن تک یہ کیفیت جاری رہی۔ اس کے بعد آپ پھر بے ہوش ہو گئے بلکہ چیک اپ کے بعد بتایا گیا کہ آپ کے دل کی کارکردگی تیزی سے کم ہوتی جا رہی ہے۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آخری شب جمعہ

جمعرات کا دن صبح دس سے گیارہ کے درمیان آپ کو آئی سی یو سے پرائیوٹ روم میں منتقل کر دیا گیا اور وہاں آپ آکسیجن کے ذریعے سانس لیتے رہے۔ حتیٰ کہ جمعرات کا

سورج غروب ہو گیا اور شب جمعہ شروع ہو گئی۔ مغرب کے بعد مفتی منیب الرحمن صاحب کی اجازت سے آکسیجن نکالنے کا فیصلہ ہوا۔ اس موقع پر احباب نے بتایا کہ آکسیجن نکالنے کے بعد حضرت اتنی دیر تک خود سے سانس لیتے رہے جتنی دیر تک وہاں موجود افراد نے سورہ یس شریف کی تلاوت کی اور پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح قفصِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ یعنی ذکر و اذکار کی گونج میں، جب کہ عشاء کی اذانیں بھی شروع ہو گئی تھیں، حضرت پوری دنیائے اسلام کو سو گوار چھوڑ کر دارِ فناء سے دارِ بقاء کی طرف روانہ ہوئے۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ﴿۵۱﴾

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا غسل مبارک

آپ کی رحلت کی خبر جنگل میں آگ کی مانند پوری دنیا میں تیزی سے پھیل گئی اور دنیا بھر سے مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن اور دیگر احباب کے پاس تعزیتی فون آنے لگے۔ اگلے دن جمعہ المبارک کے اجتماعات میں خطبائے کرام نے حضرت کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور مغفرت و بلندی درجات کی دعائیں کیں۔ جمعہ سے قبل حضرت کو غسل دیا گیا، جس میں دارالعلوم نعیمیہ کے استاذِ تخصص علامہ عمران شامی، الحاج سید عمیر الحسن، الحاج شفیق قریشی، شارح ترمذی علامہ عبداللہ، محمد انعام حسن مقدم اور مفتی اسماعیل نورانی کو شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔۔۔ مزید افراد میں حضرت کے قریبی طلباء شفیق الرحمن، محمد عاطف اور محمد جمشید نے بھی سعادت حاصل کی۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ اور تدفین

جمعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جامع مسجد اقصیٰ لایا گیا، جو کہ فیڈرل بی ایریا، بلاک 15 کراچی میں واقع ہے اور مفتی منیب الرحمن دام ظلہ کے زیر انتظام ہے اور آپ ہی وہاں خطابت فرماتے ہیں۔ اپنی اپنی مقامی مساجد میں جمعہ ادا کرنے کے بعد شہر اور بیرون شہر سے لوگوں کا ایک جم غفیر اُٹ آیا، مسجد اقصیٰ کے اطراف ایک عجب منظر تھا، جسے عوام کا سمندر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جنازہ کی ادائیگی چونکہ چار بجے مقرر کی گئی تھی، اس لیے ایک

مناسب وقت تک مشتاقانِ دید کو مسجد اقصیٰ کے احاطہ میں حضرت کے پُر نور چہرے کی زیارت کرائی گئی۔ پھر پونے چار کے قریب جنازہ کو مسجد سے ماحقہ وسیع و عریض میدان ”ٹی گراؤنڈ“ میں لایا گیا۔ جہاں مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن اور علامہ حامد سعید کاظمی نے علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور آپ کی خدمات کے متعلق بہت گرانقدر گفتگو فرمائی۔ پھر چار بجے مفتی صاحب نے نماز کی امامت کا ارادہ فرمایا، لیکن علماء و مشائخ اور لوگوں کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری تھا۔ جس کی وجہ سے سوا چار کے قریب مفتی صاحب نے امامت فرمائی۔ نماز جنازہ میں بلاشبہ لاکھوں لوگوں نے اور سینکڑوں علماء و مشائخ نے شرکت کی اور علم کے اس آفتاب و مہتاب کو سلامِ عقیدت پیش کیا۔ اس کے بعد جامع مسجد اقصیٰ کے قرب و جوار میں حضرت کے جسدِ خاکی کو تلاوت اور درود و سلام کی صداؤں میں اشک بار آنکھوں کے ساتھ قبلہ مفتی محمد اکمل مدنی صاحب اور صاحبزادہ اویس نورانی صاحب نے سپرد خاک کیا۔ یوں عہد حاضر کے امام المفسرین والحمدین اور تصنیف و تالیف کے مجدد جمعہ کی پُر نور ساعتوں میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے اور جاتے جاتے یہ پیغام دے گیا کہ:

بارِ دنیا میں رہو، غمزدہ یا شاد رہو

ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

جو یقیناً اس رباعی کا بھی مصداق ہیں۔۔۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو مسلم مرے

یوں نہ فرمائیں تیرے شاہد کے وہ فاجر گیا

عرش پر دھو میں مچیں وہ مومن و صالح ملا

فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پُر نور اور تروتازہ چہرہ

یہ بات یہاں خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضرت اتنے دن ہسپتال میں زیر علاج

رہے اور عرصہ داز سے کئی امراض اور جسمانی کمزوری میں مبتلا تھے۔ لیکن اس کے باوجود

جب آخری دن ڈاکٹر نے آکسیجن ہٹایا اور کچھ دیر سانس لینے کے بعد حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی، اُس وقت آپ کا چہرہ بالکل پرسکون ہو گیا اور دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ آرام فرما رہے ہیں اور ابھی آنکھ کھول کر کوئی بات فرمائیں گے چہرے پر کسی قسم کے کرب، بے چینی اور پریشانی کا کوئی نشان نہیں تھا۔ حتیٰ کہ غسل مبارک کے وقت بھی اس بات کا خاص طور پر مشاہدہ کیا گیا کہ آپ کا چہرہ بجمہ تعالیٰ بہت تروتازہ اور بارونق ہے اور کیوں نہ ہو کہ پوری زندگی آپ نے اللہ کی کتاب ”قرآن مجید“ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی خدمت میں گزاری اور اس کے لیے ہر مشقت کو برداشت کیا۔ اس لیے وصال کے وقت آپ کی ہر مشکل آسان ہو گئی اور آپ بہت اطمینان اور چہرے کی رونق کے ساتھ دنیا سے پردہ فرما گئے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لیے یہی دعا فرمائی ہے۔۔۔ کہ:

نصراً لله عبداً سبع مقالتي فحفظها ووعاها وادّأها۔ (84)

ترجمہ: اللہ عزوجل اُس بندے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث کو سنا، پھر اُسے یاد کر کے محفوظ کیا اور اُسے (لوگوں تک) پہنچایا۔

نشان مرد مومن با تو گویم

چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

محدث اعظم رحمہ اللہ علیہ نے کتنی احادیث اُمت تک پہنچائی ہیں اور کس اہتمام (تحقیق

و تخریج) کے ساتھ پہنچائی ہیں، یہ آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

جس کا انعام اللہ نے اس مردِ درویش کو یوں بخشا کہ جمعہ کی مبارک شب میں اپنا وصال عطا

فرمایا۔ اور کرم بالائے کرم یہ کہ۔۔۔۔۔ کچھ عرصہ پیٹ کی تکلیف میں مبتلا فرما کر اپنا وصال

عطا کیا، تا کہ حبیب صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مرتبہ شہادت کے اہل قرار پائیں۔۔۔۔

ذیل میں ان دونوں باتوں کی تفصیل پیش کر رہے ہیں:

شب جمعہ میں انتقال اور شہید حکمی کی بشارت

آپ ﷺ ان خوش نصیب شخصیات میں سے ہیں جن کی والدہ نے بھی شب جمعہ میں دنیا سے پردہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے تبیان القرآن میں ایک مقام پر اپنی والدہ کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے اس فضیلت کو بہ طور خاص ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

”میری امی جمعہ کی شب تقریباً ساڑھے گیارہ بجے رات فوت ہوئیں۔ اور جمعہ کی شب فوت ہونے میں بھی ان کی مغفرت کی بشارت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی جمعہ کے دن فوت ہوتا ہے یا جمعہ کی شب فوت ہوتا ہے، اللہ اس کو قبر کے فتنے سے محفوظ رکھتا ہے۔“ (85)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

”جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے اس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔“ (86)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو یا جمعہ کی شب فوت ہو اس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھا

جاتا ہے اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس پر شہداء کی مہر ہوگی۔“ (87)

حضرت نے شب جمعہ کے حوالے سے یہ تمام فضائل اپنی والدہ کے اعتبار سے بیان فرمائے، لیکن اللہ عزوجل نے خود آپ کو شب جمعہ میں وصال عطا فرما کر ان احادیث کا مصداق بنا دیا۔ سقى الله ثراه وجعل الجنة مشواه۔

نوٹ: مزید مطالعہ کے لئے حضرت کا اپنی والدہ کے متعلق یہ تفصیلی مضمون ملاحظہ کیجئے:

تبیان القرآن، ج 10، ص 304 تا 308

پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہو کر وفات پانا اور شہید حکمی کی بشارت

شرح صحیح مسلم، جلد خامس میں حضرت نے شہید حقیقی اور شہید حکمی کے متعلق بہت تفصیل سے بحث کی ہے۔ اس میں پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہو کر انتقال کرنے والے کے متعلق حدیث ذکر کی ہے کہ ایسا شخص شہید ہے۔ (اگرچہ حقیقی شہید نہ سہی، مگر اجر و ثواب

کے اعتبار سے شہداء ہی میں شامل ہے۔)

بحث کے آخر میں آپ فرماتے ہیں:

”شہید حقیقی اور شہید حکمی کی اقسام اور ان کے احکام کو میں نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور مجھے درجہ شہادت پر فائز فرمائے۔“ (88)

بلاشک و تردید 4 فروری، جمعرات کے دن حضرت کی یہ دعا قبول ہوگئی اور پوری زندگی مختلف تکالیف اور مصائب و آلام میں اللہ اور اس کے رسول کے دین کا پہرہ دیتے ہوئے مقام شہادت پر فائز ہو کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ 1993ء میں انڈونیشیا کے ایک علمی اور تبلیغی سفر کے دوران انتقال فرما گئے، ان کے متعلق حضرت رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

”4 شعبان 1435ھ بمطابق 28 جنوری 1993ء کو جمعرات کے دن ایک بچے جکارٹہ انڈونیشیا سے یہ خبر آئی کہ مفتی سید شجاعت علی قادری جکارٹہ میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ مفتی سید شجاعت علی صاحب وزارت بہبود آبادی کی طرف سے ایک وفد کے ساتھ انڈونیشیا کے مطالعاتی دورے پر گئے تھے۔ (الی قولہ) جس سفر میں اُن کا انتقال ہوا وہ سفر اللہ کی راہ میں تھا اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو اللہ کی راہ میں فوت ہوا وہ شہید ہے، نیز وہ دس سال سے عارضہ قلب، تبخیر معدہ اور ہائی بلڈ پریشر کے امراض میں مبتلا تھے اور انہی امراض میں ان کی وفات ہوئی۔

اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بیماری میں فوت ہوا وہ شہید ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ان کی تمام تصانیف کو ان کیلئے صدقہ جاریہ کر دے اور ان کے قائم کردہ دارالعلوم (نعیمیہ) کو ترقیاں عطا

فرمائے۔“ (89)

یہ تمام باتیں حضرت نے مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر فرمائیں اور خود ان باتوں کا مصداق بن گئے۔

حضرت کا خود اپنے ایصالِ ثواب کے لیے بہترین انتظام

وہ لوگ کتنے قابلِ رشک ہوتے ہیں جو اپنی زندگی اس انداز سے گزارتے ہیں کہ انہیں دنیا سے جانے کے بعد کسی کے ایصالِ ثواب کی ضرورت نہ رہے۔ ان کا اپنا نفع بخش سلسلہ عمل خود ان کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے علامہ غلام رسول سعیدی، انہی قابلِ رشک لوگوں میں ایک بڑا نام ہے۔۔۔ جنہوں نے اپنی پوری زندگی خدمتِ دین میں صرف کر دی اور اس چمکے لیے ہر قسم کی شہرت اور آسائش کو ٹھوکر مار کر سادگی کی راہ اختیار فرمائی اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر انتہائی عظیم اور گراند قدر تحریری کام کر کے اپنے لیے بہترین اور دائمی صدقہ جاریہ چھوڑ کر گئے۔۔۔ شرح صحیح مسلم میں ایک مقام پر آپ خود فرماتے ہیں:

”میں اس کتاب کو گونا گوں بیماریوں اور جسمانی اور ذہنی تکالیف اور بعض لوگوں کی دل آزار باتوں کے باوجود محض اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی کیلئے لکھ رہا ہوں اور صرف یہ خواہش ہے کہ مرنے کے بعد اس کتاب کے ذریعہ میرے نامہ اعمال میں حسنت لکھے جانے کا سلسلہ جاری رہے، اسی خواہش کے پیش نظر میں پہلے مسجد بنانا چاہتا تھا لیکن جس اثاثہ کی بنیاد پر مسجد بنانے کا منصوبہ بنایا تھا وہ سب لاہور میں بیماری کے دوران ختم ہو گیا، اس لیے میں نے اب صدقہ جاریہ کیلئے یہ راستہ منتخب کر لیا اور مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نیت کے خلوص کی وجہ سے اس کتاب کو ان شاء اللہ باقی رکھے گا۔“ (90)

ہماری دعا بھی حضرت کے لیے یہی ہے۔ اور حضرت کے اس طرز عمل میں ہم سب کے لیے ایک بہترین تربیت بھی ہے کہ ایصالِ ثواب کے لیے جہاں مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں، وہاں افادیت کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اور کوئی نہ کوئی ایسا علمی اور عملی کام کر کے

جانا چاہیے جو ہمیشہ دین کے لیے تقویت کا باعث ہو، اللہ ہم سب کو سلف صالحین کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا پیغام

حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے، آپ اپنی ذات میں ایک تاریخ، ایک عہد، ایک ادارہ اور ایک بھرپور تحریک تھے، آپ نے اس عہد میں علم و تحقیق کی جو تاریخ رقم کی اس کی مثال کئی صدیوں میں نظر نہیں آتی۔ گویا اس اعتبار سے آپ کی قلمی خدمات اس عہد کا ایک تجدیدی کام ہے، آپ نہ تو کسی آستانہ کے سجادہ نشین تھے، نہ ہی کسی جماعت کے امیر تھے، نہ کسی بڑے خانوادہ کے چشم و چراغ تھے، لیکن آپ کے جنازہ نے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ کریم نے آپ کو علم کے اس اوج ثریا پر فائز فرمایا کہ لاکھوں فرزند ان اسلام نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ نصف صدی سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو عام کرتے رہے اور حق بات کہنے میں کبھی لومہ لائیم کی پرواہ نہ کی، کیسے ہی کٹھن حالات کیوں نہ آئے آپ صبر و استقامت کا پہاڑ بنے رہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا مصداق بن کر دنیا سے رخصت ہو گئے کہ۔۔

نہ مرا نوش ز تحسین، نہ مرا نیش ز طعن

نہ مرا گوش بہ مدح، نہ مرا ہوش ذم

منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد دروے

جز من و چند کتابے و دوات و قلم

جس کا اردو منظوم ترجمہ محدث اعظم حضرت سید محمد نے یوں فرمایا:

نہ ستائش کی تمنا نہ مجھے خطرہ ذم

نہ کسی واہ کی خواہش نہ کسی آہ کا غم

میں ہوں اس گوشہ تنہائی کا رہنے والا

جہاں چند کاغذ ہیں دوات اور قلم

مزید یہ شعر بھی آپ کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔

اُنہیں جانا، اُنہیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام

لہ الحمد! میں دنیا سے مسلمان گیا

اللہ رب العزت اپنے حبیب مکرم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کی مرقدِ انور پر

ہمیشہ رحمت کے پھول برسائے اور آپ کا علمی اور روحانی فیض تا قیام قیامت جاری و ساری

فرمائے۔ آمین

حواشی

- 1- سنن ترمذی، باب البر والصلہ، رقم الحدیث: 1961، ج 3، ص 384، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم الحدیث: 4811، ج 4، ص 335
- 2- تبیان الفرقان، ص 43، ج 1۔ مقالات ابن عزیز، ص 211، دن ندارد۔ حقائق شرح صحیح مسلم ودقائق تبیان القرآن، ص 38، دن ندارد۔ عظمتوں کے پاسان، ص 228 (مصنف کے نزدیک سن پیدائش 1938ء ہے، ماہ و تاریخ و دن ندارد)۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 184، دن ندارد۔ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص 242۔ التفسیر، شمارہ 23، ص 374 (دن ندارد)۔ التفسیر، شمارہ 21، ص 214 (دن ندارد)
- 3- انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 17-12-2014، بوقت شام 30:07 بجے
- 4- تبیان الفرقان، ص 43، ج 1
- 5- مجمع الزوائد، کتاب الادب، رقم الحدیث: 13067، ج 8، ص 157
- 6- بالاختصار شرح صحیح مسلم، ص 52
- 7- ماہنامہ ضیاء حرم، جلد 45، شمارہ 2، ص 43
- 8- مقالات سعیدی، 632-633
- 9- بالاختصار۔ مقالات ابن عزیز، ص 211۔ حقائق شرح صحیح مسلم ودقائق تبیان القرآن، ص 38۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 184۔ بالاختصار شرح صحیح مسلم، ص 52۔ التفسیر، شمارہ 23، ص 374۔ التفسیر، شمارہ 21، ص 214-215
- 10- ماہنامہ ضیاء حرم، ج 45، شمارہ 2، ص 44
- 11- ایضاً ص 43
- 12- ایضاً ص 44
- 13- عظمتوں کے پاسان، ص 228
- 14- مجلہ معارف اسلامیہ، ص 184۔ بالاختصار التفسیر، شمارہ 23، ص 374۔
- 15- حیات سعید ملت، ص 20
- 16- انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 17-12-2014، بوقت شام 30:07 بجے
- 17- شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 52۔ بالاختصار التفسیر، شمارہ 23، ص 375۔ بالاختصار التفسیر، شمارہ 21، ص 215
- 18- انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 17-12-2014، بوقت شام

30:07 بجے

19۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 45

20۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014-12-17، بوقت شام

30:07 بجے

21۔ مقالات ابن عزیز، ص 212۔ حقائق شرح صحیح مسلم، ص 38-39۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 184۔

185۔ بالاختصار التفسیر، شماره 23، ص 375۔ بالاختصار التفسیر، شماره 21، ص 215

22۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014-12-17، بوقت شام

30:07 بجے

23۔ مقالات ابن عزیز، ص 212۔ حقائق شرح صحیح مسلم، ص 38-39۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 184۔

185۔ بالاختصار التفسیر، شماره 23، ص 375۔ بالاختصار التفسیر، شماره 21، ص 215

24۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 46۔ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص 244۔

بالاختصار التفسیر، شماره 23، ص 375

25۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014-12-17، بوقت شام

30:07 بجے

26۔ عظمتوں کے پاسان، ص 230-231

27۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 46

28۔ حیات سعید ملت، ص 20۔ سیف العطا، ص 14، بحوالہ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص

243، ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 46۔

29۔ حیات سعید ملت، ص 25۔ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص 244۔ بالاختصار شرح صحیح

مسلم، ج 1، ص 52-53

30۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 185۔ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص 244-245۔ التفسیر،

شماره 23، ص 375

31۔ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص 245

32۔ التفسیر، شماره 21، ص 215

33۔ حیات سعید ملت، ص 32

34۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 47۔ بالاختصار التفسیر، شماره 21، ص 215

35۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 50-51

36۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 49-50

- 37۔ ایضاً، ص 48
- 38۔ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، سالانہ رپورٹ، 98-99، اسلام آباد، ص 64
- 39۔ ایضاً، ص 64-65
- 40۔ ایضاً، ص 87
- 41۔ ایضاً، ص 107
- 42۔ ایضاً، ص 112
- 43۔ ایضاً، ص 162
- 44۔ شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 53۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 185-186
- 45۔ شرح صحیح مسلم، ج 2، ص 28
- 46۔ ایضاً، ج 1، ص 64
- 47۔ ایضاً، ج 2، ص 28
- 48۔ ایضاً، ج 1، ص 64
- 49۔ ایضاً، ج 2، ص 28
- 50۔ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البند یال، ص 247
- 51۔ محولہ بالا
- 52۔ حیات سعید ملت، ص 36
- 53۔ حقائق شرح صحیح مسلم، ص 40۔ مقالات ابن عزیز، ص 214-215۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 186
- 54۔ حیات سعید ملت، ص 36۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 186
- 55۔ شرح صحیح مسلم، ج 6، ص 595۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 186-187
- 56۔ ایضاً، ج 1، ص 914۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 187
- 57۔ ایضاً، ج 3، ص 690۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 187
- 58۔ حقائق شرح صحیح مسلم، ص 41۔ مقالات ابن عزیز، ص 215۔ مجلہ معارف اسلامیہ، ص 187
- 59۔ نعمۃ الباری، ج 3، ص 774
- 60۔ توضیح البیان، ص 24
- 61۔ عظمتوں کے پاسان، ص 233-234
- 62۔ مقالات سعیدی، ص 641
- 63۔ ایضاً، ص 645
- 64۔ ایضاً، ص 688

- 65۔ انٹرویو، مفتی عبداللہ نورانی، بمقام اسلامک مشنری یونیورسٹی، بروز جمعرات 2014۔ 11۔ 27، بوقت شام 4 بجے
- 66۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 47
- 67۔ انٹرویو، مفتی عبداللہ نورانی، بمقام اسلامک مشنری یونیورسٹی، بروز جمعرات 2014۔ 11۔ 27، بوقت شام 4 بجے
- 68۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 50
- 69۔ نعم الباری، ج 9، ص 715
- 70۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 53
- 71۔ بالاختصار ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 50
- 72۔ ایضاً ص 51-52
- 73۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔ 12۔ 17، بوقت شام 30:07 بجے
- 74۔ شرح صحیح مسلم، ج 2، ص 872
- 75۔ ماہنامہ ضیائے حرم، ج 45، شماره 2، ص 52
- 76۔ ایضاً ص 52
- 77۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2963، مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: 5242
- 78۔ سورۃ الحمد: 7
- 79۔ تبیان القرآن، ج 7، ص 922
- 80۔ تبیان القرآن، ج 9، ص 707-708
- 81۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث: 5645
- 82۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: 6346
- 83۔ سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 5090
- 84۔ سنن ترمذی، رقم الحدیث: 2658، مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: 228
- 85۔ سنن ترمذی: 1074، مصنف عبدالرزاق: 5594، مسند احمد، ج 2، ص 169، الترغیب والترہیب، ج 4، ص 373، مشکوٰۃ: 1367، کنز العمال: 21045
- 86۔ المعجم الصغیر، رقم الحدیث: 271، اکامل لابن عدی، ج 7، ص 2554
- 87۔ حلیۃ الاولیاء، ج 3، ص 181، رقم الحدیث: 3629، تقریب البغیہ، ج 1، ص 433، رقم الحدیث: 1216
- 88۔ شرح صحیح مسلم، ج 5، ص 955
- 89۔ شرح صحیح مسلم، ج 7، ص 30
- 90۔ شرح صحیح مسلم، ج 4، ص 31

باب دوم

محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت
اساتذہ اور چند معروف تلامذہ

محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت، اساتذہ

اور چند معروف تلامذہ

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت کی جانب سے یہ اعزاز بھی ملا کہ آپ نے اپنے وقت کے جید علماء و مشائخ سے صحبت و فیض حاصل کیا اور چوٹی کے اہل علم حضرات کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ طے کیے اور ہر کسی نے اپنی باطنی نگاہوں سے محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جوہر کو پہچان کر اعلیٰ بنیادوں پر آپ کی تربیت فرمائی۔ یہی وہ حضرات ہیں کہ جن کے چشمانِ علم سے فیضیاب ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین متین کی وہ خدمات سرانجام دیں جنہیں تا قیامت قیامت یاد رکھا جائے گا اور ہر دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام چاہے تفسیر کا عنوان ہو یا حدیث کا یا فقہ کا، بڑے ادب سے لیا جائے گا۔ ان پیکرِ علم و اخلاص کے تعارف میں راقم، جہاں تک ممکن ہو گا محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کو پیش کرے گا۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ طریقت کے حالات زندگی ”مقالات کاظمی“ میں تفصیلاً ذکر فرمائے ہیں، اس کے علاوہ اپنے اساتذہ سے متعلق باقاعدہ آپ کی تحریریں ہیں جو ان کے احوال پر سند کا درجہ رکھتی ہیں اور آپ کی آخری تصنیف ”تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن“ جس کی پانچویں جلد پر کام جاری تھا اور سورہ یسین کی تکمیل کے بعد آپ نے قضائے اجل کو لبیک کہا۔ اس میں آپ نے اپنے بعض شاگردوں اور خدمات گاروں کا ذکر خود فرمایا ہے۔

محدث اعظم کے شیخ طریقت، غزالی زماں رازی دوراں

علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ و مقام ولادت

”غزالی زماں، رازی دوراں، حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی بیک وقت شیخ التفسیر، شیخ الحدیث، شیخ الفقہ، عظیم ترین محقق، مدقق اور روحانی پیشوا تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب سیدنا امام موسیٰ کاظم سے منسلک ہے، آپ کی ولادت باسعادت 1931ء کو مراد آباد کے شہر امر وہہ میں ہوئی۔“ (1)

”آپ کا سلسلہ 29 واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے اور شجرہ نسب 44 واسطوں سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔“ (2)

خاندانی پس منظر و ابتدائی حالات

”آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا۔ بچپن ہی میں آپ سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ آپ کی پرورش، تعلیم و تربیت آپ کے برادر معظم سید محمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور سولہ سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کر کے انہی کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔“ (3)

”سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی، چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی ان تمام سلسلوں میں اجازت بیعت حاصل ہے۔“ (4)

تدریسی زندگی

”1930ء میں سند فراغت پانے کے بعد باقاعدہ عملی زندگی میں قدم رکھا چنانچہ آپ 1349ھ بمطابق 1930ء میں مرکز الاولیاء لاہور تشریف لائے اور استاذ العلماء والحدیثین حضرت علامہ سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری، مفسر قرآن حضرت سید ابوالحسنات محمد احمد

قادری اور مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید ابوالبرکات احمد قادری جیسی جلیل القدر علمی ہستیوں کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔“ (5)

جامعہ نعمانیہ میں تدریس

”مرکز الاولیاء لاہور میں مختلف علماء و مشائخ کی صحبت میسر رہی اسی اثنا میں ایک دن جامعہ نعمانیہ تشریف لے گئے وہاں ایک درجے میں مولانا حافظ محمد جمال کے ساتھ علمی مکالمہ ہوا تو وہ آپ کی جودت طبع اور استحضار مسائل کے ملکہ سے بہت متاثر ہوئے اور مہتمم جامعہ کے سامنے آپ کی قابلیت کا ذکر کیا، مہتمم صاحب نے آپ کو جامعہ نعمانیہ میں تدریس کی پیش کش کی جسے آپ نے اپنے برادر معظم علامہ سید محمد خلیل شاہ کاظمی کی اجازت سے قبول فرمایا۔ میدان تدریس میں آپ کی قابلیت و مہارت اور طلبہ کے آپ کی طرف میلان کا نتیجہ تھا کہ ایک وقت میں اٹھائیس اسباق کی تدریس بھی آپ کا معمول رہی تو آپ نے 1930ء میں باقاعدہ تدریس کا آغاز فرمایا اور آپ نے یہ سلسلہ تدریس ساری زندگی مختلف مقامات پر جاری رکھا۔“ (6)

درس قرآن

”نومبر 1935ء میں آپ نے جامع مسجد فتح شیر بیرون لوہاری دروازہ میں درس قرآن کا آغاز فرمایا آپ کی استقامت پر لاکھوں سلام کہ ایک دن بھی درس قرآن کا ناغہ یا تاخیر نہ فرمائی آپ نے مسلسل اٹھارہ برس تک اسی مسجد میں درس قرآن فرمایا صرف بسم اللہ شریف پر چھ ماہ درس دیا۔“ (7)

انوار العلوم کی بنیاد

”1935ء میں آپ ملتان تشریف لے آئے اور مدرسہ انوار القرآن کی بنیاد رکھی۔ الحمد للہ آج یہ دارالعلوم پاکستان کے شمالی اداروں میں سے ایک ہے اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے ہزاروں علماء ملک کے کونے کونے میں خدمت دین میں مصروف

ہیں۔“ (8)

جامعہ اسلامیہ، بہاولپور میں

”محکمہ اوقاف نے علوم اسلامیہ کے تخصص اور تحقیق کے لئے بہاولپور میں جامعہ اسلامیہ کو قائم کیا، اس جامعہ کے شعبہ حدیث میں بلند پایہ محقق اور ماہر حدیث کی ضرورت تھی جو اس میں قومی دسترس رکھتا ہو محکمہ اوقاف نے آپ سے شیخ الحدیث کا منصب قبول کرنے کی درخواست کی اگرچہ انوار العلوم کو چھوڑنا آپ کے لئے بار خاطر تھا تاہم جامعہ اسلامیہ میں اہلسنت کی نمائندگی اور مسلک کے تحفظ کی خاطر آپ نے یہ عہدہ قبول کر لیا اور بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ آپ کا یہ فیصلہ بروقت اور صحیح تھا آپ نے 1963ء سے 1974ء تک جامعہ اسلامیہ میں شعبہ حدیث کے سربراہ کی حیثیت سے کام کیا، ان گیارہ سالوں میں سنی طلباء کو آپ کی وجہ سے اپنے حقوق کے حصول میں انتہائی آسانی رہی اور کئی اسامیوں پر سنی علماء کا تقرر ہوا۔“ (9)

غزالی زماں کی قومی و ملی خدمات

تحریک پاکستان

”حضرت علامہ کاظمی صاحب نے برصغیر کے مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کے قیام کے لئے بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، مسلم لیگ سے قیام پاکستان کی توثیق کے لئے بنارس کانفرنس میں شرکت کی، جس زمانہ میں کانگریسی اور احراری علماء سردھڑ کی بازی لگا کر پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے، اس وقت حضرت علامہ کاظمی صاحب حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی، پیر سید جماعت علی شاہ صاحب، مولانا ابوالحسنات، مولانا عبدالحمید بدایونی اور مولانا عبدالغفور ہزاروی کی رفاقت میں الگ قومیت اور آزادی پاکستان کے لئے مساعی مسلسل اور جہد پیہم کر رہے تھے۔“ (10)

مسلم لیگ اور جمعیت علمائے پاکستان میں کردار

”آپ نے تحریک پاکستان میں بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مسلم لیگ کے اسٹیج سے قیام پاکستان کے جلسے کرتے رہے۔ 1946ء میں قرارداد پاکستان کی توثیق کے لئے بنارس کی آل انڈیا سٹی کانفرنس میں شرکت کی۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے جمعیت علمائے پاکستان کی بنیاد رکھنے کے لئے ملتان میں علمائے اہلسنت کا کنونشن بلایا۔ جس میں مولانا ابوالحسنات کو صدر اور آپ کو جمعیت کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔“ (11)

غزالی زماں کا لقب

آج کل یہ وباعام ہے کہ کوئی بھی شخص اپنے آپ کو جو چاہے لقب دے دیتا ہے اور اس کے لئے ایک عام طریقہ تو یہ ہے کہ اپنے مریدین سے کہلوانا شروع کر دیا جائے یا اپنے شاگردوں کے ذریعے عوام میں عام کر دیا جاتا ہے۔ لیکن علمائے ربانیین کا یہ وطیرہ نہیں ہے، چنانچہ آج جو علامہ کاظمی صاحب اپنے نام کے بجائے القابات سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے:

”حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علمی اعتبار سے ایک بلند درجہ پر فائز تھے اس کا ایک حد تک اندازہ تو صرف ایک اسی امر سے عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ کو وقت کے ایک بہت بڑے محدث ممتاز مفسر قرآن صاحب سلسلہ شیخ طریقت حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”غزالی زماں“ کا خطاب دیا اور انہوں نے یہ خطاب ایک جلسہ عام میں دیا جس میں کم از کم ڈیڑھ سو جید علماء اور دانشوران عصر موجود تھے۔“ (12)

تصانیف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف بلند پایہ خطیب و مقرر اور یکتائے روزگار مناظر تھے بلکہ تحریر و تصنیف میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریر کے ساتھ ساتھ کتب

بھی عوام و خواص میں بے حد مقبول ہیں۔ جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

☆ امتناع کذب کے موضوع پر زمانہ طالب علمی میں آپ نے ایک رسالہ لکھا، جس کا نام ”تسیح الرحمن عن الکذب والنقصان“ ہے۔

☆ قوالی سننے کے جواز پر ”مزیلۃ النزاع عن مسئلۃ السماع“ تحریر فرمایا، یہ رسالہ عرصے سے نایاب ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے موضوع پر دو حصوں میں ”تسکین الخواطر“ تحریر فرمائی۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے اثبات میں ایک رسالہ ”انباء الاذکیا“ کا ترجمہ فرمایا۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج پر ”معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے نام سے ایک رسالہ لکھا، جو مقبول خاص و عام ہے۔

☆ میلاد کے موضوع پر ”میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ علم غیب کے اثبات پر ”تقریر منیر“، حدیث پر ”حجیت حدیث“، رد عیسائیت میں ”اسلام اور عیسائیت“، مولانا مودودی کے بارے میں ”مکالمہ کاظمی و مودودی“، قربانی پر ”تحقیق قربانی“، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کی عبارات پر تنقید و تبصرہ ”مسئلہ ظل النبی پر تحقیقی نظر اور دلائل نفی و اثبات کا جائزہ“ کے نام سے کیا۔ ”الحق المبین“ کے نام سے مسلک حق اہلسنت کی وضاحت کے لئے آسان انداز میں رسالہ تحریر فرمایا۔

تفضیل جبریل کے موضوع پر ”التحریر“ تصنیف فرمائی اور اس کی شرح ”التقریر“ کے نام سے لکھی۔

”اسلام اور سوشلزم“ اور ”طلباء کا اسلامی کردار“ وغیرہ کتابچے لکھے۔ اس کے علاوہ کتاب التراویح، التبشیر والتخیر، فتویٰ حنفی، آئینہ مودودیت وغیرہ کتب بھی قابل ذکر ہیں۔

چند مشہور و نامور تلامذہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کا سلسلہ بے حد وسیع ہے، اس مضمون میں سب کے اسماء کا اندراج تو نہیں ہو سکتا البتہ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری، مولانا خورشید احمد، مولانا محمد حسن حقانی، حضرت مولانا منظور احمد فیضی، حضرت مولانا عبدالمجید اویسی، حضرت مولانا غلام سرور قادری، حضرت مولانا عبدالقادر خانیوال، حضرت پیر محمد پشاور، حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی نظامی ملتان، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، حضرت مولانا محمد مقصود احمد صاحب لاہور، حضرت مولانا محمد فرید ہزاروی، حضرت مولانا سید سعادت علی قادری، غلام رسول سعیدی۔

وفات حسرت آیات

”بالآخر علم و عمل اور شریعت و طریقت کا یہ آفتاب 25 رمضان المبارک 1406ھ بمطابق 4 جون 1986ء بروز بدھ ملتان کی زمین میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔“ (13)

غزالی زماں کی بارگاہ میں محدث اعظم کا خراج تحسین

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور ان کی صحبت سے جب ممکن ہو فیضیاب ہوتے تھے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”حضرت علامہ بے حد منکسر المزاج اور متواضع شخصیت کے مالک ہیں، جس شخص کو بھی آپ کے ساتھ کچھ روز گزارنے کا اتفاق ہوتا ہے وہ آپ کے حسن اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا ہے، طبیعت میں سوز و گداز ہے، درس حدیث کے وقت اکثر آنکھیں اشکبار رہتی ہیں، ایک بار سراج العلوم خانپور کے سالانہ جلسہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے کہ عجب سماں تھا پنڈال میں ہزاروں کی تعداد میں سامعین بیٹھے ہوئے تھے اور سب کی آنکھوں سے سیل اشک جاری تھا۔ اسی حال میں آپ دوران تقریر اسٹیج سے گر پڑے ہر شخص پر رقت کا عالم طاری تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں لوگوں کی

آنکھوں سے آنسو تھمتے نہ تھے، ہچکیوں میں ڈوبی ہوئی آوازیں بے اختیارانہ چیخیں، اشکوں کا سیل رواں اور پرسوز نالے۔ غرض تمام سامعین پر عجب قسم کی از خود وارفتگی طاری تھی۔“ (14)

اپنے پیر و مرشد، غزالی زماں کے بارے میں اپنے دلی لگاؤ کا کچھ یوں اظہار کرتے ہیں:

”حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ کے نام جن کی ساری زندگی اخلاص اور للہیت کے ساتھ علم حدیث کی خدمت میں گزر گئی۔ مستقبل کا مورخ جب بھی چودھویں صدی کے محدثین کا تذکرہ لکھے گا تو وہ آپ کے ذکر کے بغیر ناتمام رہے گا۔ میں اس تذکرۃ المحدثین کو محدث اعظم حضرت علامہ احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کے نام سے معنون کرتا ہوں۔“ (15)

ایک دوسرے مقام پر اپنے مرشد گرامی کی خدمت میں ان الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

”غزالی زماں، رازی دوراں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سرمایہ افتخار، محدث بے بدل، فقیہ اور عظیم ترین محقق ہیں، انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ علم حدیث کی خدمت میں گزارا ہے۔ مختلف علمی موضوعات پر تحقیقی تصنیفات سپرد قلم کی ہیں، سینے میں ملت کا گہرا درد رکھتے ہیں اور ہر ضرورت کے موقع پر ملک اور قوم کے لئے گراں بہا قربانیاں دی ہیں، مسلک سے والہانہ لگن اور اہلسنت کے حقوق کی پامالی پر ہمیشہ مضطرب رہتے ہیں۔ سنیوں کی تنظیم کے لئے بارہا کوششیں کی ہیں اس سلسلے میں ملک کے طول و عرض میں متعدد دورے کیے اور مختلف انواع کی مساعی مشکور ہیں۔ حضرت علامہ بے حد منکسر المزاج اور متواضع شخصیت کے مالک ہیں، جس شخص کو بھی آپ کے ساتھ چند روز گزارنے کا اتفاق ہوتا ہے، وہ آپ کے حسن اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا ہے، طبیعت میں سوز و گداز ہے، درس حدیث کے وقت آنکھیں اشکبار رہتی ہیں۔

اس زمانہ میں جب علم و عمل میں بپگانگی ہے اور واعظوں کی لئے بھی عمل کرنا دشوار

ہے، نفس حاوی ہوتا جا رہا ہے، مطلب پرستی اور خود غرضی کا دور دورہ ہے، جب بے عملی کی دھند کثیف اور گمراہی کے اندھیرے گھمبیر ہوتے چلے جا رہے ہیں ایسے میں حضرت کا وجود پیروی سنت کی مشعل بن کر سیرت کا نور پھیلا رہا ہے۔

حضرت کی پوری زندگی دین و ملت کی خدمت سے عبارت ہے آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، شریعت پر استقامت اور متابعت سنت کا ذوق ابھرتا ہے، آپ کے پاس بیٹھنے سے سینہ میں عشق رسول ﷺ کی بجلیاں کوندنے لگتی ہیں اور آپ کی گفتگو سن کر دل خوفِ الہی سے پگھل جاتا ہے۔“ (16)

غزالیٰ زماں کے انتقال پر اس وقت کے ارباب اقتدار کے تاثرات الغرض کہ علامہ کاظمی صاحب ایک عظیم محدث، شفیق استاذ، بے مثل محقق، رئیس القلم، داعی حق، غیر متعصب شخصیت اور ایک سیاسی مفکر کی حیثیت سے نہ صرف علمی بلکہ سیاسی اور حکومتی حلقوں میں بھی جانے جاتے تھے، جس کا منہ بولتا ثبوت یہ قیمتی تاثرات ہیں، جو ان کی وفات پر 1986ء میں ملک پاکستان کی نامور شخصیات نے رقم کیے۔

سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم)

”علامہ احمد سعید کاظمی ایک ممتاز مسلمان مفکر تھے جو اپنی پاکبازی، راستی اور دینی امور میں غیر جانبدارانہ نظریات کے باعث اعلیٰ مقام رکھتے تھے، وہ اسلامی روایات کی روشن مشعل تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ دین میں صرف کر دی۔ ایک آزمودہ کار مسلمان رہنما کی حیثیت سے ان کے عقیدت مند بڑی تعداد میں ہیں، ان کی موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پُر کرنا کبھی آسان نہ ہوگا۔“ (17)

سابق وزیر اعظم محمد خان جو نیجو (مرحوم)

”مولانا احمد سعید کاظمی ایک بلند پایہ عالم دین تھے انہوں نے اسلام کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا تا دیر پُر نہیں ہو سکے گا۔“ (18)

مخدوم سجاد حسین قریشی (سابق گورنر پنجاب)

”حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی ایک نامور عالم دین، عظیم مفسر محقق اور روحانی شخصیت تھے۔ اپنے تقویٰ، پرہیزگاری، دینی و مذہبی معاملات میں غیر جانبداری کی وجہ سے آپ کی شخصیت ہر دلعزیز تھی۔ انہوں نے نہ صرف اپنی تمام زندگی دین و اسلام کی ترویج میں گزاری بلکہ ایسے ہزاروں شاگردوں کی تربیت بھی کی جو اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے مصروف ہیں۔ آپ ایک ممتاز اسکالر تھے، دینی فروغ کے لیے آپ کی خدمات نہایت وسیع اور ناقابل فراموش ہیں۔ آپ نے قیام پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کی وفات سے دنیائے اسلام ایک عالم باعمل مفسر اور شیخ الحدیث سے محروم ہو گئی ہے۔“ (19)

میاں محمد نواز شریف (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب)

”حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کی وفات کی خبر سن کر بہت دکھ ہوا۔ ان کی وفات کے باعث ہم ایک ممتاز عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں۔ جو زندگی بھر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سرگرم عمل رہے، آپ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے شعبہ حدیث کے سربراہ اور بعد میں اسلامی نظریاتی کونسل کے بانی رکن کی حیثیت سے جو خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی۔“ (20)

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے اساتذہ گرامی کو خراج تحسین

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے وقت کے جید اہل علم اور مختلف فنون میں مہارت تامہ رکھنے والے اہل علم سے اپنے آپ کو سیراب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تبیان الفرقان میں اس ترتیب سے اپنے اساتذہ کا ذکر فرماتے ہیں۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ گرامی

- 1۔ استاذ العلماء مولانا محمد نواز اویسی رحمۃ اللہ علیہ (رحیم یار خان)
- 2۔ استاذ گرامی مولانا حافظ عبد المجید اویسی رحمۃ اللہ علیہ (لیاقت پور)
- 3۔ استاذ العلماء مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)
- 4۔ مولانا عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)
- 5۔ مفتی عزیز احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)
- 6۔ استاذ العلماء فخر المناطقہ مولانا حافظ عطا محمد بند یا لوی رحمۃ اللہ علیہ (مدرسہ امدادیہ مظہریہ، بندیاں شریف)
- 7۔ استاذ گرامی مولانا ولی النبی رحمۃ اللہ علیہ (مردان)
- 8۔ مولانا مختار احمد رحمۃ اللہ علیہ (لاہل پور)۔

متعدد مشائخ سے سند حدیث کا حصول

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے یکتائے زمانہ حضرات سے سند حدیث حاصل کی۔ خود آپ اس کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں۔ حافظ عطا محمد بند یا لوی (متوفی 1419ھ)، مفتی محمد حسین نعیمی (متوفی 1998ء)، مولانا محمد یونس نعیمی، غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی (1986ء) سے تحریر روایت حدیث کی سند حاصل کی۔

ملک العلماء رئیس المناطقہ علامہ عطا محمد بند یا لوی رحمۃ اللہ علیہ (21)

نام و نسب

آپ کا نام عطا محمد ہے، والد کا نام ملک اللہ بخش ہے، آپ کا سن ولادت 1334ھ بمطابق 1916ء ہے، آپ کی جائے پیدائش پدھڑا، تحصیل و ضلع خوشاب، پنجاب ہے، اور لقب ملک العلماء ہے

ملک العلماء کے اساتذہ

آپ نے اپنے وقت کے نامور اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، جن میں حافظ الہی بخش سے آپ نے ضلع چکوال کے مدرسہ میں تین سال میں حفظ قرآن پاک کیا، اس کے علاوہ علوم دینیہ کے حصول کے لئے جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیاں شریف، جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور، جامعہ نعمانیہ لاہور اور دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کا رخ کیا، آپ کے اساتذہ میں قاضی محمد بشیر سٹالوی، علامہ یار محمد بند یا لوی، مولانا مہر محمد اچھروی علیہ الرحمۃ قابل ذکر ہیں۔ آپ کا زمانہ تدریس تقریباً دس سالوں پر محیط ہے۔

سلسلہ ارادت

آپ کے پیر و مرشد میں پیر سید مہر علی شاہ اور پیر سید غلام محی الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ جن کی نسبت سے آپ کے نام کے ساتھ چشتی گوڑوی لکھا جاتا ہے۔

تدریسی خدمات

آپ کو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے خصوصی علوم و دیعت ہوئے تھے اور آپ نے تمام عمر علوم ظاہری و باطنی کی ترویج و اشاعت میں صرف کی اور تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ منصب تدریس و افتاء پر فائز رہے۔ آپ نے مختلف اداروں کو شرف بخشا، جن میں جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں 2 سال، دارالعلوم حزب الاحناف لاہور 1 سال، مدرسہ رحمانیہ رانیاں ضلع حصار 1 سال، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف 1 سال، دارالعلوم ضیائے شمس

الاسلام سیال شریف 8 سال، وڑچھ شریف 2 سال، جامعہ حامدیہ رضویہ گلشن رضا کراچی 3 سال، مکھڈ شریف 3 سال، بھکی شریف 3 سال، جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف 1 سال، جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیاں شریف (تقریباً) 25 سال، قابل ذکر ہیں۔

ملی و قومی خدمات

آپ نے تدریس کے علاوہ مذہبی و سیاسی قیادت بھی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے رکن اسلامی نظریاتی کونسل، تنظیم المدارس اہلسنت کی نصابی کمیٹی اور مجلس عاملہ کے رکن، جماعت اہلسنت پاکستان کے امیر، جمعیت علمائے اسلام کے سینئر نائب صدر، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مثالی کردار ادا کیا۔

وصال پر ملال

آپ رحمۃ اللہ علیہ 4 ذوالقعدہ 1419ھ بمطابق 21 فروری 1999ء بروز اتوار بوقت صبح 9 بجے اس دار فانی سے کوچ کر گئے، آپ کی نماز جنازہ 22 فروری 1999ء بروز سوموار بوقت صبح 11 بجے، ڈھوک ڈھمن ضلع خوشاب میں آپ کے شاگرد رشید خواجہ حافظ حمید الدین سیالوی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف، سرگودھا) کی امامت میں لاکھوں مجاہدین و معتقدین نے ادا فرمائی۔

اوصاف جمیلہ

بے حد سادہ لباس آپ کی سادگی کی منہ بولتی تصویر، علم و عمل کی زندہ تفسیر، سراپا اخلاص و ایثار، پابند شریعت، محب طریقت، عاجزی اور انکساری آپ کا اوڑھنا بچھونا، نہایت خوش اخلاق، ملنسار، متواضع۔

تصانیف

سیف العطا، رویت حلال کی شرعی تحقیق، سفرنامہ بغداد، تحقیق الفرید فی تراکیب کلمۃ التوحید، تحقیق ایمان ابوطالب، قوالی کی شرعی حیثیت، عقیدہ اہلسنت، مسئلہ حاضر و ناظر،

اذان سے قبل اور بعد درود شریف کا بیان، دیۃ المراءۃ، تحقیق وقت افطار، صرف عطائی، مسئلہ امامت کبریٰ، مسئلہ سود

مقالہ جات

درس نظامی کی ضرورت و اہمیت، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، عورت کی حکمرانی، شان اولیا، مسلمانوں پر جہاد، مسئلہ سیاہ خضاب وغیرہ
اسلامی نظریاتی کونسل میں لکھے گئے مقالہ جات میں مسئلہ تصویر کی شرعی حیثیت قابل ذکر ہے۔

نامور تلامذہ

خواجہ حافظ محمد حمید الدین سیالوی (سیال شریف)

علامہ شاہ عبدالحق چشتی گولڑوی (جانشین حضور قبلہ بابو جی گولڑہ شریف)

صاحبزادہ محمد عبدالحق بندیا لوی (بندیال شریف)

شارح بخاری علامہ مولانا غلام رسول رضوی (فیصل آباد)

شارح بخاری و مسلم علامہ غلام رسول سعیدی (کراچی)

مولانا محمد اشرف سیالوی (سرگودھا)

علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)

مولانا علی احمد سندیلوی مدظلہ (لاہور)

ڈاکٹر مولانا محمد اشرف آصف جلالی (لاہور)

مولانا محمد اللہ بخش سیالوی (واں پھراں)

مفتی محمد ابراہیم قادری (سکھر)

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری (بصیر پور)

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

مفتی شاہ حسین گردیزی صاحب

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے اساتذہ گرامی کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کے ساتھ انتہائی قلبی لگاؤ اور ادب و احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی شخصیات اور خدمات کا اپنی تحریروں میں جا بجا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اسی انسیت اور محبت کی وجہ سے اپنی کتابوں کو انہی مبارک ہستیوں سے منسوب کرتے ہوئے کچھ اس طرح ذکر کرتے ہیں:

”بگرامی خدمت اساتذی و استاذ العلماء فخر المحققین مولانا عطاء محمد چشتی (بندیال)

جن کی شفقت کو میں آج تک نہیں بھلا سکا۔ جن کے فیضان نظر سے نجانے کتنے ذرے آسمان علم پر چمکے اور چھا گئے، جن کی تعلیم و تربیت نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں کچھ پڑھ سکوں، پڑھا سکوں اور لکھ سکوں۔ آج بھی جسے علم کی واقعی پیاس ہوتی وہ انہی کے چشمہ فیض تک پہنچتا ہے۔“ (22)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے حصول علم دین کے لئے جس شخصیت کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، اپنی ایک کتاب کو انہی کی طرف منسوب کرتے ہوئے کچھ اس طرح رقمطراز ہیں۔

”میں اپنی اس تالیف کو سب سے پہلے استاذ حضرت علامہ مولانا عبدالحمید اویسی کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، جو میرے سب سے پہلے استاذ ہیں، جن کی بے پناہ شفقتوں سے میں علم دین کو کما حقہ حاصل کرنے کے قابل ہوا۔ آج جب بھی ان کا انداز لطف و کرم یاد آتا ہے تو آنکھیں پُر نم ہو جاتی ہیں۔“ (23)

علامہ عطاء محمد بندیا لوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں:

”میرے استاذ ذی وقار انتہائی سادہ منکسر المزاج اور بے حد متواضع شخصیت کے مالک تھے، آپ کی بارگاہ میں خوشاب کا ڈپٹی کمشنر آیا کسی سوال کا جواب اسے مطلوب تھا آپ نے اسے نہایت آسان لفظوں میں مطمئن کر دیا تو وہ کہنے لگا حضرت آپ کا انداز بہت سہل ہے۔ (آپ نے جواباً ارشاد) فرمایا کہ اسلام خود بہت سہل ہے۔“ (24)

معاصرین، تلامذہ اور خدام کے لئے کلمات تشکر

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ (الحدیث) (25)

آپ کی شخصیت میں شکر گزاری، محسن کے احسان کو ماننا، اس کا ذکر کرنا، اسے یاد رکھنا اور اس کے لئے دعا کا اہتمام کرنا، آپ کی تحریروں میں جا بجا نظر آتا ہے۔ چنانچہ 2008ء میں ماہنامہ افتخار کو دیئے ہوئے انٹرویو میں آپ نے فرمایا:

”قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ علمائے کرام پر بے حد مہربانیاں فرماتے تھے، وہ مجھ پر بے حد شفیق تھے، وہ جب بھی دارالعلوم نعیمیہ تشریف لاتے، مجھ سے محبت آمیز باتیں کرتے، میرا حوصلہ بڑھاتے، میرے کام کو سراہتے۔ مجھے ایک دفعہ تاریخ دمشق کی ضرورت تھی جس کی قیمت اس وقت تقریباً ہزار روپے تھی۔ میں نے اس کا ذکر پروفیسر شاہ فرید الحق سے کیا، پروفیسر شاہ فرید الحق نے اس کا ذکر علامہ شاہ احمد نورانی سے کیا، انہوں نے فوراً 40 ہزار روپے کا ڈرافٹ بھیج دیا اور فرمایا کہ مزید جس بھی کتاب کی ضرورت ہو میں حاضر ہوں۔ وہ علماء کی سرپرستی فرماتے تھے اور علمی کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کے سامنے اگر کوئی میری تحریروں کی مخالفت کرتا تو وہ دلائل سے اس کا رد کرتے۔“ (26)

آپ دوران انٹرویو ذکر کرتے ہیں۔

”میرے شاگرد مولانا محمد اسماعیل نورانی ان (علامہ شاہ احمد نورانی) کے مرید ہیں، قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی مولانا اسماعیل کی بہت تحسین فرماتے اور میرا بھی حوصلہ بلند کرتے رہتے۔“ (27)

• اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنے معاصرین کا ذکر اور ان کی خدمات کا اعتراف تبیان الفرقان کے آغاز میں کیا ہے، جن میں پیر محمد کرم شاہ الازہری، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مفتی عبدالحکیم شرف قادری، مفتی شجاعت علی قادری، مفتی حسن حقانی، مفتی محمد حسین نعیمی رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ جن میں سرفہرست مفتی اعظم پاکستان ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ تبیان الفرقان میں فرماتے ہیں:

”میں مفتی اعظم پاکستان علامہ منیب الرحمن زید فضلہم کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس تفسیر کی تصنیف کے دوران متعدد مشوروں سے نوازا اور دارالعلوم نعیمیہ میں مجھے رہائش کی بہت سہولتیں عطا فرمائیں جن کی وجہ سے میرے لئے اس تفسیر کے کام کو جاری رکھنا بے حد آسان ہو گیا۔“ (28)

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مدظلہ کے بارے میں نعم الباری میں لکھتے ہیں:

”سب سے زیادہ میرے تشکر کے مستحق حضرت مفتی اعظم پاکستان پروفیسر الحاج مفتی منیب الرحمن مہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی، چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان، صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، صدر جامع مسجد اقصیٰ کراچی کی ذات گرامی ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی بے پناہ محبت و شفقت اور ان کے بے کراں اخلاص نے مجھے اس پیرانہ سالی اور انواع و اقسام کے امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود یہ حوصلہ اور ولولہ دیا کہ میں نے ان کی سرپرستی میں پہلے 7 مجلدات پر مشتمل شرح صحیح مسلم لکھی جس کی مجموعی ضخامت تقریباً 9000 صفحات ہے، پھر 12 جلدوں پر مشتمل تفسیر تبیان القرآن لکھی، جس کی مجموعی ضخامت تقریباً 13000 صفحات ہے اور اس کے بعد 16 جلدوں پر مشتمل صحیح البخاری کی شرح نعمۃ الباری و نعم الباری لکھی جو تقریباً 16000 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور اب میں الحمد للہ علی احسانہ ایک نئے انداز سے قرآن مجید کی تفسیر تبیان الفرقان لکھنے میں مصروف ہوں اور بفضلہ تعالیٰ پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔“ (29)

(حضرت نے اپنے انتقال پر ملال سے پہلے سورہ یسین تک تفسیر مکمل فرمائی اور پانچویں جلد کے تقریباً 400 صفحات مکمل ہوئے ہیں)۔ (30)

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے انتہائی قریبی رفیق اور ہم سبق علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

”علامہ شرف الملتہ والدین کی یوں تو متعدد تصانیف ہیں جو بارہا شائع ہو کر قبول عام

کی سند حاصل کر چکی ہیں، لیکن ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے جس کا نام ”انوار الفرقان فی ترجمہ معانی القرآن“ ہے، یہ ترجمہ وہ اپنی زندگی میں مکمل فرما چکے تھے لیکن شائع نہیں ہوا تھا۔ اب ان کے وصال کے تقریباً 7 سال بعد 2015ء کے اوائل میں شائع ہو کر منظر عام پر آچکا ہے اور اس کو شائع کرانے کا سہرا آپ کے صاحبزادہ ڈاکٹر ممتاز احمد سعیدی الازہری زید علمہ کے سر ہے۔“ (31)

یہی نہیں بلکہ آپ طلباء اور دیگر معاونین و مجبین کا ذکر بھی بہت ادب کے ساتھ کرتے ہیں۔ اپنے خدمت گزاروں کو بھی آپ بارہا سراہتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے، جب راقم (ڈاکٹر محمد عطف اسلم) کی 2011ء میں اپنے Ph.D کے موضوع کے حوالہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اظہار مسرت بھی فرمایا اور ڈھیر ساری دعاؤں سے بھی نوازا۔

چند مشہور و نامور تلامذہ

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ 1966ء سے مسند تدریس پر فائز ہیں۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ یورپ، امریکہ اور افریقہ کے دور دراز ملکوں تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ سے اکتساب علم و فیض کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور یہاں اپنے استاذ محترم کے علم و فیض کو چہار دانگ عالم میں پھیلا رہے ہیں اور آپ کے لئے باعث اجر عظیم اور صدقہ جاریہ ہیں۔ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری تصنیف تبیان الفرقان میں خصوصیت کے ساتھ اپنے بعض تلامذہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے، جن میں سید محمد اشرف، ڈاکٹر صاحبزادہ سید جمیل الرحمن شاہ، صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن محبوبی، علامہ غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی، مولانا حافظ محمد واحد بخش غوثوی، مولانا عارف حسین اشرفی سعیدی، مولانا حکیم عبدالجمید، مولانا عبداللہ سلطانی، مولانا حافظ اشرف چوہدری، مولانا منور احمد نعیمی، مولانا ابوشجاع احمد علی جیبی سعیدی، مولانا حافظ علی عمران صدیقی، سید محمد نذیر شاہ، مولانا محمد عبداللہ نورانی، مولانا محمد صابر حسین نورانی، مولانا سید محمد علی شاہ قادری، مولانا حافظ محمد ناصر خان چشتی، مولانا حافظ عنایت اللہ نعیمی، مفتی محمد اسماعیل نورانی، محمد عرفان المانی، مولانا حافظ ابرار

احمد، مولانا قاری بہادر خان چترالی، مولانا آثار اللہ، مولانا حافظ مفتی حکیم سید محمد سفیان علی شاہ، مولانا حافظ محمد اویس نقشبندی، حافظ محمد جمشید ہاشمی، مولانا حافظ محمد عبداللہ، مولانا حافظ شفیق الرحمن، مولانا حافظ عبدالجید، حافظ محمد عثمان شاہ، محمد منور علی شیخ شامل ہیں۔

نوٹ: ان حضرات کے تفصیلی تعارف کے لئے تبیان الفرقان کی پہلی جلد کا مطالعہ مفید رہے گا۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خدام

اس کے علاوہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں کے بعد خدام خاص کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ جن میں مولانا محمد اعظم، مولانا حافظ محمد اکرام اللہ، حافظ محمد جمشید ہاشمی، مولانا حافظ مختار احمد، مولانا حافظ وقار الحسن، مولانا حافظ شفیق الرحمن القادری، مولانا حافظ عبدالجید چانڈیو، اور مولانا حافظ محمد عاطف شامل ہیں۔ شاگرد قارئین کو پڑھ کر یہ تعجب ہو کہ اتنے لوگ ایک وقت میں حضرت کے ساتھ ہوتے تھے، مگر ایسا نہیں ہے حضرت نے وہ تمام حضرات جنہوں نے مختلف وقتوں میں دوران طالب علمی یا اس کے بعد جس انداز سے بھی حضرت کی خدمت کی، آپ نے اسے یاد رکھا اور اس کے نام و احوال کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

- 1- مقالات کاظمی ملخصاً، ص 11
- 2- بیسویں صدی کی عہد ساز شخصیت، ماہنامہ السعید بحوالہ حیات غزالی زماں، ص 28
- 3- اکابر تحریک پاکستان، ص 105
- 4- مقالات کاظمی ملخصاً ص 12
- 5- محولہ بالا
- 6- محولہ بالا
- 7- محولہ بالا
- 8- اکابر تحریک پاکستان، ص 106
- 9- محولہ بالا
- 10- محولہ بالا
- 11- محولہ بالا
- 12- حیات غزالی زماں، ص 89
- 13- تحریک پاکستان اور علمائے کرام، ص 420
- 14- مقالات کاظمی ج 1، ص 10-11
- 15- تذکرۃ المحدثین، ص 3
- 16- حیات سعید ملت، ص 23
- 17- ایضاً ص 219
- 18- محولہ بالا
- 19- حیات غزالی زماں، ص 222
- 20- ایضاً ص 222-223
- 21- ملخصاً ذکر عطاء فی حیات استاذ العلماء، ص 45 تا 50
- 22- مقالات سعیدی، ص 16
- 23- مقام ولایت ونبوت، ص 5
- 24- ذکر عطانی حیات استاذ العلماء، ص 293
- 25- سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 1962، ج 3، ص 384
- 26- ماہنامہ افق، ص 17

27۔ محولہ بالا

28۔ تبیان الفرقان ج 1، ص 1005

29۔ ایضاً، ج 1، ص 55-56

30۔ نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج 16، ص 1024

31۔ تبیان الفرقان ج 1، ص 58

باب سوم

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاصرین کی نظر میں

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے معاصرین کی نظر میں

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو نہ صرف آپ کے ہم مسلک و ہم مشرب اہل علم نے سراہا بلکہ آپ کی خدمات دینیہ کو ہر طبقہ اور ہر مسلک کے ممتاز و جید علماء سے پزیرائی حاصل ہوئی۔ ”شرح صحیح مسلم“ جو آپ کا اولین علمی و تحقیقی شاہکار ہے، ہر طبقہ میں معروف و مشہور ہے اور ہر سطح پر اسے پزیرائی حاصل ہوئی ہے، اس پر ملکی و بیرون ملک مختلف اخبار و جرائد میں اہل علم کے تبصرہ شائع ہوتے رہے ہیں، اس کتاب کی باقاعدہ تقریب رونمائی بھی کی گئی جس میں مدارس و جامعات کی ممتاز و معروف شخصیات نے اپنے گرانقدر خیالات پیش کیے، شرح صحیح مسلم کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ صرف پاکستان سے ہی نہیں بلکہ پور بندر، گجرات انڈیا مرکز اہلسنت برکات الرضا نے بھی اس شرح کو شائع کیا ہے، جب کہ تبیان القرآن کو ادبی دنیا، میا محل، دہلی انڈیا نے بھی شائع کیا ہے۔ لہذا اس بات کو مناسب خیال کیا کہ علامہ سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس شرح اور پہلی تفسیر ”تبیان القرآن“ کے حوالہ سے اہل علم کے تاثرات و آراء کو پیش کیا جائے تاکہ قارئین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات و تالیفات کی بے پناہ اہمیت و افادیت اور ان کی مقبولیت کا اندازہ لگا سکیں۔ چنانچہ پہلے ان احباب کی تقاریظ و تجاویز شامل کی گئیں ہیں جو آپ کے ہم مسلک و ہم مشرب ہیں، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری

☆ علامہ سید محمود احمد رضوی

☆ مفتی منیب الرحمن

☆ صاحبزادہ مولانا محمد حبیب الرحمن محبوبی

☆ علامہ محب اللہ نوری

☆ علامہ سید حسین الدین شاہ

شرح صحیح مسلم اور معاصرین علماء

مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری (متوفی 1993ء)

بانی و سابق شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی و

سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

”ذوالحجہ والکرم، حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی زیدت مکارہم، جلیل القدر محدث، فقیہ، مدرس، خطیب اور صاحب طرز مصنف و محقق ہیں، آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ کے فاضل تلامذہ جو پاکستان اور بیرون پاکستان اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں، اور آپ کی گراں قدر تصانیف جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل چکی ہیں، آپ کا بہترین تعارف ہیں۔“

اور بلاشبہ ”دارالعلوم نعیمیہ دستگیر کالونی کراچی“ کی یہ خوش قسمتی ہے کہ علامہ موصوف ایک عرصہ سے اس دارالعلوم میں حدیث و تفسیر اور فقہ اسلامی کی تعلیم دے رہے ہیں، اور ساتھ ہی ”صحیح مسلم“ کا اردو ترجمہ اور اس کی شرح کے کام میں مصروف ہیں۔۔۔۔۔

فقیر نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باعث اس شرح کو مکمل نہیں پڑھا ہے، مگر بقدر ضرورت اس کے اہم مقامات سے استفادہ کا شرف ضرور حاصل کیا ہے۔ دوران مطالعہ جو خوبیاں اس کی ابھر کر سامنے آئی ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ احادیث کا با محاورہ اردو ترجمہ

۲۔ ہر باب میں آنے والی احادیث کی مختصر تشریح، تاکہ پڑھنے والے کے ذہن میں متعلقہ باب کی احادیث کے بارے میں ایک اجمالی نقشہ آجائے اور بحث یا موضوع بحث کی تعیین

ہو جائے۔

۳۔ اصول حدیث سے متعلق نکات کی نشاندہی۔

۴۔ فقہ حنفی پر احادیث سے استدلال اور اس کی ترجیح کے دلائل۔

۵۔ ائمہ اربعہ کے مذاہب کا بیان، اور ان مذاہب کے دلائل پر گفتگو۔

۶۔ اختلافی مسائل میں علمی انداز نگارش۔

۷۔ جدید مسائل کی تحقیق اور ان پر بھرپور علمی تبصرے۔

۸۔ پوری کتاب پیچیدہ خالص علمی اور تحقیقی مواد پر مشتمل ہونے کے باوجود سلاست بیان

اور ادیبانہ طرزِ تحریر کے باعث انتہائی دلچسپ و دل آویز ہے۔

۹۔ ایک بالغ نظر محقق اپنے معاصرین کی تحریروں سے بے خبر نہیں رہ سکتا، علامہ نے

معاصرین کی متعلقہ تحریروں کا عمیق مطالعہ کیا ہے اور ان پر بصیرت افروز تبصرے کیے

ہیں، جس حدیث پر کلام کیا ہے سیر حاصل کیا ہے، یہ میری خوش قسمتی ہے کہ دورانِ تصنیف

میں علامہ سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتا ہوں اور بعض موضوعات پر مفید علمی تبادلہ خیال

رہا ہے، جو مسائل عصری اور اجتہادی ہیں ان میں کوئی رائے آخری اور حتمی نہیں کہلائی جا

سکتی ہے اور نہ اس سے ہر شخص کا اتفاق کرنا ضروری ہے، میری اور علامہ کی رائے اکثر عصری

مسائل میں متفق ہوتی ہے، تاہم یہ لازمی نہیں اختلاف بھی ہوتا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل علامہ کو صحت و

عافیت سے نوازے اور ان کی تدریس و تصنیف میں برکت ڈالے، اور جو کچھ انہوں نے کیا

ہے اس کو قبول فرمائے، اس کے نفع کو عام فرمائے اور مزید کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ

النبی الامین۔“ (1)

علامہ سید محمود احمد رضوی

شراح صحیح بخاری و سابق مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

”شرح صحیح مسلم محقق عصر حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی زید مجدہ کی عظیم و جلیل القدر تالیف ہے جہاں تک میرے علم و نظر کا تعلق ہے ابھی تک صحیح مسلم کی اردو میں ایسی جامع شرح میری نظر سے نہیں گزری، علالت اور پھر مصروفیت کی وجہ سے میں صرف جلد خامس کو سرسری طور پر دیکھ سکا ہوں، میری نظر میں شرح صحیح مسلم، علم و عرفان اور تحقیق و تدقیق کا خزانہ ہے، علامہ موصوف نے محنت کی ہے اور واقعی محنت کی ہے اور مسائل جدیدہ پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ علامہ موصوف نے جن مسائل میں علمائے حاضر اور ماسبق سے اختلاف کیا ہے تو یونہی نہیں کیا، بلکہ تحقیق و تفتیش کو دلائل و براہین سے مزین کر کے پیش کیا ہے، مسائل فروعیہ خصوصاً مسائل جدیدہ میں اہل علم کی دورانیوں کا ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر ان کی تحقیق سے کسی کو اختلاف ہے تو محض فتویٰ کی زبان سے نہیں بلکہ دلائل شرعیہ کی رو سے تنقید و تبصرہ کیا جائے تاکہ تصویر کے دونوں رخ سامنے آجائیں۔

میں حضرت علامہ کو ایک عرصہ سے جانتا ہوں اگر کسی مسئلہ میں دلائل سے انہیں مطمئن کر دیا جائے تو اسے قبول کرنے میں انہیں عار نہیں ہوتا۔ یوں تو علامہ موصوف کی دیگر تصنیفات بھی بہت وقیع ہیں مگر شرح صحیح مسلم دیکھ کر ہر انصاف پسندان کی جودت ذہن، علم و فضل اور فقہی بصیرت و بصارت کو داد دینے پر مجبور ہو جائے گا، اہل سنت و جماعت (جنہیں آج کل بریلوی کہا جاتا ہے گو کہ ہم بریلوی نہیں ہیں مگر اس لقب سے چونکہ مخالفین نے مشہور کر دیا ہے اس لیے التباس سے بچنے کے لیے بریلوی کا لفظ استعمال ہو رہا ہے ہم حنفی

ہیں اور سیدنا سراج امت امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ العزیز کے مقلد ہیں (علماء میں حضرت علامہ موصوف نے شرح صحیح مسلم تالیف فرما کر علماء و طلباء و مدرسین اور عام مسلمانوں کے لئے فہم و تفہیم حدیث کا ایک دروازہ کھول دیا ہے، میری دعا ہے کہ مولا تعالیٰ جل مجدہ اپنے طیب و طاہر مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل شرح صحیح مسلم کو مسلمانوں کے لئے مینارہ نور بنائے اور ہم سب کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور سیرت و کردار کو اپنانے کی توفیق رفیق اور حضرت علامہ سعیدی زید مجدہ کو صحت و سلامتی کی دولت سے مالا مال فرماتا رہے۔

آمین۔ (2)

مفتی منیب الرحمن

مہتمم دارالعلوم نعیمیہ و چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی، پاکستان

”میں دورانِ تصنیف مصنف سے انتہائی فکری قرب کی بناء پر شرح صدر کے ساتھ بہ بانگِ دہل یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اس کتاب کی تصنیف اور ترتیب و تسوید کے دوران مصنف کا اندازِ فکر سو فیصد معروضی رہا ہے۔ بہت سے مسائل پر عمیق مطالعہ کے باوجود حتمی رائے قائم کرنے سے قبل انہوں نے معاصر اہل علم سے علمی تبادلہ خیال اور مذاکرے کا طریقہ کار بھی اختیار کیا ہے، کئی مسائل ایسے بھی ہیں جن میں حق پر آگہی کے بعد انہوں نے اپنی سابقہ رائے کو تبدیل کیا ہے اور درحقیقت ہر دور میں علمائے حق کا شعار بھی یہی رہا ہے کہ نفسانیت اور انانیت کو قبولِ حق کی راہ میں انہوں نے کبھی حائل نہیں ہونے دیا۔۔۔

احادیث کی شرح کے دوران جو بھی علمی اور فقہی مسئلہ زیر بحث آیا، مصنف نے اس امر کا التزام کیا ہے کہ اسلامی عقائد و نظریات اور اہل سنت و جماعت کے معمولات کو کتاب و سنت سے ثابت کیا جائے، مذاہب اربعہ اور حسبِ ضرورت فقہ جعفریہ کے موقف کو ان کے اصل، مستند اور مسلمہ کتب سے دلائل کے ساتھ نقل کر کے دیانتدارانہ تقابلی مطالعے (Comparative Study) کا موقع فراہم کیا ہے اور پھر فقہ حنفی کی وجوہ ترجیح کو کتاب و سنت سے واضح کیا ہے۔

دورِ جدید کے ”مجتہد فیہ“ مسائل سے مصنف نے پہلو تہی اختیار نہیں کی بلکہ ان کا قرآن و سنت کی روشنی میں وافی و شافی حل پیش کیا ہے۔ یہ امر باعثِ اطمینان بلکہ لائقِ افتخار ہے کہ جدید مسائل کا حل پیش کرتے وقت مصنف نام نہاد متجددین (Innovators) اور مستشرقین سے مرعوب نہیں ہوئے بلکہ دلائل و براہین سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام قیامت تک کے لئے قابلِ عمل اور واجب الاتباع دین ہے اور اس میں ایسے جامع اصول ہیں جو نئے نئے پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لہذا مصنف

نے نئے ”مجتہد فیہ“ مسائل میں تجدد پسندی اور جمود و تجمد (Rigidity) یعنی افراط و تفریط دونوں سے ہٹ کر توازن و اعتدال کی راہ کو اختیار کیا ہے، اور اسلام کی حقانیت، ہمہ گیری اور وسعت پزیری کو دلائل حقہ، نصوص قرآن و حدیث، آثار صحابہ و تابعین اور اقوال ائمہ سے ثابت کیا ہے۔

بعض معاصر شرح حدیث کا یہ بھی وطیرہ ہے کہ وہ نہایت دیدہ دلیری سے شرح حدیث کے موقع پر بعض اکابر کے قول فیصل اور محاکمے کو ”ایجاد بندہ“ اور ذاتی و شخصی رائے کے طور پر اصل مآخذ و مراجع کا حوالہ دیے بغیر پیش کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ کار دورِ حاضر کے مروجہ و مسلمہ طرز تحقیق کے بالکل منافی ہے کیونکہ یہ ایک طرح کا علمی و ادبی سرقہ (Literary Theft) ہے جسے عربی ادب میں انتحال (Plagiarism) کہتے ہیں۔

لیکن الحمد للہ مصنف نے اس کے بالکل برعکس فقہی و اجتہادی مسائل کے بارے میں متقدمین و معاصرین کی آراء کو ان کے حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا ہے اور جہاں اختلاف رائے کی نوبت آئی ہے وہاں اپنا محاکمہ (Juristic Opinion) صراحت کے ساتھ پیش کیا ہے اور اپنی فقہی و علمی رائے کی برتری کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔“ (3)

صاحبزادہ مولانا محمد حبیب الرحمن محبوبی

مہتمم مہفتہ الاسلام، بریڈ فورڈ برطانیہ

”پاک و ہند میں گزشتہ ایک صدی میں علوم دینیہ پر بہت زیادہ تحقیقی کام ہوا ہے، اور اب ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ عربی زبان کے بعد اسلامی لٹریچر اور دینی و علمی سرمائے کے اعتبار سے اردو زبان دنیا کی کسی بھی زبان سے کسی بھی طور کمتر نہیں ہے۔ بلاشبہ اسلام کے دینی، علمی، تاریخی و ادبی سرمائے کو عربی سے اردو زبان میں منتقل کرنے میں علماء اہل سنت کا (Contribution) بہت نمایاں ہے اور بعض جہتوں سے تو اس حد تک تحقیقی کام ہوا ہے جو بجائے خود ماخوذ کے ماخذ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس سلسلے میں امام اہل سنت مجدد ملت علامہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اور دیگر اکابر اہلسنت کے بار احسان تلے ہماری گردن سپاس و اعتراف ہمیشہ جھکی رہے گی۔

تاہم اس امر کا اعتراف کرنے میں ہمیں تاہل نہیں کرنا چاہیے کہ تفسیر و شرح حدیث کے حوالہ سے جس قدر علمی و تحقیقی کام ہونا چاہیے تھا، وہ ہمارے ہاں نہیں ہو سکا۔ دیگر وجوہ کے علاوہ اس کا ایک معقول سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے اکابر کی بیشتر توجہ عصری فتنوں کی سرکوبی کی جانب مرکوز رہی اور اگر وہ اپنے عہد کے تقاضوں کا بروقت ادراک کر کے لا دینیت، دہریت، انکار ختم نبوت، انکار حدیث اور توہین رسالت ایسے مہیب فتنوں کا قلع قمع نہ کرتے تو خاکم بدہن آج ہمارے عقائد اس قدر مصفی و منزکی شکل میں محفوظ نہ ہوتے اور نہ جانے کس کس نوع کی بد عقیدگیوں کی آلائش سے ہمارے عقائد ملوث ہو چکے ہوتے اور طرح طرح کے دام ہمرنگ زمین میں اس طرح پھنس چکے ہوتے کہ اس سے نکلنے کا راستہ بھی سجھائی نہ دیتا۔

للہ الحمد کہ اب وہ فتنے اپنی موت آپ مر چکے ہیں، قادیانیت کو اب پاکستان میں آئینی

وقانونی طور پر کفر قرار دیا جا چکا ہے اور توہین رسالت پر مبنی کتب کے مصنفین کے پیروکار اب خود ہی اس گندگی کو جھل کے صدر صدر غلافوں میں لپیٹ کر چھپانے پر مجبور ہیں اور ”وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَقَ الْبَاطِلُ ۗ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا“ کا علمی نمونہ ہم اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، بس ذرا اس کے مشاہدے کے لئے چشم بصیرت وا ہونی چاہیے۔

کرم بالائے کرم یہ کہ اب ہمارے مقتدر و محقق علماء کو تھوری سی فرصت ملی ہے اور امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ قلیل عرصے میں تفسیر و حدیث پر واقع تحقیقی کام کا وافر ذخیرہ ہمارے علمی ورثے میں شامل ہو جائے گا اور اس سلسلے میں محقق العصر علامہ غلام رسول سعیدی کا نام ان شاء اللہ علماء کے اس قافلے کے سرخیل و سالار کے طور پر تاریخ میں ہمیشہ ثبت رہے گا اور انہیں بقا و دوام نصیب ہوگا۔

اب ہم نہایت فخر و انبساط کے ساتھ بجا طور پر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ حضرت علامہ نے شرح صحیح مسلم تصنیف فرما کر خدمت حدیث کا حق ادا کر دیا ہے، اس کتاب کو پڑھ کر ہماری تمام تمنائیں پوری ہو گئیں سارے خواب شرمندہ تعبیر ہو گئے اور اب اس سلسلے میں کوئی حسرت نہیں رہی۔ اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ صرف احادیث کی شرح ہی نہیں بلکہ حنفی مذاہب پر دلائل کا عظیم فقہی سرمایہ بھی ہے اور عصری مسائل پر ایک عظیم اجتہادی شاہکار ہے، اس کتاب میں حضرت مصنف عم فیضانہ نے احادیث پر فنی بحث کے ساتھ ساتھ قدیم و جدید مسائل اعتقادیہ و فقہیہ پر موافقین و مخالفین کے تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کو بیان کیا ہے اور پھر خدا داد اجتہادی بصیرت سے روز روشن کی طرح اپنے موقف کو واضح کر دیا۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ کے اس حسین، جامع اور کامل امتزاج کی وجہ سے حضرت مصنف عم فیضانہ صاحب ہدایہ کے ہم طرز و ہم رکاب نظر آتے ہیں۔ یقین واثق ہے کہ اس شرح کی تکمیل کے بعد شاید ہی کوئی ایسا مسئلہ ہو جس پر اس کتاب میں سیر حاصل بحث نہ کر لی گئی ہو۔

شرح صحیح مسلم کی تصنیف کے بعد میں مصنف محترم کی توجہ ایک اور اہم کام کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ ہے قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ اور اس کی جامع تفسیر، ہر چند کہ

اس وقت مارکیٹ میں مختلف اُردو تراجم اور تفاسیر موجود ہیں اور وہ بہت حد تک مفید اور مقبول بھی ہیں، تاہم اُردو پڑھنے والوں کا ایک خاصا طبقہ ہنوز تشنگی محسوس کرتا ہے۔ اُردو ادب کے موجودہ اسلوب، سادگی اور سلاست کے ساتھ رواں دواں زبان میں دینی موضوعات پر تحریر کی جو چاشنی شرح صحیح مسلم کی عبارت میں ہے وہ کسی اور کتاب میں نظر نہیں آتی۔۔۔

میں دینی مدارس کے مہتممین اور اساتذہ کی خدمت میں یہ تجویز پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ وہ شرح صحیح مسلم کو ایک اضافی اور امدادی کتاب کی حیثیت سے باقاعدہ اپنے نصاب میں شامل کریں اور دورہ حدیث کی تعلیم کے دوران طلبہ کو اس شرح کے علمی اور فقہی مباحث کا مطالعہ کرائیں اور انہیں یہ ہدایت کی جائے کہ وہ اس کی اباحت میں مندرج حوالہ جات کو اصل کتابوں میں تلاش کریں تاکہ ان میں تحقیق و تجسس کی صلاحیت اجاگر ہو اس تجویز پر عمل کرنے سے ایک بہت بڑی کمی پوری ہو جائے گی۔

میں آخر میں رب ذوالجلال کے حضور اقدس میں بہ صد عجز و اخلاص التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے حبیب کریم رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت علامہ سعیدی مدظلہ کا سایہ اہل سنت پر صحت کاملہ کے ساتھ تادیر قائم رکھے اور اسی سرعت کے ساتھ انہیں قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ اسلامی کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اس راہ میں ان کی رکاوٹیں دور فرمائے اور ان کو وافر سہولتیں عطا فرمائے اور ان کے دینی، علمی اور قلمی سرمایہ کو صدیوں تک اہلسنت اور عامۃ المسلمین کے لئے سرمایہ افتخار بنا دے اور ان کی تصانیف دین اسلام اور میراث علم و حکمت و نبوت کا ایسا سرچشمہ اور منبع قرار پائیں جن سے علم و حکمت کے سوتے تا قیامت پھوٹتے رہیں اور مجھے اور جملہ تشنگان علم اور طلبگاران ہدایت کو ان سے مستفید و مستفیض فرمائے آمین۔“ (4)

علامہ محب اللہ نوری

شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور

”سید الحدیث حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف صحیح مسلم صدیوں سے اہل علم میں متداول اور مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہے۔ اس کی متعدد شروح لکھی گئیں۔ زیر تبصرہ ”شرح صحیح مسلم“ (اردو) ان شروح میں ایک گراں قدر اضافہ ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے مواد، تحقیق و تدقیق، فنی مباحث، گمراہ فرقوں کے رد، مسلک اہلسنت کی با دلائل تائید اور مسائل عصریہ پر گفتگو کے اعتبار سے آج تک دنیائے حدیث میں ایسی کوئی کتاب تحریر نہیں کی گئی، تو بے جا نہ ہوگا۔۔۔

یہ کتاب کئی خصوصیات کی حامل ہے۔ متن احادیث کا بڑا سلیس، عمدہ اور رواں ترجمہ، حدیث پر فنی بحث، قرآن و احادیث، آثار و اقوال تابعین سے استدلال، ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر فقہی مذاہب کی توضیح و تشریح کے بعد فقہ حنفی کی ترجیح پر زبردست دلائل اس انداز سے پیش کیے ہیں کہ قاری کو دل کی گہرائیوں سے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ فقہ حنفی قرآن و حدیث کا صحیح ترجمان ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ توضیح مسالک اصل متون اور بنیادی ماخذ سے کی گئی ہے۔ علامہ سعیدی کی جو بات بطور خاص پسند آئی وہ آداب رسالت اور عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشنی ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے نامور علماء بھی جب بطور محدث کسی حدیث پر بحث کرتے ہیں تو بعض ایسی باتیں ان کے قلم سے نکل جاتی ہیں جن سے اعتراض تو شاید نظر ظاہر میں رفع ہو جاتا ہو مگر عظمت رسالت کا اہتمام اور جھل ہو جاتا ہے مگر علامہ موصوف ایسے نازک مقامات پر اس انداز سے گفتگو کرتے ہیں کہ حدیث کی روح بھی نکھر کر سامنے آ جاتی ہے اور عظمت مصطفیٰ بھی مزید اجاگر ہو جاتی ہے۔ اس شرح کو دیگر شروح میں جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ عصری مسائل پر سیر حاصل گفتگو ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ علامہ سعیدی نے نزاکت و وقت کا احساس کرتے ہوئے مسائل عصریہ پر

بحث کر کے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ آپ نے دورِ حاضر کے جدید مسائل پر جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے ان کے محاسن کے لئے علیحدہ ایک منسوط تحقیقی مقالے کی ضرورت ہے جو اہل علم کا کام ہے۔۔۔

مولانا کی تحقیقات سے بعض مقامات پر اختلاف ممکن ہے، مگر تعطل اور فکری جمود کے اس دور میں اس تخلیقی اور اجتہادی کاوش پر داد نہ دینا بخل اور نا انصافی ہوگی۔“ (5)

علامہ سید حسین الدین شاہ

مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين

رحمة للعالمين خاتم النبيين وعلى اله واصحابه اجمعين

”علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث مدظلہ، صاحب تصانیف کثیرہ ان خوش نصیبوں میں شامل ہیں جنہیں قسام ازل نے اپنے حبیبِ لبیب باعثِ تخلیق کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا فیض دوسروں تک پہنچانے اور ان کے مفاہیم و مطالب عالیہ کو سہل انداز میں پیش کر کے عامۃ المسلمین کو بہرہ افروز کرنے کی سعادت پر مامور کر دیا ہے۔ حضرت مولانا کا اندازِ تحریر سہل اور عام فہم ہے۔ آپ بہترین ادیب، قلم برداشتہ لکھنے کے عادی اور اسالیبِ کلام پر قادر ہیں مگر اس کتاب میں الفاظ کی کثرت و تمکنت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ مطالبِ حدیث کو ہر طبقہ کے لوگوں کے فہم کے قریب لانا چاہتے ہیں، کیونکہ الفاظ کی تمکنت کے زور پر پھیلا یا ہوا علم ذہن کو توجلاً بخش سکتا ہے مگر قلب کو متاثر نہیں کر سکتا۔

اسلام کی تعلیمات ایسی جامع اور کامل ہیں جو ہر دور کے مسائل کا حل پیش کرتی ہیں اور ہر روز پیش آنے والے بے شمار واقعات و حادثات کا حکم شرعی رجال امت اسلامی اصولوں کی روشنی میں پیش کرتے رہے ہیں اور پیش کرتے رہیں گے لیکن ان احکام کے علل و اسباب کی تعیین نو، پیکر مسائل کے لئے تمثیل و تشبیہ اور وجوہات کی تلاش میں اختلاف کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔

حضرت مولانا متقدمین علماء سے کسی مسئلہ میں اختلافِ رائے کی صورت میں اپنی سوچ کا امانتدارانہ اظہار کرتے ہیں۔ بزرگوں کی تعظیم و توقیر میں فرق نہیں آنے دیتے اور نہ

ہی تعالیٰ اور ادعا کا مظاہرہ کرتے ہیں گویا وہ صرف اتنا ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ دلائل کا مفہوم جو میں سمجھتا ہوں، اس کی وجہ سے میری رائے یہ ہے یا یوں سمجھیے بزرگوں کے خرمین علم سے خوشہ چینی کرنے والے کا بچکانہ ناز ہے۔ برتری کا دعویٰ نہیں۔“ (6)

شرح صحیح مسلم وتبیان القرآن کی مقبولیت

کلماتِ ثناء از علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

پہلی جلد کی ابتداء میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس کاوش کے بارے میں خود تحریر کرتے ہیں۔

”میں نے جب شرح صحیح مسلم کو بہت تفصیل کے ساتھ لکھنا شروع کیا تھا تو بعض دوستوں نے کہا آپ مختصر لکھتے تو یہ مکمل ہو جاتی، پتا نہیں، عمر وفا کرے یا نہ کرے، اور اس کی تکمیل ہو سکے یا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا بے پایہ احسان ہے کہ شرح صحیح مسلم نہ صرف یہ کہ میری زندگی میں مکمل ہوئی بلکہ طبع ہو گئی اور اس کے کئی ایڈیشن نکل گئے۔ اور برصغیر پاک و ہند کے علاوہ یورپ، امریکہ اور افریقہ کے دور دراز علاقوں تک یہ کتاب پہنچ گئی اور اس کتاب کو پڑھا گیا اور ہر طبقہ میں اس کی پزیرائی ہوئی۔“ (7)

علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ حق بجانب ہے اور اس کتاب کی شہرت و مقبولیت پر دلیل علامہ شاہ احمد نورانی صاحب کے وہ الفاظ ہیں، جو انہوں نے اس کتاب کی تقریب رونمائی میں ادا کئے۔

”میں ملک سے باہر بہت سے مقامات پر جاتا رہا ہوں، ابھی حال ہی میں اپنے بعض احباب اور دوستوں کے ساتھ کینیڈا بھی گیا تھا۔ اس مرتبہ مجھے تعجب ہوا، جب میں کینیڈا کے شہر ”وون کاوور“ گیا۔ وون کاوور کینیڈا کا آخری کونا ہے جو پیسفک اوشین کے کنارے پر واقع ہے۔ اس مرتبہ پر جب میں گیا تو ایک صاحب نے مجھے اپنے گھر پر کھانے کے سلسلے میں مدعو کیا، تو مجھے وہاں یہ دیکھ کر انتہائی خوشی اور مسرت ہوئی کہ دنیا کے اس کنارے پر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم اس گھر میں موجود تھی، یہ

اگست کا واقعہ ہے۔

اور ابھی ستمبر کے ماہ میں ”ناروے“ گیا، ناروے شمال کی طرف سے دنیا کا آخری کونا ہے۔ اس ملک میں کبھی (کوئی) مسجد نہیں تھی، ورلڈ اسلامک مشن (ناروے) نے چار پانچ سال کی جدوجہد کے بعد اپنی زمین خرید کر میناروں اور گنبدوں کے ساتھ وہاں پہلی مسجد بنائی۔ اسی سال ستمبر میں اس مسجد کا افتتاح تھا، مسجد کے ساتھ وہاں ایک عظیم الشان لائبریری بھی تھی مجھے دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ دنیا کے اس کنارے پر بھی لائبریری میں جہاں ایک طرف پروفیسر شاہ فرید الحق کا ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ انگریزی زبان میں موجود تھا تو دوسری طرف ماشاء اللہ حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی ”شرح صحیح مسلم“ بھی وہاں موجود تھی، تو یہ مقبولیت ہے اب یہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی مقبولیت ہے یا ان کی تحریر کی مقبولیت ہے، یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔“ (8)

(صدارتی خطاب 19 شعبان المعظم 1410ھ / 20 دسمبر 1997ء، پیراڈائز ہوٹل،

کراچی، تقریب سپاس، تفسیر تبیان القرآن)

تبیان القرآن اور معاصرین علماء

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں:

”تبیان القرآن“ عہد جدید کی نہایت جامع، کامل اور مکمل تفسیر ہے، میرے محدود مطالعہ کے مطابق اردو اور عربی کی کسی تفسیر میں اتنا ذخیرہ معلومات یکجا نہیں ہے، اگرچہ ہر تفسیر میں آپ کو جستہ جستہ تمام علوم و فنون سے متعلق معلومات ملیں گی، لیکن بالعموم ہر تفسیر میں کوئی نہ کوئی رنگ غالب ہے، مثلاً ابن جریر طبری اور ابن کثیر کی تفاسیر میں احادیث اور روایات پر زیادہ انحصار کیا گیا ہے، علامہ جار اللہ زمخشری کی تفسیر میں قرآن کی ادبیت اور بلاغت کی شان کو زیادہ نمایاں کیا گیا ہے، امام راغب اصفہانی نے لغت کے بیان تک اپنے آپ کو محدود رکھا ہے، علامہ زجاج نے صرفی اور نحوی ابحاث کو اپنا موضوع بنایا ہے، علامہ ثعلبی نے اسرائیلیات اور تاریخی رطب و یابس کو جمع کر دیا ہے، علامہ ابوبکر جصاص کی تفسیر میں فقہی رنگ غالب ہے، انہوں نے فقہ حنفی کی برتری ثابت کی ہے، علامہ قرطبی کی تفسیر یوں تو نہایت جامع ہے لیکن اس میں فقہ مالکی کو ترجیح دی گئی ہے، علامہ احمد جیون کی تفسیر بھی آیات احکام پر مشتمل ہے، امام رازی نے اپنی شان جامعیت کے ساتھ ساتھ فقہی موضوعات میں اگرچہ فقہ شافعی کو ترجیح دی ہے لیکن ان کی تفسیر کا خاصہ باطل فرقوں کا دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ردِ بلیغ ہے، تفسیر روح المعانی میں دیگر امور کے علاوہ صرفی و نحوی ترکیب پر کافی توجہ دی گئی ہے، تفسیر روح البیان اور تفسیر مظہری میں تصوف کا رنگ غالب ہے، سید قطب کا مرکزی موضوع مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات اور جواہر طنطاوی کا مرکز نظر قرآن اور سائنس میں تطبیق ہے۔“ (9)

برصغیر کے مختلف مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”ہمارے اس خطے، پاک وہند کی اردو تفاسیر میں ہر مفسر کے ذہن پر اس کا مخصوص مکتبہ فکر، مسلک، مذہب اور سیاسی سوچ غالب نظر آتی ہے، چنانچہ وہ قرآن کا مطالعہ اسی

سیاق و سباق میں کرتے ہیں اور قرآن کی جامعیت، آفاقیت، ابدیت اور ہمہ گیریت کا حق ادا نہیں کر پاتے۔

الغرض ”کلام ربانی“ کی تفسیر کے تمام شعبوں کا کسی ایک تفسیر میں کما حقہ احاطہ کرنا نہایت دشوار امر ہے اور نہ کسی تفسیر کو حرفِ آخر کہا جاسکتا ہے۔ تاہم بلا خوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی موجود اور دستیاب تفاسیر میں جو شانِ جامعیت و کاملیت ”تبیان القرآن“ کو حاصل ہے، اس میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے، دورانِ تفسیر اردو زبان کے قارئین کے لیے مختلف موضوعات پر اتنا عظیم تحقیقی مواد جمع کر دیا گیا ہے، جو کہیں اور کسی جگہ دستیاب نہیں ہے، مستقبل کا کوئی بھی مفسر و محقق ”صاحبِ تبیان القرآن“ کے کسی بھی نتیجہ فکر سے اختلاف تو کر سکتا ہے اور یہ اس کا حق ہے، لیکن اس سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔

”تبیان القرآن“ کی تمام زبانوں کی موجود تمام تفاسیر میں یہ بھی امتیازی شان ہے کہ اس میں ہر بات جدید معیار تحقیق کے مطابق، کتاب، صفحہ، مصنف، مطبع اور سن طباعت کے حوالوں کے ساتھ نقل کی گئی ہے، یہ چیز دیگر کتب تفاسیر میں مخصوص موضوعات کے ضمن میں خال خال تو ملے گی، لیکن اس کا کلی التزام نہیں ملے گا۔ (10)

دوسرے مسالک کے علماء کے تاثرات

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بھی عطا فرمایا ہے، کہ آپ کی تحریریں نہ صرف آپ کے ہم مسلک اہل علم میں مقبول ہوئیں اور خراج تحسین حاصل کیا بلکہ دوسرے مسالک کے نامور علماء اور اہل علم بھی آپ کی بعض ابحاث کو فیصلہ کن اور آپ کے بیان کردہ دلائل کو من و عن تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں مولانا عبدالملک صاحب رقمطراز ہیں:

”مصنف کے نقطہ نظر سے بعض جگہ ہمیں اختلاف ہے اور ان سے علمی اختلاف کا حق ہماری طرح ہر صاحب علم کو ہے لیکن مصنف نے جو انداز بیان اختیار کیا ہے، علمی تحقیق میں جس جرات اور دیانتداری اور اعتدال کا مظاہرہ کیا ہے، اس پر وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں، نیز ان کی وہ علمی تحقیقات جو خالص علمی حیثیت رکھتی ہیں۔ وہ گراں قدر ہیں اور تمام اہل علم کی ضرورت ہیں اس لیے یہ تفسیر اس بات کی حق دار ہے کہ ہر صاحب علم کی الماری کی زینت ہوں۔ مصنف نے جس تیزی سے تفسیر لکھنے کا کام شروع کیا ہوا ہے، اس سے اُمید پیدا ہوتی ہے کہ وہ جلد ہی اس کو پایہ تکمیل تک پہنچادیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی اس تفسیر کو مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر میں اتحاد و اتفاق کا ذریعہ اور ایک دوسرے سے استفادہ کی بنیاد بنا دے۔ دوسرے علماء کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین“ (11)

چنانچہ اس باب میں چند نامور شخصیات کے تبصرے نقل کیے جائیں گے۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

سابق جسٹس وفاق شرعی عدالت، پاکستان

مفتی تقی عثمانی صاحب ابن مفتی شفیع صاحب یقیناً کسی تعارف کے محتاج نہیں، آپ دیوبند مکتبہ فکر کی مشہور و معروف شخصیت ہیں آپ کی ادارت میں عرصہ دراز سے دارالعلوم کراچی سے ماہنامہ البلاغ شائع ہوتا ہے، اس کے نومبر 1995ء کے شمارے میں شرح صحیح مسلم پر بہت خوبصورت اور بصیرت انگیز تبصرہ شائع ہوا، جس کو ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔

”برصغیر پاک و ہند کے علماء کو اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور میں کتب احادیث بالخصوص صحاح ستہ کی خدمت کی خاص توفیق عطا فرمائی۔

انہوں نے متداول کتب حدیث کی بہت سی شروح عربی زبان میں لکھی ہیں جو عرب دنیا میں بھی مقبول ہیں، اور بہت سی شروح اردو میں بھی لکھی گئی ہیں۔ یہ شروح زیادہ تر علمائے دیوبند یا علمائے اہلحدیث کی طرف سے لکھی گئی ہیں، بریلوی مکتب فکر کے علماء کی طرف سے اب تک حدیث کی کوئی مبسوط شرح میری نظر سے نہیں گزری تھی، اب اس زیر تبصرہ کتاب میں اس خلاء کو پر کیا ہے اس کتاب کے مؤلف بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے صحیح مسلم جیسی عظیم الشان کتاب کی مفصل شرح دلنشین انداز میں تحریر فرمائی ہے۔

فاضل مؤلف کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ایک باب کی بیشتر احادیث ایک ساتھ ذکر کر کے ان کا اردو ترجمہ تحریر فرماتے ہیں، پھر ان احادیث سے تعلق رکھنے والے مباحث پورے شرح و بسط کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے صرف روایتی بحث پر زور دینے کے بجائے ان مسائل پر زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، جو ہماری عصر حاضر سے متعلق ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں انہوں نے فوٹو گراف، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ویڈیو، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیٹھک ادویہ، انتقال

خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبط تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رویت ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام اور اس جیسے بہت سے عصری مسائل پر عالمانہ بحثیں کی ہیں۔ اس قسم کی مباحث میں ان کے اخذ کردہ بعض نتائج سے علمی اختلاف کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ بات واضح اور قابل تعریف ہے کہ ان کا انداز استدلال اور اسلوب بیان ”معروضی تحقیق“ کے شایان شان ہے۔ انہوں نے اسلامی علوم پر تمام متداول کتابوں سے کسی مذہبی تعصب کے بغیر استفادہ کیا ہے اور جہاں کہیں کسی دوسرے مصنف پر تنقید کی ہے، وہاں بھی اپنے قلم کو جارحیت کے داغ سے محفوظ رکھتے ہوئے محض علمی تنقید کا راستہ اپنایا ہے۔ مسائل کی تحقیق میں بھی انہوں نے وہی راہ اختیار کی ہے، جو ان کو اپنے قلب و ضمیر کے مطابق دلائل سے زیادہ قریب نظر آئی، چنانچہ انہوں نے بعض فقہی مسائل میں مولانا احمد رضا خاں صاحب سے بھی دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، فاضل مؤلف بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں لہذا طبعی طور پر انہوں نے مولود و قیام، عرس، تیجہ، گیارہویں اور چہلم جیسے مسائل کی تائید کی ہے، لیکن اول تو انہوں نے مخالفین کے لئے کوئی ثقیل زبان استعمال نہیں کی، اور نہ تکفیر کو اپنا شعار بنایا ہے، دوسرا عقیدے کے بعض اہم مسائل میں انہوں نے اعتدال کی راہ اپنائی ہے، اور غلو اور انتہا پسندی سے نا صرف یہ کہ خود بچے ہیں، بلکہ دوسروں کو بھی بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس سلسلے کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

”علم غیب“ کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فاضل مؤلف فرماتے ہیں،

”علامہ نووی، علامہ کرمانی، علامہ عسقلانی، علامہ عینی اور دیگر علماء نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ تقاضائے بشریت غیب کا علم نہیں تھا اس مسئلہ میں علمائے اہلسنت کا یہ موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے زیادہ غیب کا علم عطا فرمایا، لیکن مطلقاً یہ کہنا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے!“ دو وجہ سے درست نہیں ہے۔ اول اس لئے کہ یہ قول ظاہر

قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ کے غیر سے مطلقاً علم غیب کی نفی کی ہے اور دوسرا اس وجہ سے کہ جب مطلقاً علم کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد ”علم بالذات“ ہوتا ہے، اس لئے یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض علوم غیبیہ عطا کئے گئے اور کسی مخلوق کی طرف مطلقاً علم غیب کی طرف نسبت کرنا درست نہیں ہے۔ اس طرح کسی کو عالم الغیب کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔“

اسی موضوع پر مفصل بحث کے بعد آخر میں فاضل مصنف لکھتے ہیں:

”خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غیب مطلق کے ساتھ منفرد ہے، جو جمیع معلومات کے ساتھ متعلق ہے، اور اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنے رسولوں کو بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے جو رسالت کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔“

ان عبارتوں کے خاص طور پر خط کشیدہ جملے بالخصوص آخری فقرہ ایسا ہے کہ اگر فاضل مؤلف کے تمام اہل مسلک اس پر متفق ہو جائیں اور اس سے آگے تجاوز نہ کریں تو اس سنگین مسئلہ میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔

”نذر لغير الله“ کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فاضل مؤلف لکھتے ہیں:

جو لوگ اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بجائے اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اولیاء اللہ سے حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں، انہیں ان آیات پر غور کرنا چاہئے:

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرَيْنَ فِيهِمْ يَوْجًا طَيِّبَةً (يونس: 22)۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ کٹر سے کٹر مشرک اور پکارت پرست بھی سخت مصیبت میں اللہ کو پکارتا تھا، اللہ سے دعا کرتا تھا، اور اس کی نظر مانتا تھا۔ اگر ہم مسلمان کہلا کر اپنی حاجات میں اللہ کو چھوڑ کر اولیاء اللہ کی نظر مانیں تو کس قدر افسوس ناک اور لائق مذمت ہے۔

اس لئے چاہئے کہ اولیاء اللہ اور دیگر محبوبان الہی کو صرف وسیلہ پیش کیا جائے۔ دعاء ہر

حال میں اللہ سے مانگی جائے اور اپنی حاجات اور مصیبتوں میں غیر اللہ کی نذر ماننا بہر حال ناجائز ہے۔ البتہ عبادات کے ایصالِ ثواب کو نذر کرنا ایک الگ چیز ہے۔

ان پڑھ لوگوں کو اولیاء اللہ کی نذریں ماننا دیکھ کر ان کے مزاراتِ مقدسہ کا طواف اور سجدے کرتے دیکھ کر اور مزارات کی تعظیم میں رکوع کی حد تک ان پڑھ لوگوں کو جھکتے ہوئے دیکھ کر مجھے ایک بڑے عرصہ سے رنج اور قلق رہتا ہے۔ ہر چند کہ ان میں سے کوئی چیز کفر اور شرک نہیں ہے، لیکن ان کے حرام ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔

غیر اللہ سے دعائیں مانگنے نذر لغوی اللہ کے بارے میں فاضل مؤلف کے یہ ارشادات کتنے ایمان افروز ہیں۔ ”نذر لغوی اللہ“ کی تردید کرتے ہوئے فاضل مؤلف لکھتے ہیں: ”بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی حاجت کے وقت اولیاء اللہ کی نذر اس طرح مانے: اے داتا! اگر تو نے میری یہ حاجت پوری کر دی تو میں تیرے لئے ایک بکرہ پیش کروں گا۔“ تو یہ نذر جائز ہے، کیونکہ یہ نذر لغوی ہے، اور نذر شرعی میں ان لوگوں کے نزدیک صرف یہ فرق ہے کہ نذر شرعی میں اللہ کی نذر مانی جاتی ہے، اور نذر لغوی میں اولیاء اللہ کی نذر مانی جاتی ہے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس طرح غیر اللہ کے لئے سجدہ، طواف، روزہ اور دیگر عبادات بھی جائز ہو جائیں گی مثلاً کوئی شخص کسی ولی کو سجدہ کرے گا اور کہے گا یہ لغوی سجدہ ہے اور اس طرح لغت کے سہارے غیر اللہ کے لئے تمام عبادات کا دروازہ کھل جائے گا۔

ہر چند کہ رسول اللہ ﷺ انسان اور بشر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسی نورانیت بھی عطا فرمائی ہے، جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے: امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں: ”جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے سامنے کے دانتوں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔“

اس طرح کی متعدد احادیث! جن میں آپ کے نورانی حلیہ مبارک کا بیان ہے۔ ذکر کرنے کے بعد فاضل مؤلف لکھتے ہیں۔ ”ہر چند کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کی حسی نورانیت کی تصریح ہے، اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے لیکن اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں

ہونا چاہئے کہ نورانیت افضل ہے اور بشریت مفضول ہے اور نہ یہ سمجھنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی طرح بشر ہیں۔ عام انسانوں کی طرح جو بشری کثافتیں اور مادی غلاظتیں ہوتی ہیں، انبیاء علیہم السلام ان تمام سے منزہ ہوتے ہیں، خصوصاً نبی کی بشریت کائنات میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔

ان تمام اقتباسات سے یہ بات واضح ہے کہ فاضل مؤلف نے اپنے مسلک کے معروف متنازعہ عقائد میں بھی غلو کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے ان کی ایسی تشریح کی ہے، جو جمہور علمائے اہل سنت (بشمول حضرات علمائے دیوبند) کے موقف سے بہت قریب ہے بلکہ بعض جگہ کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ ان عقائد کی یہ تشریح یقیناً ان مسائل میں علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے درمیان مفاہمت کی بنیاد بن سکتی ہے اور اس طرح ان عقائد کی بنیاد پر نزاع و جدال، مناظروں بلکہ کافرگری تک کی جو گرم بازاری رہی ہے اور اس نے اتحاد امت کو پارہ پارہ کیا ہے، اس کا مؤثر سدّ باب ہو سکتا ہے۔ فاضل مؤلف کی طرف سے یہ پیش قدمی یقیناً قابل مبارک باد ہے۔

کتاب کی اصل خصوصیت وہ مفصل فقہی مباحث ہیں، جو فاضل مؤلف نے متعلقہ احادیث کے تحت بیان فرمائے ہیں، بلکہ بعض مرتبہ بہت معمولی مناسبت سے انہوں نے وہ مسائل چھیڑے ہیں، جن کی طرف اس حدیث کی شرح میں عموماً ذہن نہیں جاتا۔ البتہ ان مباحث میں جو احادیث و روایات ذیلی طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ان کی اسنادی تحقیق کی کمی جا بجا محسوس ہوتی ہے، نیز بعض طویل مباحث دوسری کتابوں سے لئے گئے ہیں، اور حوالہ یا تو دیا نہیں گیا، یا اتنا کافی دیا گیا ہے کہ پڑھنے والا یہ تاثر نہیں لے سکتا کہ یہ طویل بحث کہاں سے ماخوذ ہے۔

متعدد فقہی اور مسلکی مسائل میں جو موقف فاضل مؤلف نے اختیار کیا ہے، اس سے ہمیں اتفاق نہیں ہے، لیکن بحیثیت مجموعی یہ ایک قابل تعریف عملی کاوش ہے، جو اہل علم کیلئے بہت کارآمد ہے۔“ (12)

مولانا عبدالمالک

سابق مہتمم جامعہ منصورہ لاہور و سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان۔
مولانا عبدالمالک صاحب کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے، آپ اور علامہ سعیدی صاحب ایک ہی زمانہ میں اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے ہیں۔ مولانا عبدالمالک صاحب نے آپ کی کتب پر رسالہ ”ترجمان القرآن“ (اپریل 1999ء) میں تقریباً 6 صفحات پر تبصرہ کیا ہے، چنانچہ اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

”شیخ الحدیث مولانا مفتی غلام رسول سعیدی، عصر حاضر کے ممتاز مفسر، عظیم القدر محدث اور وسیع النظر فقیہ ہیں۔ متعدد گراں قدر علمی تصانیف ان کی باقیات الصالحات ہیں۔ خصوصاً 7 (سات) جلدوں میں صحیح مسلم شریف کی شرح پیش کر کے ملک کے تمام مکاتب فکر کے علما سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ انہیں علمی گہرائی، گیرائی اور استحضار میں خصوصی مقام حاصل ہے۔ مختصر مدت میں ایک مثالی اور جامع علمی کتاب پیش کر دیتے ہیں۔ مصنف کی تصنیف کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ مسلکی مسائل میں بریلوی مسلک پر قائم رہتے ہوئے دوسرے مسالک کا احترام کرتے ہیں اور بریلوی مسلک کی توضیح اس طرح کرتے ہیں کہ دوسرے سے دوری کو کم کر دیتے ہیں۔ وہ اس کے لئے دلائل سے بات کرتے ہیں۔ بیشمار علمی عنوانات پر نہایت عالمانہ انداز میں تحقیق کی گئی ہے، آیات سے جو احکام مستنبط ہوتے ہیں، ان پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جو علماء طلباء اور عامۃ المسلمین کے لئے قیمتی معلومات اور فوائد پر مشتمل ہے۔“ (13)

مفتی سید عدنان کا کاخیل صاحب

(ڈائریکٹر کلیۃ الشریعہ، جامعۃ الرشید)

انہیں احباب میں سے ایک معروف شخصیت مفتی سید عدنان کا کاخیل صاحب کی بھی ہے، جو علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو مختلف انداز سے خراج تحسین پیش کرتے رہے ہیں، راقم نے آپ کو تبیان القرآن کی ابتدائی جلد مطالعہ کی غرض سے پیش کی تھی اور یہ مقصد بھی ذہن میں تھا کہ اس کے ذریعے علامہ صاحب کا تعارف بھی ہو جائے گا، چنانچہ آپ نے اس کے عمیق مطالعہ کے بعد اپنا تجزیہ کچھ اس انداز میں پیش فرمایا کہ ”اس ایک تفسیر کا مطالعہ قاری (پڑھنے والے) کو باقی تمام تفاسیر سے بے نیاز کر دیتا ہے۔“

اس کے بعد آپ نے ”تبیان القرآن“ کا پورا سیٹ راقم سے منگوا لیا، راقم نے جب علامہ صاحب کی شدید علالت کا آپ سے ذکر کیا اور تنظیم المدارس کی طرف سے دعائے صحت کی اپیل کی پوسٹ آپ سے شیئر کی تو آپ نے نہ صرف خود علامہ صاحب کے حق میں دعا فرمائی اور انہیں سراپا علم قرار دیا، بلکہ اس پوسٹ کو بھی سوشل میڈیا پر شیئر کیا تا کہ کثیر تعداد میں مسلمان اس عظیم شخصیت کے لئے دعائے صحت کا اہتمام کریں اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال کا ذکر کیا گیا تو آپ نے نہ صرف یہ کہ تعزیت کی بلکہ آپ کی خدمات کے اعتراف میں ایک اور پوسٹ اپنے سوشل میڈیا پر شیئر کی جس پر بڑی تعداد میں خواص و عوام نے اپنے تعزیتی پیغام رقم کئے اور علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو خراج تحسین بھی پیش کیا۔ ان دونوں پوسٹس کا عکس نقل کیا جا رہا ہے۔

دعائے صحت کی اپیل



Mufti Syed Adnan Kakakhail
(Official) added a new photo.



69 likes 59 comments



Like



Comment



Share

دعائے مغفرت اور اعلان جنازہ



Mufti Syed Adnan Kakakhail
(Official) added a new photo.

سانحہ ارتحال

غلام غلام رسول سعیدی کی نماز جنازہ بعد نماز جمعہ 4 بجے شام ادا کی جائے گی
مفتی ضیاء الرحمن نماز جنازہ کی امامت فرمائیں گے۔
ماہِ موسم کے عظیم محقق، مفسر و محدث ہمارے فیروز کراچی کے شاہکار حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مولانا کے بعد ایک ستاری
ہتھال میں انتقال فرمائے جن کی عمر 80 سال تھی۔ مرحوم نے اپنی پوری زندگی علم و دین کی ترقی و اشاعت کے لیے وقف کر دی تھی۔
علامہ صاحب کی تصانیف میں تفسیر تفسیر قرآن (13 جلدات)، تفسیر تفسیر القرآن (6 جلدات)، ائمہ اربعہ کی شرح صحیح بخاری
(17 جلدات)، شرح صحیح مسلم (8 جلدات)، مقالات سعیدی، تاریخ لہیان، درسا لہجہ تہذیبیہ، تذکرہ ائمہ، مین، مقام، ولایت
و نبوت، روزِ آخر، تفسیر صحیح مسلم، تفسیر صحیح بخاری، 1997ء کو مولانا نے یہ اپنے وقت کے بہترین تصانیف
اپنے قلم کے نام افسرین و امام ائمہ میں تھے۔ جن کی تذکرہ کی زندگی 80 سال، عہدہ پینے جن کی خدمات کے اعتراف میں
حکومت پاکستان نے تمغہ امتیاز سے نوازا تھا۔ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے 55 سالہ تالیف و تصانیف میں 20 سے زائد
ماہور علماء میں نام ہوتے ہیں۔ علامہ غلام رسول سعیدی اور علوم فہمیہ، کراچی میں مسلسل 32 سال شاہکاریت کے عہدے،
خدمات اہم دینیہ سے باہر تفسیر و حدیث کا بیانیہ اور علمی اور علمی کام 32 سال کی مدت میں انجام دیا۔ جن کی نماز جنازہ جمعہ
الہابک 4 بجے ہمارے سہ ماہی کے انتقال 2 گراؤ 12 فیروز لہجہ تہذیبیہ ادا کی جائے گی۔

147 likes 11 comments

Like

Comment

Share

اسی طرح ایک اور معروف شخصیت شیخ الحدیث، مولانا زاہد صاحب نے بھی سوشل میڈیا پر اظہار تعزیت کیا اور حضرت کو درج ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔



Muhammad Zahid

ابھی ابھی جناب طاہر اسلام عسکری صاحب کی پوسٹ سے معلوم ہوا کہ معروف عالم دین مولانا غلام رسول سعیدی انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا کا تعلق بریلوی مکتب فکر سے تھا تاہم وہ ان علما میں سے تھے جو پوری علمی دنیا کی آبرو ہوئے ہیں۔ سب سے صحیح مسلم جیسی ان بالیغات ان کے لئے صدقہ جاریہ رہیں گی۔ عفر اللہ لہ ورحمہ وجزاہ عن المسلمین وعن العلم واہلہ حبرا

👍 Like

➡ Share

You, Aamir Tuaseen and 250 others like this.



Load previous comments

راقم کے پاس ایک طویل فہرست ہے ان احباب کی جنہوں نے محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف ان کی زندگی میں خراج تحسین پیش کیا بلکہ بعد از وصال بھی ان کی خدمات کو سراہا ہے اور یہ سلسلہ تا قیام قیامت ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ لیکن کتاب کی طوالت کے سبب ان سب کے نام ذکر نہیں کیے جاسکتے، اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں کشادہ دلی اور وسعت قلبی کے ساتھ اہل علم کی قدر شناسی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حواشی و حوالہ جات

- 1- بالاختصار شرح صحیح مسلم، ج 4، ص 33-34
- 2- ایضاً ج 7، ص 32
- 3- بالاختصار ایضاً ج 2، ص 28-29
- 4- بالاختصار ایضاً ج 5، ص 34-36
- 5- بالاختصار ایضاً ج 5، ص 39-40
- 6- بالاختصار ایضاً ج 5، ص 30-32
- 7- ایضاً ج 1، ص 37
- 8- حیات سعید ملت، ص 84
- 9- تبیان القرآن ج 14، ص 32-33
- 10- ایضاً 33
- 11- ماہنامہ ترجمان القرآن، ص 70، اپریل 1999ء لاہور
- 12- ماہنامہ البلاغ، ص 53-57، ماہ نومبر 1995ء کراچی
- 13- بالاختصار حیات سعید ملت، ص 85

باب چہارم

محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ

کی تصنیفات و تالیفات

محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات و تالیفات

محدث اعظم پاک و ہند حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف درس و تدریس اور خطابت و مناظرے میں ہی کمال حاصل نہیں کیا بلکہ تحریر و تصنیف میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دے کر علمی و ادبی حلقوں میں بیش بہا داد و تحسین وصول کی ہے اور اب تک آپ پچاس ہزار (50000) سے زائد صفحات تحریر کر چکے ہیں، جس میں بلاشبہ علم کا خزانہ موجود ہے، اس کا سب سے بڑا سبب آپ کی اپنے اکابرین سے والہانہ عقیدت اور محبت ہے، جس کا اظہار آپ کی تحریروں میں جا بجا ملتا ہے۔ حال ہی میں قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا، جس میں آپ نے ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی صاحب کی موجودگی میں بتایا کہ گزشتہ ہفتہ دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں تنظیمات مدارس کا اہم اجلاس ہوا، جس میں تمام تر مسالک کے نامور اہل علم حضرات نے شرکت کی، اجلاس کے بعد قبلہ مفتی صاحب نے تمام احباب کو حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی فقید المشال تصانیف شرح صحیح مسلم (8 جلدیں)، تبیان القرآن (14 جلدیں)، نعمۃ الباری (16 جلدیں) اور تبیان الفرقان (3 جلدیں) اپنے دفتر میں نصب الماری میں دکھائیں تو سب نے اس بات کی تصدیق کی کہ گزشتہ ایک صدی میں کسی عالم دین نے بھی خواہ اس کا تعلق کسی بھی مسلک سے ہو، اتنا بڑا علمی و تحقیقی کام نہیں کیا جو خدمت حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے تنہا کی۔ اس بات کا اظہار قبلہ مفتی صاحب نے بروز پیر 22-02-2016 کو براہ راست پروگرام ”کتاب و قلم“ میں QTV ARY میں بھی کیا۔ یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام کام نہ صرف آپ کی اپنی ذات کے لئے عظیم صدقہ جاریہ ہیں بلکہ مفتی اعظم پاکستان بھی اس کار خیر میں برابر کے شریک ہیں۔

اسمائے کتب

چنانچہ اس باب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

1۔ فاضل بریلوی کا فقہی مقام

2۔ لفظ خدا کی تحقیق

3۔ معاشرے کے ناسور

4۔ حیات استاذ العلماء

5۔ نظام مصطفیٰ کی شرعی حیثیت، ضرورت اور اہمیت

6۔ مقالات سعیدی

7۔ تذکرۃ المحدثین

8۔ توضیح البیان لخرائن العرفان

9۔ ذکر بالجہر

10۔ مقام ولایت و نبوت

11۔ تاریخ نجد و حجاز

12۔ مقالات کاظمی

13۔ شرح صحیح مسلم

14۔ تفسیر تبیان القرآن

15۔ نعم الباری / نعمۃ الباری

16۔ تبیان الفرقان

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں، مگر ان میں سے بعض اب موجود نہیں لہذا جو کتب اس وقت سہولت سے دستیاب ہیں، ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

فاضل بریلوی کا فقہی مقام

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عقیدت کا اظہار اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت نے جب پہلی بار قلم اٹھایا تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تخر علمی اور آپ کی فتاہت کو بیان کیا، چنانچہ اس سلسلہ میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام فاضل بریلوی کا فقہی مقام ہے۔

”آپ نے زمانہ طالب علمی سے ہی لکھنے کا آغاز کر دیا۔ آپ نے پہلا مقالہ ”اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام“ اپنے دوست مولانا عارف زئی کی فرمائش پر لکھا۔“ (1)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارات پیش کی جا رہی ہیں، جس سے آپ کی عقیدت و محبت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

”اصولیین کی تعریف کے اعتبار سے فقہ کی تعریف صرف مجتہدین پر لازم آتی ہے۔ ہم اعلیٰ حضرت کے بارے میں اجتہاد مطلق کا دعویٰ تو نہیں کرتے لیکن یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت میں واضح طور پر اجتہاد کی جھلک نظر آتی ہے آپ نے بے شمار ایسے قواعد مقرر فرمائے اگر وہ سیدنا ابو حنیفہ کے سامنے پیش کئے جاتے تو وہ یقیناً اس کی تحسین فرماتے۔ آپ نے متعدد ضوابط ارقام فرمائے جو کتب فقہ میں کہیں نہیں ملتے لیکن ان کا وجود ناگزیر ہے کیونکہ فقہ کی بے شمار جزئیات اپنے انطباق کیلئے ان قواعد کی مرہون منت ہے۔ ہم ان شاء اللہ اس مضمون میں ان قواعد و ضوابط کی نشاندہی کریں گے کیونکہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان صاحب نے ان تمام قواعد کا کتاب و سنت سے اقتباس کیا ہے اس لئے یہ بات بلا خوف کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت اجتہادی شان کی حامل تھی۔“ (2)

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والہانہ عقیدت و احترام کے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔ نہ صرف اس لئے کہ آپ ان کے نظریات سے مکمل ہم آہنگ ہیں بلکہ اس بات کا اعتراف تو وہ

حضرات بھی بانگ دہل کرتے ہیں، جو نظریاتی طور پر آپ کے مخالف ہیں۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

”دین عقائد اور اعمال کا نام ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں پر مجددانہ بصیرت رکھتے تھے چنانچہ آپ کے زمانے میں جن عقائد و اعمال پر زانغین اور مبتدعین کے زلیخ اور بدعت کی دھند چھا گئی تھی، آپ نے علم ربانی اور نور یزدانی کی فیض آفرینیوں اور ضیاء پاشیوں سے اس دھند کو زائل کر کے حق کو صیقل کر دیا۔“ (3)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

”فقہی مباحث میں جو طبعی اور ریاضی کے مسائل آگئے ان پر ایسے اچھوتے انداز میں بحث کی ہے کہ فارابی اور شیخ بھی دبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انصاف اور دیانت کی نظر سے دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فقہ میں وہ مقام حاصل کیا، جس کی نظیر صدیوں پیچھے نہیں ملتی۔“ (4)

آپ کے اس مقالہ کو اس کی اہمیت کے پیش نظر اب مقالات سعیدی میں شامل کر دیا گیا ہے۔

حیاتِ استاذ العلماء

زمانہ طالب علمی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے پہلی تصنیف حیاتِ استاذ العلماء ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اپنے استاذ علامہ یار محمد بندیا لوی صاحب کی سوانح، اخلاق و کردار اور مذہبی و علمی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کتاب کے کل صفحات 94 ہیں اور سائز 8.5/5.5 ہے، ضخامت آدھ انچ ہے اور اسے پہلی بار محرم 1389ھ بمطابق اپریل 1969ء کو مکتبہ امداد مظہریہ، بندیا ل سے شائع کیا گیا اور بقول ناشر:

”اس کتاب کو دوسری بار 44 سال بعد مولانا یار محمد بندیا لوی صاحب کے 66 ویں عرس کے موقع پر دارالاسلام، اردو بازار لاہور نے شائع کیا۔“ (5)

اس جملہ سے اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

صاحب کتاب بہت خوبصورتی کے ساتھ اپنے استاذ، کے استاذ کے احوال قلم بند کرتے ہیں۔ جن کو علامہ یار محمد بند یا لوی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال پر ماخذ کا درجہ حاصل ہے۔ اسی کتاب کے حوالہ سے علامہ شرف قادری صاحب اپنی معروف کتاب تذکرہ اکابر اہلسنت میں استاذ العلماء کے احوال ذکر کرتے ہیں۔

توضیح البیان لخزان العرفان

یہ کتاب 1969ء میں لاہور کے طباعتی ادارہ حامد اینڈ کمپنی سے شائع ہوئی، کتاب کا سائز 8.5/5.5 ہے، تعداد صفحات 470 اور ضخامت ایک انچ سے زائد ہے۔ اس کتاب کو علامہ موصوف نے شیخ سرفراز گکھڑوی صاحب کی کتاب ”تنقید متین“ اور ”باب جنت“ کے رد میں تحریر کیا ہے، ان دونوں کتابوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ”ترجمہ قرآن کنز الایمان“ اور مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ”خزان العرفان“ پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اسکے علاوہ اہلسنت جماعت کے عقائد و معمولات کو انتہائی سخت تردید و تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا، چنانچہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک و احادیث مشہورہ و متواترہ، اقوال صحابہ و تابعین، معمولات اسلاف و اکابرین اور عبارات فقہائے کرام سے دلائل و براہین جمع کر دیئے ہیں اور ایسا ردِ بلیغ کیا ہے کہ دوبارہ اس کا جواب لکھنے کی جرات نہیں کی گئی۔ اس کتاب کے موضوعات درج ذیل ہیں۔

خلق اور کسب، استعانت و استمداد، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تفویض احکام، کائنات میں تصرف، امتناع کذب، علم غیب، اباحتِ اصلیہ، منافقین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم، ضاد کا مخرج، مروجہ ایصالِ ثواب، نور و بشر، حاضر و ناظر، نذر و نیاز۔

اس کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ استاذ سعیدی صاحب لکھتے

ہیں کہ:

”شیخ سرفراز گکھڑوی نے اپنی اس تصنیف میں 13 مسائل پر تبصرہ کیا ہے اور ان مسائل کو بیان کرتے ہوئے کہیں تحریف سے کام لیا ہے اور کہیں تجاہل سے اور کہیں خلط

بحث سے اپنا کام نکالا ہے اور کہیں دور از کار یا وہ گوئی سے اور کہیں اہلسنت کے ذمہ ایک مسئلہ کو اپنی طرف سے فرض کر کے تعلیٰ اور مبارزت کے ڈونگرے برسائے ہیں اور جگہ جگہ اس کتاب میں نہایت بے باکی اور غلط بیانی اور کوتاہ نظری کا شرمناک مظاہرہ کیا ہے۔ میرے عزیز مولانا ابوالوفاء غلام رسول سعیدی نے ”تنقید متین“ کا جواب دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنی تدریسی اور تعلیمی خدمات انجام دہی کے دوران کچھ وقت نکال کر ”توضیح البیان لخرائن العرفان بجواب تنقید متین“ تحریر فرمائی ہے۔ اس کے جواب میں زیر بحث ہر مسئلہ کو پوری تحقیق اور مستند حوالہ جات کو تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ نیز سرفراز صاحب کی طرف سے طعن و تشنیع اور تجہیل و تعلیٰ کا ”کما تدين تدان“ کے مطابق پوری طرح تحلیل و تجزیہ بھی کر دیا ہے۔ ادب کی لطافت اور اردو زبان کی چاشنی کو بھی قائم رکھا ہے۔“ (6)

ضیائے کنز الایمان

”محاسن کنز الایمان“ کے نام سے ملک شیر محمد اعوان نے کنز الایمان کا دیگر اردو تراجم سے تقابل کیا ہے، جس پر ماہر القادری دیوبندی صاحب نے اپنے رسالہ ”فاران“ بابت ماہ مارچ 1976ء کے شمارہ میں انتہائی توہین و تڑہیق کی جس کے جواب میں آپ رحمہ اللہ کا قلم جنبش کرتا ہے اور صرف تین روز میں آپ نے ان کے تمام تراجمات اعتراضات کا انتہائی مدلل و مسکت جواب دیا۔

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ عنایت اللہ چشتی صاحب لکھتے ہیں:

”میری منصفانہ رائے ہے کہ اگر دیوبندی حضرات تعصب کی عینک اتار کر علامہ سعیدی صاحب کے اس رسالہ کا مطالعہ کریں تو ان پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ دیوبندی مترجمین سے ترجمہ قرآن میں کتنی فاش غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور ان کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی کا ترجمہ کتنا محتاط ہے۔“ (7)

مقالات سعیدی

آپ رحمہ اللہ کی یہ کتاب فرید بک اسٹال لاہور نے شائع کی ہے، اس کتاب کا سائز

5.5/8.5 ہے، کل صفحات 638 اور ضخامت دو انچ ہے۔ اس کی طبع سادس ستمبر 1996ء میں ہوئی۔ یہ کتاب دراصل ان مقالات کا مجموعہ ہے جو اخبارات و جرائد میں برہابرس سے شائع ہوتے چلے آ رہے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

توحید باری و وجود باری تعالیٰ پر عقلی و نقلی دلائل، ختم نبوت، عصمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیثِ لولاک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ، نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح، صدیق اکبر بحیثیتِ محبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، محدث خیر الامم حضرت عمر فاروقِ اعظم اور حدیثِ متعہ، حضرت عثمان، حضرت علی حضرت امیر معاویہ، اعجاز و کرامت، اہلسنت و جماعت کی تعریف، اسلام میں مقامِ انسانیت، اسلام میں مسلمان کی حیثیت، اسلامی فلسفہ عدل و انصاف، نوید شبِ براءت، روزے کے اسرار و رموز، قیامِ رمضان، حقائقِ شبِ قدر، یادِ اسماعیل، حقائقِ قربانی، ضرورتِ اجتهاد، بلا سود معیشت، مسئلہ تقدیر، اسلام اور تسخیر کائنات، نمازِ جنازہ بر طریقہ سنت، علاج کی شرعی حیثیت، زانغ معروف کا شرعی حکم، فلسفہ حدود و تعزیرات، اسلام میں غرباء کا مقام، رشکِ ارم، انڈا حلال ہے۔

ذکر بالجہر

حضور قبلہ سعید ملت رحمہ اللہ نے چند رفقاء کے اصرار پر ایک رسالہ 1969ء میں اس عنوان پر تحریر کیا جس میں فرض نماز کے بعد ذکر بالجہر کو مثبت انداز میں تحریر کیا اور شکوک و شبہات کا رد کیا۔ اس کے جواب میں تقریباً 7 سال کے بعد 1976ء میں شیخ سرفراز گلکھڑوی صاحب نے اس کا جواب تحریر کیا۔ چنانچہ آپ نے ان کے اعتراضات کا جواب تفصیل سے لکھا، جس کو دو حصوں میں دوبارہ 1977ء میں فرید بک اسٹال لاہور نے شائع کیا، کتاب کا سائز 5.5/8.5 ہے، تعداد صفحات 246 ہے اور ضخامت ایک انچ ہے۔ اس کتاب میں ان اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں جو اہلسنت پر مخالفین کی جانب سے کیے جاتے ہیں، اس کتاب میں درج ذیل موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔

اقسام ذکر، قرآن پاک سے ذکر بالجہر پر استدلال، فضائل ذکر بالجہر، ذکر بالجہر پر

اعتراضات کے مدلل جوابات
جبکہ دوسرے حصہ میں۔۔۔

اذان سے قبل و بعد میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا جواز، بعد از وفات نداء بطور استمداد، حکم ذکر بالجہر، اذان میں زیادتی کا شبہ، نماز میں ”السلام و علیک یا ایہا النبی“ کہنا انشاء ہے۔

مقام ولایت و نبوت

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب 1982ء میں طبع ہوئی، اس کتاب کا سائز 8.5/5.5 ہے، تعداد صفحات 218 اور ضخامت تقریباً ایک انچ ہے۔ یہ کتاب انتہائی کم وقت میں مکمل کی گئی اور یہ بھی دراصل شیخ سرفراز گلکھڑوی صاحب کی کتاب ”اتمام البرہان“ کے جواب میں تحریر کی گئی۔

اپنی کتاب کو اپنے استاذ محترم کی طرف منسوب کرتے ہوئے کچھ اس طرح رقم طراز ہیں۔

”میں اپنی اس تالیف کو سب سے پہلے استاذ حضرت علامہ مولانا عبدالجید اویسی کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، جو میرے سب سے پہلے استاذ ہیں، جنکی بے پناہ شفقتوں سے میں علم دین کو کما حقہ حاصل کرنے کے قابل ہوا۔ آج جب بھی ان کا انداز لطف و کرم یاد آتا ہے تو آنکھیں پُر نم ہو جاتی ہیں۔“ (8)

اکابرین اور بزرگان دین سے یہی عقیدت ہے جس کے سبب اللہ کریم نے آپ کو اس قدر خوبیوں سے نوازا ہے۔ اس کتاب میں نبوت و رسالت اور معجزات و کرامات پر اعتراضات کے قرآن کریم و احادیث مبارکہ و اقوال صحابہ و آثار تابعین اور ارشادات صالحین کی روشنی میں مدلل جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے اب تک دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

تذکرۃ المحدثین

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب 1977ء میں فریڈ بک اسٹال لاہور نے شائع کی، کتاب کا سائز 8.5/5.5 ہے، کل صفحات 352 اور ضخامت تقریباً ایک انچ سے زائد ہے۔ اس کتاب میں علامہ موصوف نے محدثین کرام کی خدمات علم حدیث اور ان کی ماہیہ ناز تصانیف کا تعارف انتہائی خوبصورت اور مفصل انداز میں پیش کیا ہے۔ خصوصاً ائمہ مذاہب اربعہ، امام محمد اور امام طحاوی کے حالات و خدمات کو مفصل اور مدلل انداز میں لکھا ہے۔ اس کے علاوہ محدثین کرام جن میں ائمہ صحاح ستہ کی سوانح اور ان کی کتابوں پر مبسوط و جامع تفصیل مع حوالہ جات رقم کی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کے مقدمہ میں مختلف موضوعات جن میں تعریف و اقسام حدیث، حجیت حدیث، ضرورت حدیث، تدوین حدیث، اقسام کتب حدیث، طبقات کتب حدیث، مراتب ارباب حدیث پر انتہائی جامع و مانع بحث شامل ہے۔

فقہ ملت مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ المحدثین کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”ترجمے سے پہلے حضرت مولانا غلام رسول صاحب سعیدی مدظلہ کا ایک بہت مفید مقدمہ ہے، جس میں ابتداءً امام بخاری کے احوال بہت جامعیت کے ساتھ لکھے گئے ہیں پھر ان کی اس کتاب کے خدوخال کو بہت ہی محققانہ طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔ اخیر میں منکرین احادیث کے رد کے لئے حدیث کا حجت ہونا بڑے ہی مدلل طور پر بیان کیا ہے، پھر اس ضمن میں تدوین حدیث کی مختصر تاریخ پیش کی ہے، اخیر میں اصطلاحات حدیث کو درج کیا ہے۔ یہ مقدمہ بہت جامع اور اہم ہے۔ میں نے اپنی اس کتاب میں ان کے مقدمہ سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے۔“ (9)

منشاء تابلش قصوری تذکرۃ المحدثین کے بارے میں لکھتے ہیں:

”یہ حسین و جمیل علمی و تحقیقی تصنیف حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب سعیدی کے قلم کا وہ عظیم شاہکار ہے جس نے نہ صرف دور حاضر کی ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا ہے

بلکہ اس کاوش سے مستقبل کا مورخ استفادہ کیے بغیر نہ رہ سکے گا۔ اس زندہ و جاوید کتاب پر بصیرت افروز تعارف سونے پر سہاگہ کا مصداق ہے جو حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی کے فکر و نظر کی گہرائی و گیرائی پر دال ہے۔“ (10)

مقالاتِ کاظمی

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ طریقت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مقالات جو مختلف اخبارات و جرائد میں شائع ہوئے، انہیں یکجا کر کے انتہائی جانفشانی سے چار جلدوں میں بعنوان ”مقالاتِ کاظمی“ مرتب کیا۔ جلد اول کے کل صفحات 538 ہیں، جسے کاظمی پبلیکیشنز ملتان نے آٹھویں مرتبہ مارچ 2013ء میں شائع کیا، جس سے اس کی مقبولیت اور اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس کی ابتداء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کی سوانح اور خدمات کے عنوان سے بیس صفحات پر مشتمل انتہائی جامع و مانع تحریر رقم کرتے ہیں جس میں آپ کی سوانح، ابتدائی حالات، تدریسی خدمات، ملتان میں انوار العلوم کا قیام، تحریک پاکستان اور جمعیت علماء پاکستان میں حضرت کا کردار، جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں محکمہ اوقاف کی طرف سے بحیثیت شیخ الحدیث کی تقرری، علامہ صاحب کے معرکہ الآراء مناظرے اور تصانیف و تلامذہ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

تاریخِ نجد و حجاز

مفتی عبداللہ نورانی زید مجدہ نے دوران انٹرویو فرمایا:

”علامہ سعیدی صاحب کی اور ایک کتاب ”تاریخِ نجد و حجاز“ ہے آپ نے یہ کتاب جامع نعیمیہ لاہور میں دوران تدریس مرتب کی، جب اس کے چھپوانے کے لئے مشورہ کیا تو بعض احباب نے کہا کہ آپ نے اب تک حج کی سعادت حاصل نہیں کی اور اس کتاب میں نجد یوں کے دجل و فریب کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اگر آپ کے نام سے یہ کتاب شائع ہو جائے تو سعودی حکومت آپ پر پابندی لگا دے چنانچہ اس وجہ سے آپ نے اس کتاب کو مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے نام سے شائع کیا۔“ (11)

اس بات کی تائید آپ رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”علامہ شامی نے نجدیوں کو بھی خارجی قرار دیا ہے، اس مسئلہ پر تاریخ نجد و حجاز میں ہم نے مکمل بحث کر دی ہے۔“ (12)

اس کتاب کا موجودہ نسخہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے نام سے جون 2013ء میں نورانی کتب خانہ کراچی نے شائع کیا اس کتاب میں 484 صفحات ہیں اور اس کتاب میں ٹھوس دلائل کے ساتھ اخبارات و رسائل کے حوالہ جات کے ساتھ تاریخ پر بحث کی گئی ہے، صرف ایک باب میں عقائد سے بحث کا بیان ہے۔

مفصل تعارف و خصوصیات و منتخب مباحث

✽ شرح صحیح مسلم

✽ تبیان القرآن

✽ نعمۃ الباری / نعم الباری

✽ تبیان الفرقان

شرح صحیح مسلم کا تعارف و خصوصیات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف ”شرح صحیح مسلم“ کے نام سے موسوم ہے، جو کہ سات ضخیم مجلدات اور تقریباً آٹھ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ایک جلد پر فہرست اور دیگر ابحاث رقم کی گئی ہیں اور اسے آٹھویں جلد قرار دیا گیا ہے۔ یہ شرح دراصل علوم جدیدہ و قدیمہ، روایت و درایت، جرح و تعدیل، ناسخ و منسوخ، صرفی و نحوی قواعد سے مسائل کا استنباط، مذاہب اربعہ کی امہات کتب سے کثرت حوالہ جات، راجح و مرجوح اقوال وغیرہ وغیرہ الغرض علوم اسلامی کا عظیم شاہکار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرح کا آغاز 1980ء میں کیا اور تقریباً 1994ء میں یہ تحقیق و تدقیق اور علم و فقہ کا انسائیکلو پیڈیا اپنے اختتام کو پہنچا، جو کہ بھرپور انداز میں اہل علم اور تشنگان علم کو سیراب کر رہا ہے۔

شرح صحیح مسلم کے چند خصائص:

شرح صحیح مسلم کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- 1- احادیث کا عام فہم، سلیس، آسان اور با محاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔
- 2- قدیم شروحات کی روشنی میں ہر باب کے آغاز میں اس باب کے بارے میں اور اس کی ترتیب پر کلام کیا گیا ہے۔
- 3- اصول حدیث کو احادیث کے رد و قبول کا معیار بنایا گیا ہے اور فن حدیث پر بحث کی گئی ہے۔
- 4- ہر مسئلہ کی تحقیق میں سب سے پہلے آیات قرآنیہ، پھر احادیث صحیحہ، آثار صحابہ و تابعین، مذاہب ائمہ اربعہ، متقدمین و متاخرین کی عبارات سے استشہاد اور آخر میں ذاتی موقف پر دلائل و براہین لے کر آئے ہیں۔
- 5- اس شرح کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اکثر مسائل کی تحقیق میں فقہ حنفی کی دیگر مذاہب پر ترجیح کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔
- 6- منکرین حدیث اور مستشرقین کے اعتراضات و شبہات کا عقلی و نقلی دلائل سے رد کیا گیا ہے۔
- 7- علمی اختلاف کی صورت میں شائستہ اور نرم روش اختیار کی گئی ہے۔
- 8- عصر حاضر سے متعلق مسائل پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے مثلاً فوٹو گراف، ویڈیو، ٹیلی ویژن، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیٹھک ادویہ کا استعمال، انتقال خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبط تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رویت ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام اور ان جیسے بیشتر عصری مسائل پر انتہائی مدلل اور محققانہ انداز میں بحث کی گئی ہے۔
- 9- کئی مقامات زیر بحث مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے مذاہب کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔
- 10- احادیث سے مستنبط ہونے والے فوائد و مسائل بھی مختصراً ذکر کیے ہیں۔

11۔ اہلسنت وجماعت کے عقائد و معمولات کی تشریح و توضیح اور مخالفین کی مہذب گرفت کے ساتھ ساتھ عقائد میں غلو سے احتراز کیا گیا ہے۔

12۔ کئی مقامات پر اپنے مسلک کے امام مولانا احمد رضا خان سے شدید علمی اختلاف کر کے ان کی مخالفت میں دلائل دے کر اس جمود کو توڑا ہے کہ ”کلام الامام، امام الکلام“

13۔ اکابرین مفسرین و شارحین کے مسامحات پر باوقار تنقید اور تتبع بھی کیا ہے۔

14۔ تمام شروحات کی تحقیق کا نچوڑ بڑی عرق ریزی سے پیش کیا ہے۔

اسلوب شرح

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ہر باب کے بیشتر احادیث کو یکجا کر کے ان کا با محاورہ اور سلیس اردو ترجمہ تحریر فرماتے ہیں، بعد ازاں مختلف عنوانات کے تحت ترجمہ کردہ احادیث کی شرح اور ان سے تعلق رکھنے والے مباحث پورے شرح و بسط کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے معتمد شارحین حدیث کے اقوال کو مکمل حوالہ جات کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور حدیث کے ماتحت گفتگو کرتے ہوئے زیر بحث مسئلہ پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے استشہاد کرنے کے ساتھ ساتھ اکابرین کے پیش کردہ دلائل پر بحث و نظر اور ان سے اختلاف کی صورت میں اپنے موقف کی تشریح کرتے ہیں۔ چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی، علامہ سعیدی علیہ الرحمۃ کی تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں:

”فاضل مؤلف کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ایک باب کے بیشتر احادیث ایک ساتھ ذکر کر کے ان کا اردو ترجمہ تحریر فرماتے ہیں، پھر ان احادیث سے تعلق رکھنے والے مباحث پورے شرح و بسط کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔“ (13)

اس ضمن میں قاری عبدالمجید شرقی (برطانیہ) شرح صحیح مسلم پر اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں:

”علامہ کا شرح صحیح مسلم میں اسلوب یہ ہے کہ آپ جس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو پہلے قرآن مجید کی آیات سے استدلال کرتے ہیں، پھر احادیث صحیحہ سے استشہاد کرتے ہیں،

پھر آئمہ اربعہ کے اقوال ان کے اصل ماخذ سے پیش کرتے ہیں اس کے بعد اس پر اٹھنے والے جدید و قدیم اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں، اس کتاب کو پڑھنے سے قاری کو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اس کو لکھتے وقت صدہا کتابوں کا عمیق مطالعہ کیا ہے۔“ (14)

اندازِ تحقیق

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب تحقیق انتہائی محتاط ہے آپ سب سے پہلے کسی بھی مسئلہ میں اسلام کے اولین ماخذ قرآن مجید سے رجوع کرتے ہیں پھر احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ و تابعین سے مختلف آراء جمع کرتے ہیں اس کے بعد آئمہ اربعہ کی امہات کتب سے استشہاد پیش کرتے ہیں اور مذاہب فقہاء کے دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت کرتے ہیں پھر اکثر جگہ احناف کے موقف کی برتری کو واضح کرتے ہیں اور آخر میں اپنا ذاتی نظریہ پیش کرتے ہیں علامہ سعیدی صاحب کی شرح صحیح مسلم در حقیقت فقہ کا انسائیکلو پیڈیا ہے اس پر نقد و تبصرہ اور اظہار رائے کرنا یقیناً ناممکن تو نہیں پر مشکل ضرور ہے:

”میں جس مسئلے میں کوئی رائے قائم کرتا ہوں تو اس کی بنیاد قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اجماع و قیاس سے بھی استدلال کرتا ہوں، ان مسائل سے مراد عصری مسائل ہیں، امام ابو حنیفہ جن مسائل کا استنباط کر چکے وہ مفروع عنہا ہیں البتہ امام ابو حنیفہ سے جن مسائل میں دیگر اکابر احناف نے دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے ان کا معاملہ الگ ہے، یا جن مسائل میں ضرورت کی بنیاد پر دوسرے آئمہ کے اقوال پر فتویٰ دیا ان کا معاملہ جدا ہے تاہم بالفرض اگر کسی مسئلے میں میری رائے قرآن، حدیث یا اجماع مجتہدین کے خلاف ہو تو میری رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اصل حجت قرآن، حدیث اور اجماع مجتہدین ہے۔“ (15)

عصری مسائل

اس کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت اور علماء متقدمین اور محققین کی عبارات کی روشنی میں عصر حاضر کے مسائل جیسے فوٹو گراف، ویڈیو، ٹیلی ویژن، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز،

پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیٹھک ادویہ، انتقال خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبط تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رویت ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام وغیرہ پر جامع گفتگو کی گئی ہے۔

چنانچہ مفتی تقی عثمانی مزید لکھتے ہیں:

”اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے صرف روایتی بحث پر زور دینے کے بجائے ان مسائل پر زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، جو ہماری عصر حاضر سے متعلق ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں انہوں نے فوٹو گراف، ریڈیو، ٹیلیویشن، ویڈیو، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیٹھک ادویہ، انتقال خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبط تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رویت ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام اور اس جیسے بہت سے عصری مسائل پر عالمانہ بحثیں کی ہیں۔“ (16)

معروضی طرز تحقیق

معروضی طرز تحقیق یہ ہے کہ کسی بھی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے خالی الذہن ہو کر نصوص قرآن و حدیث، آثار صحابہ و تابعین اور اقوال ائمہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی مسئلہ پر گہرائی و گیرائی سے غور و خوض کرے اور اس کے بعد جو نتیجہ اس کے قلب و ذہن پر منکشف ہو اس کا من و عن اظہار کرے۔ یہ بات قابل تعریف ہے کہ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا انداز استدلال ”معروضی تحقیق“ کے مطابق ہے۔ چنانچہ مفتی نبیب الرحمن لکھتے ہیں:

”میں دوران تصنیف مصنف سے انتہائی فکری قرب کی بناء پر شرح صدر کے ساتھ بہ بانگِ دہل یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اس کتاب کی تصنیف اور ترتیب و تسوید کے دوران مصنف کا انداز فکر سو فیصد معروضی رہا ہے۔“ (17)

چنانچہ مفتی تقی عثمانی، علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی اندازِ تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں:

”یہ بات واضح اور قابل تعریف ہے کہ ان کا انداز استدلال اور اسلوب بیان

”معروضی تحقیق“ کے شایانِ شان ہے۔“ (18)

اندازِ تنقید

علامہ سعیدی صاحب نے نہ صرف اجتہادی صلاحیتوں سے بہت سے نئے مسائل پر بے مثال تحقیق کی ہیں بلکہ بعض اکابرین کے تسامح پر بھی ان کی شائستہ گرفت کی ہے، آپ جب کسی مسئلہ میں دوسروں سے اختلاف کرتے ہیں تو اپنے موقف پر بکثرت عقلی اور نقلی دلائل پیش کرتے ہیں اور جس کا تعاقب کرتے ہیں اُس کا بڑی عزت اور احترام سے ذکر کرتے ہیں، شمس الائمہ علامہ سرخسی حنفی کا نظریہ یہ ہے کہ اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو عورت کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا جائز ہے اور حضرت علامہ کے نزدیک مواضع ضرورت کے علاوہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ بھی واجب الستر ہے۔ اس مقام پر علامہ سرخسی سے اختلاف کرتے ہوئے علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”ہم علامہ سرخسی کی گردِ نعلین کو بھی نہیں پہنچتے، فقہ حنفی کی خدمت کر کے علامہ سرخسی نے جو ملت اسلامیہ پر عظیم احسان کیا ہے اس کے بوجھ سے ہم کبھی سر نہیں اٹھا سکتے، لیکن علامہ سرخسی کے تمام علم و فضل کے باوجود ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو ستر سے مستثنیٰ کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل عورت کو بغیر کسی استثناء کے واجب الستر قرار دیا ہے۔“ (19)

اس کی تائید مفتی تقی عثمانی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”انہوں نے اسلامی علوم پر تمام متداول کتابوں سے کسی مذہبی تعصب کے بغیر استفادہ کیا ہے اور جہاں کہیں کسی دوسرے مصنف پر تنقید کی ہے، وہاں بھی اپنے قلم کو جارحیت کے داغ سے محفوظ رکھتے ہوئے محض علمی تنقید کا راستہ اپنایا ہے۔ مسائل کی تحقیق میں بھی انہوں نے وہی راہ اختیار کی ہے، جو ان کو اپنے قلب و ضمیر کے مطابق دلائل سے زیادہ قریب نظر آئی، چنانچہ انہوں نے بعض فقہی مسائل میں مولانا احمد رضا خاں صاحب سے بھی دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔“ (20)

فقہی مذاہب کا بیان

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سے متعلقہ مباحث و مسائل کی کتب تفسیر و حدیث سے ائمہ مفسرین اور محدثین کی باحوالہ تصریحات نقل کرتے ہیں اور علم فقہ کے موضوعات پر فقہاء کرام کی آراء باحوالہ نقل کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر علامہ صاحب نے زیر بحث مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے بالتفصیل مذاہب بھی بیان کیے ہیں اور اس سلسلے میں ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔

مثال کے طور پر اہل علم کے درمیان ایک مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ غیر کفو میں لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کی وضاحت میں علامہ سعیدی صاحب نے ائمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کے مذاہب ان کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں صرف ان کتابوں کے نام ذکر کیے جا رہے ہیں، جو آپ نے اپنے موقف کی وضاحت کے لئے پیش کی ہیں۔

کتاب احناف: المبسوط للسرخسی، فتاویٰ قاضی خان، ہدایہ، کفایہ، فتح القدر، بزازیہ، خلاصۃ الفتاویٰ، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، الدر المنثور علی الملتقی، الدر المختار، تبیین الحقائق، شرح الکنز، فتاویٰ عالمگیری۔

کتاب شوافع: کتاب الام للامام الشافعی، المیزان الکبریٰ للشعرانی، روضۃ الطالبین للامام نووی۔

کتاب مالکیہ: المدونۃ الکبریٰ للثوخی۔

کتاب حنابلہ: المغنی لابن قدامہ۔

اور چاروں مذاہب کا ذکر کر کے دلائل و براہین سے فقہ احناف کی برتری کو ثابت کیا

ہے۔“ (21)

اعتراف حق: علامہ سعیدی صاحب نے شرح صحیح مسلم کے پہلے مطبوعہ کے چھپ جانے کے بعد اس پر نظر ثانی کی ساتھ ساتھ آپ کے بعض معاصر نے چند مسائل کی طرف آپ کی توجہ

مبذول کروائی چنانچہ ان مسائل میں غور و خوض کرنے کے بعد آپ نے اپنے بعض تسامحات سے رجوع کیا خود لکھتے ہیں:

”میں نے اس کتاب میں جو مباحث لکھیں ہیں کہ وہ خوب غور و خوض کر کے لکھیں اور بعض مسائل میں اپنے معاصر علماء کی رائے سے بھی استفادہ کیا ہے، اس کے باوجود میں انسان ہوں اور اپنے آپ کو فکری غلطیوں اور اجتہادی خطاؤں سے مبرا نہیں سمجھتا، صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین نے بھی بعض امور میں اپنی آراء سے رجوع کیا ہے اور یہی للہیت کی نشانی ہے بعض چیزوں میں مجھ پر فکری غلطی واضح ہوئی اور میں نے ان سے رجوع کر لیا، حضرت علامہ سیالوی مدظلہ نے رجم کی بحث میں میری ایک فکری غلطی کی طرف توجہ دلائی تو میں نے اس سے رجوع کر لیا اور جلد رابع کے دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی، میں نے جلد ثالث میں حضرت زینب بنت جحش کو ہاشمی لکھ دیا تھا بعض دوستوں نے اس پر متنبہ کیا کہ وہ تو بنو اسد سے ہیں تو میں نے دوسرے ایڈیشن میں اصلاح کر دی اسی جلد ثالث میں روزے میں انجکشن لگوانے کے مسئلے میں اپنی پہلی رائے سے رجوع کر لیا۔ بعض علما نے متنبہ کیا کہ جلد اول میں، میں نے داڑھی میں قبضے کو واجب لکھا ہے تو میں نے اس سے رجوع کر لیا۔ بہر حال میں شرح صحیح مسلم پر غور و فکر کرتا رہا ہوں اور قبول حق کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہوں، کسی مسئلے میں میرا ذاتی کوئی نظریہ نہیں ہے، میں وہی لکھتا ہوں جو قرآن و حدیث اور سنت سے منکشف ہوتا ہے میں نے جو کچھ پہلے لکھا ہے وہ بھی اللہ کے لئے لکھا تھا اور جس رائے سے رجوع کیا وہ بھی اللہ کے لئے رجوع کیا ہے کچھ کتابت کی اغلاط بھی علم میں آتی رہتی ہیں اور بعد والے ایڈیشنوں میں ان کی اصلاح کر دی جاتی ہے میں اپنی طرف سے اس کتاب کی صحت و درستگی کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن یہ ایک بندے و بشر کی کوشش ہے اور اغلاط و نقائص سے منزہ نہیں ہے، کامل ذات صرف اللہ کی ہے۔“ (22)

شرح صحیح مسلم کے خصوصی مباحث

اسلوب شرح اور مختصر تعارف کے بعد سطور آئندہ میں شرح صحیح مسلم کے خصوصی

مباحث کا مفصل ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ اس شرح کی دیگر شروحات پر تفوق و برتری کا بخوبی اندازہ ہو سکے۔

جلد اول

شرح صحیح مسلم جلد اول جہازی سائز کے تقریباً 1358 صفحات پر مشتمل ہے، جس میں فہرست مضامین تیس صفحات پر اور مقدمہ 131 صفحات پر مشتمل ہے، اس کے علاوہ کچھ تقاریظ بھی شامل ہیں۔

اس جلد میں کچھ خصوصی مباحث کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جن میں کتاب الایمان سب سے پہلی کتاب ہے اس میں علامہ صاحب نے ایمان کا لغوی و شرعی معنی، اس بات کی تحقیق کہ کیا اسلام اور ایمان متغایر ہیں یا متحد ہیں، رضی اللہ عنہ علماء و صلحا کے ساتھ کہنے کا جواز، تقدیم کے لغوی و اصطلاحی معانی، ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جواز، انجکشن سے روزے ٹوٹنے کی تحقیق، ماتم، تعزیہ اور تقیہ کی حرمت، تعریف و تحقیق، نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحقیق، معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم لغوی و اصطلاحی معانی کے ساتھ ساتھ مفصل و مربوط ذکر، نمازوں کی فرضیت، دیدار الہی کی تحقیق، شق صدر پر بحث، حاضر و ناظر کا مفہوم، انبیا و اولیاء کا جسم مثالی کے ساتھ آن واحد میں متعدد جگہ پر پایا جانا، شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق۔ کتاب الحیض کے تحت طہارت اور وضو کی مفصل بحث، داڑھی میں قبضہ پر مختلف نظریے، کتاب الصلوٰۃ کے تحت اذان کی ابتداء اور مشروعیت، اذان سے قبل و بعد صلوٰۃ و سلام کی تحقیق، حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کی تحقیق، آمین بالجہر اور آمین بالسر پر بحث و تمحیص، تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قصد اسلام عرض کرنے کی تحقیق وغیرہ وغیرہ۔

جلد ثانی

دوسری جلد تقریباً 1041 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں کتاب المساجد، شفاعت، صلوٰۃ المسافر، فضائل القرآن، جمعۃ المبارک، صلوٰۃ العیدین و استسقاء، کسوف، جنازہ اور کتاب الزکوٰۃ پر مفصل تحقیق کی گئی ہے۔

خصوصی مباحث میں مسجد کی تعریف و فضیلت اور غیر مسلموں کی مالی اعانت، شفاعت کے لغوی و اصطلاحی معانی، مسئلہ شفاعت پر قرآن و حدیث سے دلائل، نسخ پر مفصل بحث، ریڈیو ٹی وی اور تصاویر کا حکم، ثبوت جنات اور ان کے افعال احوال پر بحث و تمحیص، روایت ”تلك الغرائق“ پر تفصیلی بحث، کیفیت رفع سبابہ اور مذاہب اربعہ، عذاب قبر پر تحقیق، مستحق امامت کا بیان، قنوت نازلہ پر بے مثال تحقیق، قصر اور مسافت قصر، مدت قصر مسافت کا تفصیلی خاکہ، بحری جہاز، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز، جمع بین الصلوٰتین، رکعات تہجد، تراویح اور وتر کی بحث، بدعت کا لغوی و شرعی مفہوم اور اقسام پر تفصیلی بحث، قرآن مجید کے فضائل و برکات، آلات غنی اور موسیقی کے احکام، سورج گرہن اور نماز کسوف کا بیان، نماز جنازہ کے متعلقہ مسائل اور غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر دلائل، مزارات پر گنبد، چادر و پھول چڑھانا اور قبر پر نام لکھنے سے متعلقہ مسائل، مسجد میں نماز جنازہ کا حکم، پوسٹ مارٹم کے مسائل، ایلو پیٹھک دوائیوں سے علاج، انسانی اعضاء کی پیوند کاری جواز اور عدم جواز پر بحث، والدین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان پر شاندار بحث، خودکشی کے احکام، شہید کی نماز جنازہ، زکوٰۃ کے لغوی و شرعی معانی اور فلسفہ، زرعی پیداوار اور مختلف اشیاء پر زکوٰۃ، پراویڈینٹ فنڈ پر زکوٰۃ کی تحقیق، صدقہ فطر اور ایصال ثواب سے متعلقہ مسائل پر بحث، گستاخ رسول کا حکم اور گستاخانہ کلام پر بحث، غیر نبی کے لئے صلوٰۃ و سلام پر بحث و نظر شامل ہیں۔

جلد ثالث

تیسری جلد 1194 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں کتاب الصیام، کتاب الاعتکاف، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق اور کتاب اللعان شامل ہیں۔ خصوصی مباحث میں روزے کی تعریف و شرائط و احکام، رویت ہلال کے مسائل اور مذاہب اربعہ سے دلائل، رویت ہلال کے اعلان کا طریقہ مع ریڈیو اور ٹی وی پر دیگر احکام شریعہ کے اعلانات پر عمل کرنا، دائمی مرض اور بڑھاپے کی بناء پر روزے کا فدیہ، یوم

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی، محفل میلاد کی ابتداء، شوال کے چھ روزوں کی مشروعیت، شب قدر کی فضیلت اور ختم قرآن، اعتکاف کا لغوی و شرعی معانی، حج کا لغوی و شرعی معنی، فلسفہ حج، مذاہب اربعہ میں احرام کی کیفیت، اجتہاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فقہاء کا اختلاف، حج کے میقات، تلبیہ کا وقت اور طریقہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازدواج کی حکمتیں اور اس پر وارد اعتراضات کے جوابات، اجتہاد و تقلید کے لغوی و اصطلاحی معانی، تقلید کی اقسام اور ضرورت تقلید، فقہ حنفی کی ترجیح، اقسام حج میں مذاہب اربعہ، فضیلت قرآن، متمتع پر قربانی یا دس روزے کے واجب ہونے کا بیان، تبرکات کی برکات میں فقہاء کی عبارات، تعمیر و تاریخ کعبہ کا مکمل بیان، امام حسین کا بیعت یزید پر موقف، یزید پر لعنت کی بحث، مکہ اور مدینہ کی افضلیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور منبر کی فضیلت، قبر انور کے عرش سے افضل ہونے کی تحقیق، فضائل و فوائد نکاح، نکاح میں مذاہب فقہاء، حرمت متعہ، تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا حکم، شیخ ابن تیمیہ کے نظریات، طلاق ثلاثہ کی بحث، رضاعت کے لغوی و شرعی معانی اور احکام، مسئلہ کفو کی مبسوط تحقیق، عدالتی طلاق کے مسائل، مفقود الخبر کی بیوی کا حکم، نان و نفقہ نہ دینے والے شوہر کے احکام، لعان کے لغوی و اصطلاحی معانی اور احکام، جمعہ کے دن حج کو حج اکبر کہنے کی تحقیق۔

جلد رابع

چوتھی جلد 911 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں کتاب العتاق، کتاب البیوع، کتاب المساقاة، کتاب المزروعات، کتاب الوصیة، کتاب النذر، کتاب الایمان، کتاب القصاص، کتاب القیامة، کتاب الدیات، کتاب الحد و شامل ہیں۔

خصوصی مباحث میں عتق کے لغوی و اصطلاحی معانی۔ اسیران جنگ کی تحقیق، مفہوم مخالف پر بحث، بیع کا لغوی و شرعی معنی، جعلی اشیاء کے بارے میں اسلامی حکم، انعامی بانڈز کی تحقیق، قمار، حقوق کی بیع اور کتاب پر رائٹی کی تحقیق، مفلس (دیوالیہ) کے لغوی و شرعی معانی، بذریعہ انجکشن نطفے کو رحم میں پہنچانا، قرض کی معافی کے فضائل و مسائل، الکحل کا حکم

شرعی، الکل آمیز ادویات، پرفیوم، الکل اور اسپرٹ کے بارے میں مذاہب اربعہ اور مصنف کا موقف، حیلے کی تحقیق، سود کا بیان، وصیت کا لغوی و شرعی معنی، میت کو صدقات کا ایصال ثواب، وقف کا بیان، اولیاء اللہ کی نذر ماننے کا معروف طریقہ، اغلاط العوام اور اصلاحی صورتیں، غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت، ڈاکوؤں اور مرتدوں کے احکام، آلہ قصاص میں مذاہب اربعہ، فقہائے احناف کی نظر میں اقسام قتل، پھانسی کے ذریعے قصاص لینے کا حکم، آلات قصاص میں مصنف کی تحقیق، عورت کی نصف دیت کی تحقیق، حدود میں عورتوں کی گواہی کی تحقیق، چور کا کٹے ہوئے ہاتھ کو پیوند کرانا، حرمت زنا قرآن و سنت کی روشنی میں، رجم کی تحقیق، حرمت خمر میں مذاہب، تعزیری کوڑوں کی مقدار، اسلام میں بیعت کا تصور، تبدیلی بیعت اور تجدید بیعت کا حکم، قذف کا لغوی و شرعی معنی و حکم، پگڑی پر بحث و نظر، مرتد کے قتل کی بحث، اسلامی حدود پر اعتراضات کے جوابات، سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت، کمیونزم اور سوشلزم کا تعارف اور بحث، بینک کے سود کی تحقیق۔

جلد خامس

پانچویں جلد میں 982 صفحات ہیں۔ کتاب الاقضیہ، کتاب الجہاد والسیر، کتاب الامارۃ کی توضیح و تشریح شامل ہیں۔

خصوصی مباحث میں قضا کا لغوی و شرعی معنی، منصب قضا کی فضیلت و اہمیت، قضا و اجتہاد کے مباحث، عوام و فقہاء کی تقلید کا فرق، رشوت کی تحقیق اور شرعی حکم، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر اور نور ہونے کی تحقیق، خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، علم غیب کی تحقیق، قضا کے ظاہر و باطن نافذ ہونے کی تحقیق، لذت و آسائش کے لئے مال خرچ کرنے کی تحقیق، مجتہد و مقلدین کے درجات، فاتحہ، چہلم، عرس وغیرہ کے دنوں کی تعیین و تخصیص پر دلنشین تحقیق، شہادت کی لغوی و اصطلاحی تعریف و اقسام و حکم، گناہ صغیرہ و کبیرہ کی تحقیق، عورت کی شہادت کی تحقیق، لقطہ کی تعریف و اقسام و حکم، مہمان نوازی و ضیافت و خاطر مدارات کی تفصیل، جہاد کا لغوی و شرعی معنی و احکام و اقسام، ہجرت کی تحقیق، عہد کی اقسام اور عہد شکنی کی حرمت،

حدیث ردّ شمس کی تحقیق، جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ احساناً رہا کرنے کی تحقیق، مال فئے و غنیمت کے متعلق بحث، مسئلہ فدک، حدیث لانورث پر سیر حاصل بحث، مسئلہ خلافت، مسئلہ خلافت صدیق اکبر پر عمدہ تحقیق، غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول، قیام تعظیمی کی تحقیق، اہل کتاب کے ذبیحہ پر جامع بحث، اہل کتاب عورتوں سے نکاح کے متعلق احکام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کا فر بادشاہوں کے نام، غزوہ حنین، غزوہ طائف، غزوہ بدر، فتح مکہ، غزوہ خیبر اور صلح حدیبیہ کا بیان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کا بیان، غزوہ احزاب و اُحد کا بیان، سجدہ شکر کی تحقیق، پردے کی تحقیق، حجاب سے متعلق مسائل، خلافت اسلامی اور دور حاضر کی اسلامی حکومت کی تحقیق، جوئے کی تعریف، لاٹری و سٹو وغیرہ کی تحقیق، بیمہ کی تحقیق، حیات شہداء کی تحقیق، حکمی شہداء کی اقسام، سیدنا امام حسین کے خروج کی تحقیق۔

جلد سادس

چھٹی جلد 1262 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں کتاب الصيد والذباح، کتاب الاضحیہ، کتاب القتل، کتاب الشعر کتاب الرویہ، کتاب الفضائل، کتاب الاثریہ، کتاب اللباس والزینہ، کتاب الادب وغیرہ کی تشریح کی گئی ہے۔

خصوصی مباحث میں شکار کے حلال جانوروں اور ذبیحوں کا بیان، سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کا حکم، بندوق سے مارے ہوئے جانوروں کی تحقیق، سمندر میں مرے ہوئے جانور کی اباحت، گھوڑے اور گوہ کے گوشت کا حکم، ہڈی اور خرگوش کھانے کا جواز، برقی اور مشینی آلات سے ذبح کا حکم، قربانی کے اوّل وقت میں مذاہب فقہاء، قربانی کا آخری وقت، قربانی کے جانور کی عمریں، قربانی کی کھال، تین دن میں قربانی کا گوشت کھانے میں مذاہب فقہاء، ایصال ثواب کے لئے جانوروں کے ذبح کا حکم، نشہ آور مشروبات کا بیان، خمر کی حرمت پر دلائل و متعلقہ احکام پر مباحث، بھنگ کا شرعی حکم، تمباکو نوشی کے نقصانات سے متعلق جدید تحقیق، الکحل کی قلیل مقدار کے جواز اور ایلو پیتھک دواؤں اور پرفیوم کے جواز کا بیان، خمر سے علاج کرنے کی حرمت، کھانے پینے کے آداب

واحکام، آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک حاصل کرنا، علم دین کے طلبہ کا اعزاز و اکرام اور آداب ضیافت۔ سونے اور چاندی کی حرمت کے متعلق احادیث، کفار و فساق کی مشابہت کے سلسلے میں مصنف کا موقف، لباس میں انکسار اور موٹے لباس کی تحقیق، غالیچہ اور قالین کا بیان، تکبر سے کپڑا لٹکانے کی تحقیق، مردوں کے ٹخنے سے نیچے لٹکنے والے لباس کے ممانعت کی تحقیق، مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت، بال رنگنے کی تحقیق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کی تحقیق، داڑھی کی بحث، جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت، تصویر اور فوٹو گراف کے متعلق مصنف کا موقف، مصنوعی بال لگانے لگوانے، گدوانے اور پلکوں کے بال نوچنے اور نچوانے، دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کی ممانعت، ادب کا لغوی و اصطلاحی معنی، کنیت رکھنے کی تحقیق، انبیاء و صالحین کے نام پر نام رکھنے کا جواز، برے نام رکھنے کی کراہیت، انبیاء و مومنین پر اللہ کے سلام کا بیان، سلام کے فضائل و مسائل، مصافحہ کا شرعی حکم، طب، بیماری، جھاڑ پھونک اور دم کرنے کی تحقیق، تعویذات لگانے کی تحقیق، خون اور کسی دوسری نجس چیز کے ساتھ تعویذ لکھنے کا حکم، جادو کی تحقیق، قرآن مجید اور اذکار مسنونہ سے دم کرنے اور اس پر اجرت لینے کا حکم، تعلیم قرآن، امامت اذان اور دیگر عبادات پر اجرت سے متعلق مصنف کا موقف، سانپ اور دیگر حشرات الارض مارنے کا حکم، گرگٹ کو مارنے کا استحباب، بلی کو مارنے کی ممانعت، جانوروں کو کھلانے پلانے کی فضیلت، زمانہ کو بُرا کہنے کی ممانعت، شعر پڑھنے اور سننے کا حکم، خواب کی حقیقت اور اقسام کے متعلق علماء کی آراء، سچے خواب کے مراتب اور درجات، بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علماء کی تصریحات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب، ہمارے نبی کے افضل المخلوق ہونے کا بیان، خلیل و حبیب اور کلیم و حبیب میں فرق کا بیان، معجزے کی تعریف، علم دین پڑھنے پڑھانے کی فضیلت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بیان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق، وحی کا لغوی و اصطلاحی معنی اور نزول کی صورتیں، اہل کتاب کی موافقت کرنے کی تحقیق، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرخ لباس پہننے کی تحقیق، مہر نبوت اور اسماء مبارکہ کا

بیان، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی سوانح اور فضائل و کمالات، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوانح اور فضائل، مسئلہ کفو کی تحقیق، سب صحابہ کی تحریم کی تحقیق، روافض کی تکفیر پر بحث و نظر، مسئلہ مغفرتِ ذنب۔

جلد سابع

ساتویں جلد میں 1104 صفحات ہیں، اس میں کتاب البر والصلہ، کتاب القدر، کتاب العلم، کتاب التوبۃ، کتاب الصفت المنافقین، کتاب الفتن، کتاب الزہد اور کتاب التفسیر شامل ہیں۔

خصوصی مباحث میں بر کے لغوی و شرعی معنی، والدین سے حسن سلوک، کرامات اولیاء کی تحقیق، وسیلے کی لغوی و شرعی وضاحت، ندائے یا محمد اور توسل میں علمائے دیوبند کا موقف، صلح رحمی کا حکم اور قطع رحمی کی ممانعت، بدگمانی، تجسس اور حرص کی ممانعت، متقی کی تعریف، مریض کی عیادت کی فضیلت، مصائب پر اجر ماننے کی تحقیق، عفو و انکساری کی فضیلت، غیبت کی حرمت، اللہ میاں کہنا ناجائز ہے، لعنت کی تعریف اقسام اور لعنت کرنے کی تحقیق، چہرے پر مارنے کی ممانعت، غیر مسلموں کے نابالغ بچے بھی جنت میں ہونگے، تقدیر کا بیان، حضرت آدم و موسیٰ علیہم السلام کا مباحثہ، عصمت انبیاء سے متعلق فقہاء کے نظریات، ملائکہ کی عصمت کا بیان، صلہ رحمی میں عمر میں زیادتی کی تحقیق، جاہلوں کو رئیس اور شیخ بنانے کی مذمت، مسلمانوں میں نیک و بد طریقہ رائج کرنے کا حکم، نیک کاموں کی ایجاد اور اس کی دعوت دینے کا حکم، منافقین کی صفات اور ان کے احکام، قیامت، جنت اور دوزخ کے احوال، بعض دنوں کو منحوس قرار دینے کی تحقیق، بدشگونی کی مذمت میں احادیث کا بیان، شق القمر پر احادیث کی تحقیق، موت کو ذبح کرنے کی تحقیق، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور ہام کا بیان، قرآن و احادیث سے عذاب قبر پر دلائل، روحوں کی قیام گاہ، زیارت قبور کا بیان، زیارت قبور نیز عورتوں کا زیارت کے لئے جانا، کون کہاں مرے گا کل کیا ہوگا؟ کی تحقیق، سماع موتی کی تحقیق، ابن ابی کی نماز جنازہ، یاجوج ماجوج کی تحقیق، ابن صیاد کا تذکرہ، دجال کے متعلق

علمائے اسلام کے نظریات، دجال کی ہلاکت کا بیان، مسجد بنانے کی فضیلت، مسجد میں سترہ کی بحث، مسجد میں سوال کرنے والے کو دینے کی تحقیق، ریہا کاری کی حرمت، مدہنت کی تحقیق، گنہگار کے گناہ کے اظہار کی ممانعت، نور کے معنی کی تحقیق، ملائکہ کی حقیقت کا بیان انسان، جن اور ملائکہ میں جوہر ذات کے اعتبار سے کون افضل ہے، کسی کے منہ پر تعریف کرنے کے جواز کی تحقیق، رسول اللہ ﷺ کی ہجرت، یا محمد ﷺ کے ساتھ ندا کا جواز، تفسیر کا لغوی و اصطلاحی معنی، تفسیر و تاویل میں فرق، تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کی تحقیق، ایصال ثواب اور مروجہ قرآن خوانی، تراویح میں تکمیل قرآن کے نذرانے کی تحقیق۔

تبیان القرآن کا تعارف و خصوصیات

حضور قبلہ سعید ملت رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم کی تکمیل کے بعد تفسیر قرآن بنام ”تبیان القرآن فی تفسیر القرآن“ کی ابتداء کی۔ علامہ صاحب نے 10 / رمضان المبارک 1414ھ بمطابق 21 / فروری 1994ء کو تبیان القرآن کا آغاز کیا، جو کہ تقریباً 12 سال میں مکمل ہوا اور اس کا اختتام 2006ء میں ہوا۔ دورِ حاضر کی تقاسیر میں تفسیر تبیان القرآن ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ یہ تفسیر قرآن پاک کی علمی، فقہی، جامع و مانع اور مبسوط و ضخیم تفسیر ہے جو کہ بارہ مجلدات، اس کے ساتھ ساتھ ایک اشاریہ اور ایک فہرست بھی ہے اور تقریباً 12000 صفحات پر محیط ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنی اس تفسیر میں ہر جلد کے آغاز میں تمام تر تفصیل یکجا کر دی ہے اور اس مجموعہ کو ڈائری کا نام دیا ہے، جس میں ہر جلد کے آغاز و اختتام کی تاریخ، تعداد صفحات، تصنیف کی کل مدت اور کام کی مطلوبہ و موجودہ اوسط کا تخمینہ لگایا ہے۔ تبیان القرآن کے چند خصائص سطوراً آئندہ میں درج ہیں۔

تبیان القرآن کے چند خصائص

تبیان القرآن کی بھی وہی خصوصیات ہیں جو ماقبل میں شرح صحیح مسلم کے حوالے سے پیش کی گئی ہیں تاہم تفسیری اعتبار سے چند خصائص درج ذیل ہیں۔

1- آیات مبارکہ کا عام فہم، سلیس، آسان اور با محاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ خود لکھتے ہیں:

”میں نے قرآن مجید کا ترجمہ تحت اللفظ نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کیا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ سے بالکل الگ اور عربی متن کی رعایت کیے بغیر قرآن مجید کے مفہوم کی ترجمانی کی جائے۔ میں نے اپنے آپ کو قرآن مجید کے الفاظ اور عبارت کا پابند رکھا ہے لیکن لفظی ترجمہ نہیں کیا۔“ (23)

2- اصول تفسیر کو تفسیری روایات کے رد و قبول کا معیار بنایا گیا ہے اور فن تفسیر و اسرائیلی روایات پر بحث کی گئی ہے۔

3- قدیم تفاسیر کی روشنی میں آیات کی مختصر اور جامع تفسیر کی گئی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”تفسیر میں نے اسلام کے مسلمہ عقائد کو دلائل سے مزین کیا ہے اور قرآن مجید کی جن آیات میں احکام اور مسائل کا ذکر ہے وہاں میں نے تمام فقہی مذاہب کا دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ہمارے متقدمین، مفسرین نے قرآن مجید کی تفسیر میں جو نکات بیان کیے ہیں ان سے میں نے استفادہ کیا ہے لیکن جو بہت بعید نکات ہیں یا دور از کار تاویلات ہیں ان کو ترک کر دیا ہے۔“ (24)

4- تفسیر قرآن میں احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ و تابعین سے استدلال کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”میں نے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں زیادہ سے زیادہ احادیث اور آثار کو پیش کروں۔ عام طور پر مفسرین صرف حدیث کا ذکر کر دیتے ہیں، اس کی تخریج نہیں کرتے۔ میں نے کافی محنت اور جانفشانی کر کے تبیان القرآن میں درج ہر حدیث کی تخریج کی ہے اور اس کا مکمل حوالہ بیان کیا ہے۔“ (25)

5- ہر مسئلہ کی تحقیق میں سب سے پہلے آیات قرآنیہ، پھر احادیث صحیحہ، آثار صحابہ و تابعین، مذاہب ائمہ اربعہ، متقدمین و متاخرین کی عبارات سے استشہاد اور آخر میں

ذاتی موقف پر دلائل و براہین لے کر آئے ہیں۔

6۔ منکرین حدیث اور مستشرقین کے اعتراضات و شبہات کا عقلی و نقلی دلائل سے رد کیا گیا ہے۔

7۔ علمی اختلاف کی صورت میں شائستہ اور نرم روش اختیار کی گئی ہے۔ چنانچہ خود اس پر روشنی ڈالتے ہیں:

”نئے اور تازہ مسائل میں غور و فکر اور اجتہاد کی کافی وسعت اور گنجائش ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں علماء کی آراء مختلف ہوتی ہیں اور جو عالم بھی کسی تازہ اور نئے مسئلہ میں غور و فکر سے اجتہاد کرتا ہے وہ پوری دیانت داری اور خدا خونی سے اس کے حکم کو دلائل شرعیہ سے اخذ کرتا ہے اگر کسی عالم کو اس سے اختلاف ہو تو اس کو دلائل کے ساتھ اپنا نظریہ تو بیان کرنا چاہئے لیکن فریق مخالف پر کچھ نہیں اچھلانی چاہئے اور طعن و تشنیع سے کام نہیں لینا چاہئے۔ بد قسمتی سے ہمارے ہاں لوگوں کا یہ مزاج نہیں ہے، اور لوگوں کا جس شخص سے کسی علمی مسئلہ میں اختلاف ہو، وہ اس کو جاہل، خائن اور اس نوع کے دیگر القابات سے نوازتے ہیں، بلکہ اس کو دین اور ملت سے خارج کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ ان تازہ مسائل میں سے بعض مسائل میں ہمارا دوسرے علماء سے اختلاف ہے لیکن ہم نے اپنا موقف دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان علماء کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں لکھا اور ان کے اعزاز و اکرام اور احترام کو پوری طرح قائم رکھا ہے۔“ (26)

اُسلوبِ تفسیر

تبیان القرآن کے آغاز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ تفسیر کے عنوان سے وحی کے لغوی و اصطلاحی معنی سے لے کر تفسیر قرآن کے لئے ضروری علوم جیسے مختلف اور اہم موضوعات پر انتہائی جامع بحث کی ہے اور یہ مقدمہ تقریباً 90 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد سورہ

فاتحہ کا آغاز کیا ہے، ہر سورۃ سے پہلے اس سے متعلق تمام تر معلومات کو یکجا کیا ہے، جن میں اس سورۃ کے مختلف اسماء اور ان کی حکمتیں، فضائل، مقام نزول، تعداد آیات اور مضامین کا مفصل بیان کیا ہے۔ سورہ فاتحہ کے تعارف کے بعد تعوذ اور تسمیہ کی مکمل بحث مع مذاہب اربعہ میں نماز اور غیر نماز میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ جزء قرآن ہونے یا نہ ہونے کا ثبوت اور احکام شرعیہ و مسائل ضروریہ کا مفصل بیان کیا ہے۔ دورِ حاضر کی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہر آیت کا با محاورہ اور سلیس اردو ترجمہ کیا ہے، بعد ازاں آپ نے اپنے ترجمہ کو ”نور القرآن“ کا نام دیا۔ یہ ترجمہ سہل، سلیس، مطلب خیز اور با محاورہ ہونے کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کی مراد و زبان کے مطابق ہے، ترجمہ کے بعد اس آیت یا آیات کے تحت مستند و معتبر قدیم و جدید تفاسیر مثلاً تفسیر طبری، تفسیر امام ابن ابی حاتم، تفسیر مجاہد، تفسیر مقاتل بن سفیان، تاویلات اہل السنہ لما تریدی، تفسیر بغوی، تفسیر قرطبی، تفسیر کشاف، احکام القرآن اور بالخصوص تفسیر کبیر سے براہ راست اور بلا واسطہ استفادہ کیا ہے۔ مختلف عنوانات کے تحت ترجمہ کردہ آیات کی تفسیر اور ان سے تعلق رکھنے والے مباحث پورے شرح و بسط کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ کسی بھی آیت کی تشریح کرتے ہوئے شارح نے معتمد شارحین حدیث کے اقوال کو مکمل حوالہ جات کے ساتھ نقل کیا ہے اور زیر بحث مسئلہ پر قرآن کریم کی دیگر آیات اور احادیث صحیحہ سے استشہاد کرنے کے ساتھ ساتھ اکابرین کے پیش کردہ دلائل پر بحث و نظر اور (ان سے اختلاف کی صورت میں) اپنے موقف کی تشریح بھی فرمائی ہے نیز حدیث کے ماتحت آنے والے مباحث و مسائل کے علم تفسیر یا علم حدیث سے متعلق ہونے کی صورت میں اکابر آئمہ مفسرین اور محدثین کی باحوالہ تصریحات پیش کی ہیں اور علم فقہ سے متعلق ہونے کی صورت میں معتمد فقہاء کرام کے اقوال نقل کئے ہیں۔ بلکہ قرآن و سنت اور علماء متقدمین اور متاخرین کی عبارات کی روشنی میں عصرِ حاضر کے مسائل پر بھی انتہائی محققانہ بحث فرمائی ہے، اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے صرف روایتی بحث پر زور دینے کے بجائے عصرِ حاضر سے متعلق مسائل پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے، چنانچہ فوٹو

گراف، ویڈیو، ٹیلیویشن، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیٹھک ادویہ، انتقال خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبط تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رویت ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام اور اس جیسے بہت سے عصری مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ کئی مقامات پر علامہ صاحب نے زیر بحث مسئلہ پر آئمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کے بالتفصیل مذاہب بھی بیان کیے ہیں اور اس سلسلے میں ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ نیز زیر بحث آیت سے مستنبط ہونے والے فوائد و مسائل بھی تفصیل کے ساتھ ذکر کیے ہیں نیز متعلقہ موضوع کے ماتحت اہلسنت و جماعت کے عقائد و معمولات کی مدلل تشریح اور مخالفین مذہب کی مہذب گرفت کرنے کے ساتھ ساتھ مفسرین و شارحین کے تسامحات پر باوقار تنبیہات اور تتبع بھی کیا ہے۔

درحقیقت تبیان القرآن میں جہاں علوم جدیدہ و قدیمہ، نقل و اصل، روایت و درایت، تحقیق و نقد وغیرہ وغیرہ پر ابحاث موجود ہیں۔۔۔ وہیں علامہ موصوف کا ذاتی اجتہاد، علماء متقدمین و متاخرین سے اختلاف رائے اور اکابرین کی تحقیق کا علمی رد، کثرت حوالہ جات، اصولی و فنی ابحاث، صرفی و نحوی قواعد کے انطباق سے نتائج کا اختلاف، کلامی و علمی مسائل میں علامہ موصوف کے ذاتی اصولوں کے ماتحت راجح و مرجوح اقوال میں رد و قبول کا معیار، جدید مسائل میں تطبیق و اختلاف کی نوعیت و کیفیت، مشاہداتی و تجرباتی اقوال میں علامہ موصوف کے تفردات و اجتہادات، فقہی مسائل میں مذاہب اربعہ کی امہات الکتب سے استشہاد اور فقہ حنفی کا دیگر مسالک پر تفوق و برتری پر دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ تفسیری محاسن و کمالات اور تحقیق و تدقیق سے مرقع و مستجع ہے۔

تبیان القرآن، خود مفسر کی نظر میں

تفسیر تبیان القرآن کو لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”ہمارے علماء متقدمین نے تفسیر کے موضوع پر اس قدر زیادہ اور عظیم کام کیا ہوا ہے کہ

اس پر کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہو سکتا، البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے علماء کی زیادہ تر کاوشیں عربی زبان میں ہیں جن تک عام اردو دان طبقہ کی رسائی نہیں ہے تو اس بات کی بے شک ضرورت تھی کہ علوم اور معارف کے ان جواہر پاروں کو اہل اور عام فہم انداز میں جدید اسلوب نگارش کے مطابق اردو زبان میں منتقل کر دیا جائے۔ اسی طرح قرآن مجید کے تراجم کا حال ہے، ہمارے بزرگ علما نے اپنے اپنے زمانے میں اس دور کی زبان کے مطابق قرآن مجید کے مفاہیم کو اردو زبان میں منتقل کیا اور ان کی یہ مساعی بہت قابل قدر بلکہ لائق رشک ہیں۔ لیکن زبان کا اسلوب اور مزاج وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے اس وجہ سے میں محسوس کرتا تھا کہ اس دور کے اردو پڑھنے والوں کے مزاج اور اسلوب کے مطابق قرآن مجید کا ترجمہ کرنا چاہیے تاکہ پڑھنے والوں کے لئے وہ ترجمہ اجنبی اور نامانوس نہ ہو۔ (27)

مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم کا ترجمہ و تفسیر کرتے ہوئے جن تراجم اور تفاسیر کو خاص طور پر پیش نظر رکھا ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ترجمہ میں میں نے زیادہ تر علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ کے ترجمہ ”البیان“ سے استفادہ کیا ہے اور تفسیر میں زیادہ تر احکام القرآن، الجامع لاحکام القرآن، البحر المحیط، تفسیر کبیر، الدر المنثور اور روح المعانی سے استفادہ کیا ہے۔ جدید تفاسیر میں سے تفسیر منیر، مراغی، فی ظلال القرآن اور تفسیر قاسمی میرے پیش نظر رہی ہیں۔ اسباب نزول کے بیان میں ”جامع البیان“ پر زیادہ تر اعتماد کیا ہے۔ احادیث کی بہت سی کتابیں جن کے ہم پہلے صرف نام سنتے تھے الحمد للہ اب وہ چھپ گئیں ہیں اور ہمیں دستیاب ہیں میں نے زیادہ تر کوشش کی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں احادیث کو ان کے اصل حوالہ جات کے ساتھ ذکر کروں، اس طرح فقہی مباحث میں مذاہب ائمہ کو ان کو اصل کتابوں کے حوالے کے ساتھ درج کیا ہے۔“ (28)

مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کے انداز تحریر اور اسلوب کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”میں نے اس تفسیر کو متوسط طریقہ پر لکھا ہے اس میں بہت زیادہ تفصیل ہے نہ بہت اختصار ہے، مسائل حاضرہ پر میں نے بہت شرح و بسط کے ساتھ ”شرح صحیح مسلم“ میں لکھ دیا

ہے اسی طرح عبادات اور معاملات پر بھی سیر حاصل بحث اُس میں آگئی ہے تاہم جو مسائل اور مباحث اس میں آنے سے رہ گئے ہیں ان شاء اللہ ان کا اس میں تفصیل کے ساتھ ذکر کروں گا۔ معاصرین اور عہد قریب کے مفسرین کی تحقیقات اور نگارشات کو میں نے اپنے پیش نظر رکھا ہے اور جہاں میری رائے ان کے ساتھ متفق نہیں ہو سکی میں نے ادب اور احترام کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔“ (29)

مزید لکھتے ہیں:

”تبیان القرآن کی تصنیف کے دوران میں نے جن تفاسیر سے استفادہ کیا ہے ان میں سرفہرست امام رازی کی تفسیر کبیر اور علامہ قرطبی کی الجامع لاحکام القرآن ہے اس کے بعد روح المعانی اور روح البیان ہے اور استدلال میں تائید اور تقویت کے لئے تقریباً تمام دستیاب تفاسیر کے حوالے دیے ہیں علامہ جلال الدین سیوطی کی الدر المنثور سے بھی میں نے بہت استفادہ کیا ہے امام ابو منصور ماتریدی کی تفسیر تبیان کی بارہویں جلد کے دوران طبع ہو کر آئی اس سے بھی میں جس قدر استفادہ کر سکا وہ میں نے کر لیا ہے۔ تبیان القرآن میں میری خواہش یہ رہی کہ قرآن مجید کی تفسیر میں میں زیادہ سے زیادہ احادیث و آثار صحابہ کو درج کروں مجھ سے پہلے مفسرین نے بھی ایسا کیا ہے۔ لیکن میری انفرادیت یہ ہے کہ میں نے تمام احادیث کو ان کے مکمل اور مفصل حوالہ جات کے ساتھ درج کیا ہے اور ہر حدیث کی بھرپور تخریج کی ہے۔ یہ ایک ضروری اور فطری عمل ہے کہ جب کوئی شخص کسی موضوع پر لکھتا ہے تو اس کو بعض مقامات پر اپنے پیش رو مصنفین سے اختلاف بھی ہوتا ہے اور تقریباً سب صحیح مفسرین نے بعض مقامات پر اپنے پہلوں سے اختلاف کیا ہے سو یہ چیز ناگزیر ہے لیکن میں نے جہاں بھی اختلاف کیا ادب اور احترام کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اس تفسیر کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ میں نے اس کو بہت آسان اور اس دور کی مروج اردو میں لکھا ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اس کے قارئین کا حلقہ دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے۔ انسان کی معلومات میں روز بہ روز اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اس کی سوچ بدلتی رہتی ہے ابھی میری زندگی

میں تبیان القرآن اور شرح صحیح مسلم چھپ رہی ہیں اس لئے جب کسی مقام پر میری رائے بدل جاتی ہے تو میں اس میں ترمیم کر دیتا ہوں، لیکن ایسا بہت کم ہوا ہے۔“

تبیان القرآن کی تصنیف کی ڈائری

صاحب تبیان القرآن کا یہ اسلوب رہا ہے کہ آپ تفسیر کی ہر جلد کے اختتام پر ایک ڈائری مرتب کرتے ہیں جس میں ہر جلد کے آغاز اور اختتام کی تاریخ، تصنیف کی کل مدت اور دیگر ضروری باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔ اس ڈائری سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تفسیری کام میں تاریخ اور دنوں کا کیا تناسب ہے۔ اس کے علاوہ تبیان القرآن کی آخری جلد میں آپ نے مجموعی کام کی تفصیل کو پیش کیا ہے، جو پیش خدمت ہے۔

تاریخ اختتام	تاریخ ابتداء	مدت و مطبوعہ صفحات	فہرست و ماخذ کے بغیر صفحات	تبیان کی جلد
10-8-95	21-2-94	18/1024 ماہ	988	1
18-9-96	1-9-95	14/908 ماہ	798	2
18-9-97	22-11-96	12/720 ماہ	679	3
14-3-99	1-12-97	14/733 ماہ	704	4
15-3-2000	7-3-99	12/899 ماہ	797	5
20-12-2000	18-3-2000	9/832 ماہ 13 دن	752	6
12-9-2001	28-12-2000	8/940 ماہ 15 دن	811	7
20-6-2002	17-9-2001	9/882 ماہ 3 دن	765	8
18-5-2003	23-6-2002	10/991 ماہ 25 دن	850	9
24-3-2004	15-5-2003	10/843 ماہ 5 دن	756	10
1-2-2005	24-3-2004	10/940 ماہ 7 دن	831	11

13-1-2006	2-2-2005	1078 / 11 ماہ 12 دن	967	12
-----------	----------	---------------------	-----	----

نبیان القرآن کی چند منتخب ابحاث

نبیان القرآن فی تفسیر القرآن کے مختصر تعارف کے بعد اب سطور آئندہ میں نبیان القرآن کی چند ابحاث کو زیر بحث لایا جائے گا۔ جیسے:

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَةَ
وَالْإِنْجِيلَ ﴿٣١﴾

ترجمہ: (اللہ نے) آپ پر کتاب کو حق کے ساتھ نازل فرمایا جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس میں تورات اور انجیل کو نازل فرمایا۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سعیدی نے تورات اور انجیل کا بیس (20) صفحات پر مشتمل تفصیلی تعارف پیش کیا ہے۔ (32)

ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ۔ (33)

ترجمہ: پھر اس نے (اپنی شان کے لائق) عرش پر استواء فرمایا۔

اس آیت کے ذیل میں مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذاتی اجتہاد اور آثار کی روشنی میں دس (10) صفحات زینت قرطاس کیے ہیں۔ (34)

فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٥﴾

ترجمہ: تو تم اہل علم سے پوچھا کرو اگر تم نہیں جانتے۔

اس آیت کی تحقیق میں مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ تقلید کی تفصیل بیس (20) صفحات میں پیش کی ہے۔ (36)

اسی طرح اہل علم کے درمیان ایک مختلف فیہ مسئلہ یہ بھی ہے کہ آیا غیر کفو میں لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں دونوں آراء پائی جاتی ہیں، علامہ صاحب نے اس مسئلہ کی وضاحت میں انتہائی مفصل و مدلل تحقیق فرمائی ہے۔ جو تقریباً 136 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں علامہ موصوف نے اپنے موقف کی تائید میں گیارہ آیات قرآن مجید،

اور مستند تفاسیر سے 32 آخذ کی روشنی میں 28 صفحات پر مشتمل دلائل کو پیش کیا ہے۔
مفسر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”یہ قرآن مجید کی گیارہ آیات ہیں، جن میں ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ ناکارہ اور بے بضاعت شخص پر محض فضل اور احسان ہے کہ اس نے مجھ پر قرآن مجید کے ان اسرار کو کھول دیا ہے اور ان آیات سے استنباط اور اجتہاد کی طرف میری فہم کی رہنمائی کی ورنہ مجھ سے پہلے علماء نے صرف اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے یا سورہ احزاب کی آیت نمبر 36 کے شان نزول سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے اور باقی نو آیات سے اس مسئلہ کے استنباط کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا ہے، جو ایک قطرہ نیساں کو گہرا آبدار بناتا ہے، جو رات کی تاریکی سے نورِ سحر نکال لاتا ہے، وہی قادرِ قیوم ہے جس نے علم و عمل سے تہی دامن شخص کے دل میں یہ حقائق و معارف پیدا کیے والحمد للہ علیٰ ذالک۔“ (37)

مذکورہ بالا مسئلہ پر مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے 16 احادیث صحیحہ ذکر کی ہیں جن میں زمانہ رسالت میں غیر کفو میں نکاح کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آئمہ اربعہ علیہم الرضوان کے بالتفصیل مذاہب بھی بیان کیے ہیں اور اس سلسلے میں ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں اور چاروں مذاہب کا ذکر کر کے دلائل و براہین سے فقہ احناف کی برتری کو ثابت کیا ہے۔ الغرض کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق لطیف اور اخذ کردہ بعض نتائج سے علمی اختلاف عین ممکن ہے، لیکن یہ بات قابل تعریف و ستائش ہے کہ ان کا انداز استدلال اور اسلوب بیان ”معروضی تحقیق“ کے مطابق ہے۔ انہوں نے تمام متداول امہات الکتاب سے کسی بھی قسم کے مذہبی و مسلکی تعصب کے بغیر استفادہ کیا ہے اور جہاں کہیں کسی دوسرے مصنف پر تنقید کی ضرورت محسوس کی، وہاں بھی اپنے قلم کو غیر اخلاقی جارحیت کے داغ سے محفوظ رکھتے ہوئے محض علمی و تحقیقی تنقید کا راستہ اپنایا ہے۔ مسائل کی تحقیق میں بھی انہوں نے وہی راہ اختیار کی ہے جو ان کو اپنے قلب و ضمیر کے مطابق دلائل سے زیادہ قریب نظر

آئی، چنانچہ انہوں نے بعض فقہی مسائل میں مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔

تبیان القرآن اور دیگر تفاسیر

تبیان القرآن کی جامعیت اور کاملیت کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں چند قدیم تفاسیر کے ساتھ تبیان القرآن کا تقابل پیش کیا جائے گا تا کہ قارئین اس تفسیر کی مقبولیت اور انفرادیت سے آشنا ہو جائیں، ساتھ ساتھ راقم یہ واضح کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ تبیان القرآن دراصل مفسرین اور محدثین کی گزشتہ چودہ سو سال کی محنتوں کا ثمرہ ہے البتہ بعض مقامات پر علامہ صاحب نے علمی و تحقیقی اختلاف کیا ہے، تاہم اپنی چند ابحاث و اجتہاد کی وجہ سے تفسیر تبیان القرآن بعض قدیم و معتبر تفاسیر سے منفرد نظر آتی ہے۔

چنانچہ ذیل میں تفسیر کبیر اور تبیان القرآن کے تقابل کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

صاحب تبیان کا مفسر کبیر امام فخر الدین رازی سے علمی اختلاف

(1) سورہ یونس کی آیت نمبر 90 کے تحت امام رازی نے ترمذی کی ایک حدیث سے فرعون کے منہ میں جبریل کے مٹی ڈالنے کی حدیث کی جو تحقیق کی ہے، اس پر صاحب تبیان رقمطراز ہیں۔

”امام رازی کے یہ اعتراضات بہت قوی ہیں لیکن ہم احادیث کا خادم ہونے کی حیثیت سے ان احادیث کا تحفظ کریں گے، اور ان کے اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ فرعون اللہ کی آیتوں کا انکار کر کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کر کے اس درجہ پر پہنچ چکا تھا کہ اب اگر وہ ایمان لاتا پھر بھی اس کے ایمان کو قبول نہ کیا جاتا، اس لئے جبرائیل کو اس وقت اس کے منہ میں مٹی ڈالنے کے لئے بھیجا تا کہ اس پر یہ واضح کر دیا جائے کہ تو اب راندہ درگاہ ہو چکا ہے اور اب تیرا ایمان لانا مقبول نہیں ہے۔“ (38)

(2) اسی طرح اہل بدر کی مغفرت سے متعلق احادیث پر امام رازی کے دلائل کا رد کرتے

ہوئے صاحبِ تبیان اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”امام رازی کی بہت بڑی علمی شخصیت ہے اور میں ان کی گردِ راہ کے بھی برابر نہیں ہوں تاہم امام رازی کے اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ بدری صحابہ کو تسلی دی گئی ہے کہ وہ اپنی مغفرت کے متعلق تشویش میں مبتلا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے کفر صادر ہونے نہیں دے گا، اور گناہِ کبیرہ سے بھی ان کو محفوظ رکھے گا اور اگر ان سے گناہ صادر ہو گیا تو مرنے سے پہلے ان کو توبہ کی توفیق دے دے گا۔ اور ان کا بلا اجازت مالِ غنیمت لینا اور پھر اس کے باوجود ان پر عذاب نہ آنا تو اس حدیث کے مؤید اور موافق ہے کیونکہ درخت تک عذاب آنے کے باوجود ان پر اسی لئے عذاب نہیں آیا کہ وہ بدری صحابہ تھے اور لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا تھا کہ بدری صحابہ مغفور ہیں۔ رہا یہ کہ پھر ان کو ملامت کیوں کی گئی اور عتاب کیوں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں عتاب ہونا، آخرت میں مغفرت کے منافی نہیں۔

مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ پہلے دو جواب جو احادیثِ صحیحہ پر مبنی ہیں ان پر امام رازی نے اعتراضات کیے اور ان کو مسترد کر دیا اور جو جواب اور جو تفسیر ان کی رائے پر مبنی ہے انہوں نے معتمد قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ امام رازی کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ہمارے علم کی ان کے علم کے ساتھ وہی نسبت ہو سکتی ہے جو ذرہ کو آفتاب کے ساتھ اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے، اس کے باوجود ہمیں یہ کہنے میں کوئی تاثر نہیں ہے کہ ہمارے نزدیک اس باب میں وہی تفسیر معتمد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر مبنی ہے۔“ (39)

(3) ایک اور مقام پر صاحبِ تبیان نے امام رازی سے علمی اختلاف کیا ہے اور امام رازی کے مطابق سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے ضمن میں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کو دیکھا ہوتا تو وہی سب سے بڑی نشانی ہوتی۔ اس کے رد میں صاحبِ تبیان اپنی تحقیق کو پیش کرتے ہوئے تعجب کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں۔

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی آیت ”کبریٰ“ یعنی سب سے بڑی نشانی کو دیکھا اور یہ معنی اس کو مستلزم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے رب کو دیکھا، اللہ امام رازی پر رحمتیں نازل فرمائے، نجانے ان جیسے نکتہ شناس اور طرف بین پر یہ نکتہ کیسے مخفی رہا؟“ (40)

اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں ہیں، جنہیں پیش کیا جاسکتا ہے مگر یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

تبیان القرآن کے مصادر و مراجع

کسی بھی کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کتاب کے ماخذ و مراجع کو پڑھنے سے بھی لگایا جاسکتا ہے، چنانچہ ذیل میں اس عظیم تفسیر کے مصادر کا سرسری جائزہ پیش خدمت ہے۔

تبیان القرآن فی تفسیر القرآن کے مصادر و مراجع کا جدول

4	کتب سماویہ
86	کتب تفاسیر
3	کتب علوم قرآن
105	کتب احادیث
40	کتب شروح حدیث
15	کتب لغت
31	کتب تاریخ، سیرت و فضائل
63	کتب فقہ مذاہب اربعہ
9	کتب شیعہ
12	کتب کلامیہ
7	کتب اصول فقہ
16	کتب اسماء الرجال

کتب متفرقہ	34
کل کتابوں کی تعداد	425

خلاصہ

یہ تفسیر قدیم و جدید تحقیقات کا عظیم علمی و فقہی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ لہذا ضرورت تھی کسی ایسی تفسیر کی، جو یونیورسٹیز کے اصول تحقیق کے معیار پر پوری اترتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مفسر اعظم رحمہ اللہ علیہ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے جدید تحقیقی انداز کو اختیار کر کے تنہا تفسیر کا اتنا بڑا کام کر دیا۔ یہ انہی کی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج ان کے طرز تحقیق کو اختیار کر کے دیگر مصنفین بھی اپنی کتب میں مکمل حوالہ جات پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، علماء کرام میں تحقیق کا یہ انداز اتنے وسیع پیمانے پر سب سے پہلے انہوں نے ہی اختیار کیا ہے۔

پھر اہم بات یہ ہے کہ کسی بھی دینی موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑا، تقریباً ہر موضوع پر لکھا اور بہت خوب لکھا۔ بہر حال تفسیر تبیان القرآن کو سینکڑوں امہات الکتب کی اہم مباحث کا بہترین اجتہادی انسائیکلو پیڈیا قرار دیا جاسکتا ہے۔ تبیان القرآن کی خصوصیات اور جدید و قدیم تفاسیر سے تقابل کے ساتھ ساتھ صاحب تبیان القرآن کا اسلوب تحقیق اور تحقیق کی خوبیاں پیش کی گئی ہیں۔ ہو سکتا ہے قارئین کو راقم سے علمی اختلاف ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ تفسیر اردو زبان کا عظیم شاہکار اور ایک انسائیکلو پیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کتاب میں طوالت کے پیش نظر اس عظیم علمی خدمت کا صحیح معنوں میں حق تو ادا نہ کیا جاسکا لیکن تحقیق و جستجو کے متلاشی حضرات کے لئے یہ مختصر مگر جامع تحریر روشنی کی ایک کرن کی مانند ہے، جس پر مختلف انداز سے مزید تحقیقی کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس تفسیر کے محاسن و محامد کو واضح کیا جاسکے۔

نوٹ: اس پر مزید مطالعہ کے لئے راقم کا مضمون ”تبیان القرآن اور علامہ غلام رسول سعیدی“ التفسیر شمارہ 23 کا مطالعہ مفید رہے گا۔

نعمۃ الباری / نعم الباری شرح صحیح البخاری کا تعارف و خصوصیات

حضور قبلہ سعید ملت علیہ الرحمۃ نے تبیان القرآن کی تکمیل کے بعد 18 جنوری 2006ء کو امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (م 256ھ) کی مشہور و مستند کتاب، کتاب اللہ کے بعد اولین ماخذ، ”المسند الصحیح الجامع المعروف بہ صحیح البخاری“ کی شرح کا آغاز ”انعام الباری“ کے نام سے کیا اور اسکی پہلی جلد دسمبر 2007ء میں طبع ہوئی۔ ابتدائی چار جلدیں فرید بک اسٹال لاہور سے طبع ہونے کے بعد آپ کو علم ہوا کہ مفتی تقی عثمانی صاحب بھی اس نام سے بخاری کی شرح پر کام کر رہے ہیں، چنانچہ آپ نے اس کا نام بدل کر ”نعمۃ الباری“ رکھ دیا۔ سات جلدوں تک اس کا معاہدہ فرید بک اسٹال سے رہا، پھر آٹھویں جلد 15 ستمبر 2010ء بروز بدھ، کو شروع کی اور ضیاء القرآن پبلی کیشنز سے اس کی آٹھویں جلد سے لے کر سولہویں جلد تک بنام ”نعم الباری“ طباعت کے مرحلہ سے آراستہ ہوئیں۔ 1 رجب 1435ھ 1 مئی 2014 بروز جمعرات ”نعم الباری شرح صحیح البخاری“ کی سولہویں اور آخری جلد مکمل ہوئی۔ مکمل صحیح بخاری کی شرح کی تکمیل تقریباً 8 سال 3 ماہ اور 13 دن میں ہوئی۔

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری 16 ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے ہر جلد کے آغاز میں تقریباً 50 صفحات پر مشتمل فہرست ہے اس کے بعد خطبہ کتاب عربی اور اردو میں دیا گیا ہے۔ پہلی جلد میں مقدمہ میں حدیث کی تعریف و اقسام، ضرورت، حجیت، تدوین، انواع اور مصلحات حدیث کا تعارف تقریباً 70 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد امام بخاری کی سوانح رقم کی گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ صحیح بخاری کا تعارف، وجہ تالیف، تسمیہ، اسلوب، شرائط، تعلیقات کے اسباب و اقسام، شرائط، تراجم ابواب، صحیحین کا موازنہ، صحیح بخاری کی شروحات اور ان کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ہر جلد کے آخر میں ماخذ و مراجع کی فہرست اور ایک ڈائری نقل کی گئی ہے تاکہ کام کی رفتار کا اندازہ دیا جاسکے۔ آپ ﷺ نے تمام جلدوں میں سب سے پہلے کتاب اور عنوان کی لغوی اور شرعی معانی کی وضاحت کی ہے اس

کے لئے آپ نے مشہور لغات کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کا بھی التزام کیا۔ چونکہ امام بخاری ترجمۃ الباب سب سے پہلے قائم کرتے ہیں اور پھر اس عنوان کے تحت احادیث بیان کی جاتی ہیں چنانچہ شارح نے بھی اسی اصول کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ باب کی سابقہ باب کے ساتھ مناسبت کو بھی ذکر کیا ہے۔ مکمل حدیث ذکر کرنے کے ساتھ اس کی تائید و تردید میں بھی روایات نقل کرتے ہیں اس سے متعلقہ آیات کو ذکر کرتے ہیں، تخریج حدیث کا جو اسلوب قدیم مصنفین کے ہاں ملتا ہے کہ وہ احادیث بغیر تخریج کے ذکر کرتے ہیں لیکن اس شرح میں اس سے ہٹ کر تمام احادیث کو تخریج کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور ایک خوبی یہ ہے کہ وہ حدیث جتنی بھی کتب میں ہوں اس کے حوالے دیئے گئے ہیں حدیث کے بیان کے ساتھ اسماء الرجال کا بھی ترجمہ کرتے ہیں اور معروف کتب سے رجال کا تعارف اور احوال بھی ذکر کرتے ہیں، اگر دو احادیث متعارض ہوں تو ان کے درمیان تطبیق دیتے ہیں اور ایک حدیث کی شرح میں کئی کتابوں سے احادیث نقل کرتے ہیں، جہاں کہیں محدثین کا اختلاف ہو ان کی وجہ اختلاف اور اعتراضات کو رفع کرتے ہیں اس سلسلے میں قدیم شروحات کے ساتھ ساتھ معاصرین کے کام کا جائزہ بھی پیش کرتے ہیں۔ مذاہب اربعہ کے مختلف اقوال ذکر کر کے مذہب حنفی کا تفوق و برتری ظاہر کرتے ہیں جہاں کہیں ضرورت ہو کسی ایسے مسئلہ پر جو آپ کی سابقہ کتب میں مفصل بیان کیا گیا ہو، وہاں اس کتاب سے رجوع کرنے کے لئے اشارہ دیتے ہیں۔ ہر کتاب کی شرح کے اختتام پر مکمل تعداد حدیث باعتبار اقسام بیان کرتے ہیں اور دعائیہ کلمات پر کتاب کا اختتام کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے، موافقین کے لئے اسے موجب استقامت بنائے اور مخالفین کے لئے اس کو سبب ہدایت بنائے اور جس طرح کتاب الصیام کی شرح مکمل کرائی ہے، اسی طرح پوری صحیح البخاری کی شرح مکمل کرادے۔ میرے والدین کی، میرے اساتذہ اور میرے احباب کی، میرے تلامذہ کی اور میرے

قارئین کی مغفرت فرمادے (امین یا رب العالمین)۔“ (41)

پہلی جلد کے اختتام پر ماخذ کی تعداد 224 ہے جبکہ سولہویں جلد کے اختتام پر ماخذ کی کل تعداد 490 ہے۔

شراح صحیحین رحمۃ اللہ علیہ ساتویں جلد کے آخر میں لکھتے ہیں۔

”اس وقت کراچی میں صحیح بخاری کی تین اردو شروحات لکھی جا رہی ہیں، دارالعلوم کراچی میں شیخ تقی عثمانی انعام الباری کے نام سے شرح لکھ رہے ہیں، جامعہ فاروقیہ کراچی میں شیخ سلیم اللہ خان کشف الباری کے نام سے لکھ رہے ہیں اور دارالعلوم نعیمہ کراچی میں نعمتہ الباری کے نام سے یہ ناکارہ اس کی شرح لکھ رہا ہے۔ میں گا ہے گا ہے اول الذکر شروحوں کو دیکھتا رہتا ہوں اور جہاں میری نظر میں کوئی چیز غلط ہوتی ہے، میں اس پر تنبیہ کر دیتا ہوں۔“ (42)

نعمتہ الباری و نعم الباری کے خصائص

شرح کی بھی وہی خصوصیات ہیں جن کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا ہے، ذیل میں چند اہم خصوصیات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

- 1- مقدمہ میں ضرورت حدیث، حجیت، تدوین، تعریف حدیث، اقسام، مراتب اور باب حدیث پر مبسوط بحث کے ساتھ ساتھ احادیث سے ثابت ہونے والے امور، روایت مختلفہ میں مذاہب ائمہ اور مشہور حفاظ حدیث کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔
- 2- امام بخاری اور صحیح بخاری کے تعارف، صحیح بخاری پر تبصرہ، اور شروحات بخاری عربی و اردو کا مفصل ذکر کیا گیا ہے، جو تقریباً 45 صفحات پر مشتمل ہے۔
- 3- کتب احادیث میں تراجم و شرح کے علاوہ عام طور پر سند حدیث کا ترجمہ نہیں کیا جاتا لیکن اس شرح میں اہتمام کیا گیا ہے۔
- 4- اسماء الرجال کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے، سند میں ذکر کردہ تمام صحابہ کا مکمل تعارف کیا گیا ہے، نام و نسب، حالات زندگی، خدمات اور سن وفات بھی درج کیا گیا ہے۔

- 5- حدیث کے عنوان کو لغوی اور شرعی اعتبار سے واضح کیا گیا ہے اور اس کی دوسرے باب سے مناسبت کو بھی ذکر کیا گیا ہے، نیز باب کی عنوان کے ساتھ احادیث کی مناسبت بھی بیان کی گئی ہے۔
- 6- الفاظ حدیث کے اختلاف اور ایک حدیث سے متعلق دیگر احادیث مع حوالہ جات اس کی تائید میں لائی گئی ہیں۔
- 7- امام بخاری کی پیش کردہ آیات مبارکہ بعنوان کتب تفاسیر سے پیش کی گئی ہیں۔
- 8- تعلیقات بخاری کی بھی بقدر ضرورت اور کہیں تفصیلی شرح کی ہے۔
- 9- فتح الباری اور عمدۃ القاری کے اختلاف کو بیان کر کے ذاتی تحقیق اور مسائل میں تطبیق کو بھی نمایاں کیا ہے۔
- 10- شرح صحیح مسلم کی طرح نعمۃ الباری میں بھی ائمہ اربعہ کے فقہی اختلاف اور فقہائے احناف کی برتری کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر علماء کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے گئے ہیں۔
- 11- منکرین احادیث، مستشرقین اور عقائد باطلہ کا قرآن و سنت اور علمائے امت کے آثار سے مدلل جوابات دیئے گئے ہیں۔
- 12- عصر حاضر کے مسائل کا قرآن و سنت سے بسیط حل پیش کیا ہے۔
- 13- نبی کریم ﷺ کی خصوصیات، آپ کے فضائل و کمالات دیگر انبیاء پر، آپ کی وجاہت، شفاعت، علم غیب، تصرفات و اختیارات پر مفصل ابحاث مع اکابرین اور دیگر مسالک کی نامور شخصیات کی تائیدی عبارات کو پیش کیا گیا ہے۔
- 14- شرح بخاری کے جن موضوعات کو پہلے شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن میں ذکر کیا جا چکا ہے، ان کو دہرانے کے بجائے ان کے حوالہ جات نقل کیے گئے ہیں۔
- 15- اپنی سابقہ تحریروں کے مقابلے میں اعتدال سے ابحاث کی گئی ہیں اور طوالت و اختصار کا خیال رکھا گیا ہے۔

نعمۃ الباری و نعم الباری کی مجلدات کا خاکہ

جلد	احادیث	صفحات	عنوانات
1	348-1	900	کتاب بداء الوحی، الایمان، العلم، الوضوء، الغسل، الحیض، التیمم
2	941-349	882	کتاب الصلوٰۃ، مواقیب الصلوٰۃ، الاذان، الجمعة
3	1606-942	892	کتاب الخوف، العیدین، الوتر، الاستقاء، الکسوف، تجود القرآن، تفسیر الصلوٰۃ، التجدد، فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکہ و المدینہ، العمل فی الصلوٰۃ، السہو، الجنائز، الزکوٰۃ
4	2350-1607	954	کتاب الحج، العمرة، المحصر و جزاء الصيد، فضائل المدینہ، الصوم، التراویح، فضل لیلة القدر، الاعتکاف، البیوع، السلم، الشفعة، الاجارة، الحوالات، الکفالة، الوکالة، المزارعة
5	3090-2351	1002	کتاب المساقاة، الاستقراض، الخصومات، اللقطہ، النظام والغصب، الشركة، الرهن، العتق، المکاتب، الحصبة و فضلها و التحریض علیہا، الشهادات، الصلح، الشروط، الوصایا، الجهاد و السیر
6	3850-3091	1014	کتاب الخمس، الجزیة و الموادعة، بدء الخلق، احادیث الانبیاء، المناقب، فضائل الصحابة
7	4626-3851	1076	کتاب مناقب الانصار، المغازی، تفسیر القرآن
8	4977-4627	1014	کتاب التفسیر (سورة الانعام تا سورة الناس)
9	5272-4978	905	کتاب فضائل القرآن، النکاح، الطلاق
10	5350-5273	891	کتاب الخلع، کتاب العتق
11	5677-5351	976	کتاب النفقات، الاطعمہ، العقیقہ، الذبائح و الصيد، الاضاحی، الاشربة، المرضی
12	6226-5678	906	کتاب الطب، اللباس، الادب
13	6481-6227	963	کتاب الاستئذان، الدعوات، الرقاق (125 ابواب)
14	6771-6482	990	کتاب الرقاق، الایمان و النذور، کفارات الایمان، الفرائض

15	7136-6772	1083	کتاب الحدود، المحاربین من اهل الکفر والردة، الديات، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، الاکراه، الخيل، التعمير، الفتن
16	7563-7137	1049	کتاب الاحکام، التمني، اخبار الاحاد، الاعتصام بالکتاب والسنة، التوحيد

نعمۃ الباری و نعم الباری کے مصادر و مراجع

3	کتاب سماویہ
38	کتاب تفاسیر
2	کتاب علوم قرآن
48	کتاب احادیث
26	کتاب شروح حدیث
23	کتاب لغت
44	کتاب تاریخ، سیرت و فضائل
121	کتاب فقہ مذاہب اربعہ
30	کتاب شیعہ
13	کتاب کلامیہ
9	کتاب اصول فقہ
19	کتاب اسماء الرجال
62	کتاب متفرقہ
8	کتاب اصول حدیث
446	کل کتابوں کی تعداد

تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کا تعارف و خصوصیات

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”صحیح البخاری کی شرح کی تکمیل کے بعد میرا عزم ہے کہ میں تبیان القرآن کی طرز پر ایک مختصر تفسیر لکھوں جس کا نام میں نے ”تبیان الفرقان“ تجویز کیا ہے۔“ (43)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 12 ضخیم جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر بعنوان ”تبیان القرآن“ اور ترجمہ بعنوان ”نور القرآن“ لکھا، مگر اس قدر تفصیل عوام کے لئے پڑھنا بے حد دشوار اور وقت طلب ہے، لہذا علمی حلقوں اور ناشر کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ اس کی تسہیل اور خلاصہ شائع کیا جائے، چنانچہ اس اہم کام کے لئے علامہ صاحب کے پاس وقت نہ تھا اور شرح پر کام جاری تھا، اس کام کی ذمہ داری آپ نے اپنے شاگرد رشید مفتی عبداللہ نورانی صاحب کے سپرد کی، آپ نے بحسن خوبی ان 12 مبسوط جلدوں کا خلاصہ ایک جلد میں بعنوان ”انوار تبیان القرآن“ تحریر کیا، جو عوام و خواص میں بے حد مقبول ہوا۔ لیکن اب چونکہ آپ بخاری کی شرح مکمل کر چکے ہیں، لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبیان الفرقان کا آغاز کیا اور خود اس کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”ضرورت کے پیش نظر صحیح البخاری کی شرح سے فارغ ہونے کے بعد میں نے عزم کیا کہ میں قرآن مجید کی ایک مختصر تفسیر لکھوں جس میں نہ صرف یہ کہ تبیان القرآن کے مضامین مختصر طور پر ہوں بلکہ اس سے زیادہ مضامین کا اضافہ بھی ہو اور اس تفسیر میں بعض آزاد خیال مفسرین کی تفسیروں پر تبصرہ بھی ہو۔“ (44)

چنانچہ آپ نے اپنے اس مقصد کو خود ہی بیان فرمادیا، کہ عام قاری کی ضرورت کے پیش نظر میں نے اس کام کا آغاز کیا، اس کے ساتھ ساتھ امام ماتریدی کی تفسیر سے استفادہ کا ذکر کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”جب سے امام ابو منصور الماتریدی المتوفی 333ھ کی تفسیر ”تاویلات اہل السنۃ“ طبع ہو کر میرے سامنے پہنچی تو میری شدید خواہش تھی کہ میں اپنی تفسیر میں اس سے

استفادہ کروں کیونکہ میں تبیان القرآن میں امام محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ کی ”تفسیر کبیر“ سے اکتساب فیض کر رہا تھا جب کہ امام رازی شافعی المذہب ہیں اور امام ماتریدی حنفی المذہب ہیں اور امام ماتریدی کی تفسیر سے استفادہ نہ صرف میرے لئے زیادہ باعث سعادت ہوگا بلکہ ہمارے قارئین کو بھی اس سے فقہ حنفی کی حقانیت پر مزید بہ افراط مضبوط دلائل حاصل ہوں گے۔“ (45)

چنانچہ ان ذکر کردہ وجوہات کی بناء پر علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر کے لکھنے کا آغاز کیا۔ اس کے بارے میں مزید نعم الباری کے اختتام پر رقم کرتے ہیں:

”سو میں نے چاہا کہ اس مختصر تفسیر کا نام ”تبیان الفرقان“ رکھوں اور اس کا ترجمہ بھی میں دوبارہ از خود کر رہا ہوں اور کوشش یہ ہے کہ تبیان الفرقان میں قرآن مجید کا ترجمہ تبیان القرآن میں مذکور ترجمہ سے زیادہ آسان اور زیادہ سہل ہو اور اس ترجمہ کا نام میں نے ”نور الفرقان“ تجویز کیا ہے۔“ (46)

تبیان الفرقان کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”الحمد للہ تبیان الفرقان کی پہلی جلد کی تکمیل ہو چکی ہے، جس کو پہلے ہم نے 5 پاروں میں تقسیم کیا تھا، مگر اب ناشر کی خواہش پر اسے سورتوں کی ترتیب کے حوالے سے مرتب کیا ہے، پہلی جلد میں سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ اور سورہ ال عمران کی تفسیر ہے، جو کہ 2015ء میں ان شاء اللہ طباعت سے آراستہ ہو جائے گی۔ دوسری جلد پر کام جاری ہے اور اب تک سورہ نساء، سورہ مائدہ اور سورہ انعام مکمل ہو چکی ہیں۔“ (47)

درج بالا مواد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے 2014ء کے اواخر میں کیے گئے انٹرویو میں حاصل ہوا جسے میں نے بعد میں قلمبند کر لیا۔ لیکن الحمد للہ علی احسانہ یہ بات جان کر یقیناً قارئین کو حیرت ہوگی کہ صرف ایک سال کے عرصہ میں 2015ء کے آخر میں تبیان الفرقان کی تین جلدیں ہمارے ہاتھوں میں ہیں، چوتھی جلد طباعت کے مراحل میں ہے اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 25 جنوری 2016ء کو آغا خان ہسپتال لے جایا گیا اس وقت تک آپ پانچویں جلد

میں سورہ یسین تک پہنچے تھے جسے مکمل کر کے ہسپتال جانا آپ کو محبوب تھا۔ اللہ کریم آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور آپ کے قابل تلامذہ میں سے کس خوش بخت کو اس تفسیر کی تکمیل کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔

تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن جلد اول کی ڈائری

مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تبیان القرآن اور دیگر کتب کی طرح اس تفسیر کے اختتام پر بھی پورے کام کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

تبیان الفرقان جلد اول کی ڈائری

تقویم میلادی	تقویم ہجری	دن	ایک ماہ کے صفحات	کل صفحات
2 مئی 2014ء	2 رجب 1435ھ	جمعۃ المبارک	-	-
1 جون 2014ء	2 شعبان 1435ھ	اتوار	140	140
1 جولائی 2014ء	2 رمضان 1435ھ	منگل	180	320
1 اگست 2014ء	4 شوال 1435ھ	جمعۃ المبارک	210	530
1 ستمبر 2014ء	5 ذوالقعدہ 1435ھ	پیر	222	752
30 ستمبر 2014ء	4 ذوالحجہ 1435ھ	بدھ	228	981

تبیان الفرقان جلد دوم کی ڈائری

تقویم میلادی	تقویم ہجری	دن	ایک ماہ کے صفحات	کل صفحات
1 اکتوبر 2014ء	5 ذوالحجہ 1435ھ	بدھ	-	-
1 نومبر 2014ء	7 محرم 1436ھ	ہفتہ	110	110
1 دسمبر 2014ء	8 صفر 1436ھ	پیر	112	222
1 جنوری 2015ء	9 ربیع الاول 1436ھ	جمعرات	140	362
1 فروری 2015ء	11 ربیع الثانی 1436ھ	اتوار	160	522
1 مارچ 2015ء	9 جمادی الاولیٰ 1436ھ	اتوار	170	692

857	165	ہفتہ	22 جمادی الاولیٰ 1436ھ	14 مارچ 2015ء
-----	-----	------	---------------------------	---------------

تبیان الفرقان کے مصادر و مراجع

کسی بھی کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کے مصادر و مراجع سے کیا جاسکتا ہے چنانچہ تبیان الفرقان کے مصادر سے حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب تحقیق کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

4	کتب سماویہ
75	کتب تفاسیر
4	کتب تفاسیر شیعہ
110	کتب احادیث اہل السنہ
2	کتب شروح حدیث
12	کتب لغت
7	کتب تاریخ، سیرت و فضائل
10	کتب فقہ مذاہب اربعہ
4	کتب احادیث شیعہ
4	کتب فقہ شیعہ و کلامیہ
2	کتب متفرقہ
234	کل کتابوں کی تعداد

تبیان القرآن اور تبیان الفرقان کے منہج و اسلوب میں فرق

آپ رحمۃ اللہ علیہ تبیان الفرقان کی دوسری جلد میں لکھتے ہیں:

”اللہ کریم کا بے حد شکر ہے جس نے میرے ہاتھوں شرح صحیح مسلم کی تکمیل فرمائی، پھر مجھے تبیان القرآن کے نام سے تفسیر القرآن لکھنے کی عزت عطا فرمائی اور اس کے بعد پھر میرے ناتواں ہاتھوں سے صحیح البخاری کی شرح نعم الباری کو تکمیل سے نوازا، میں اب عمر کے اس حصہ میں پہنچ چکا ہوں اور ان گنت سخت اور جان لیوا بیماریوں کے تسلسل سے اس مرحلہ پر آچکا ہوں جہاں انسان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سکون اور عافیت کے ساتھ زندگی کے بقیہ ایام گزار دیں اور عمر کے اس حصہ میں انسان اپنے آپ کو کسی بڑے اور اہم کام کا اہل نہیں سمجھتا لیکن ہمیشہ سے میری یہ خواہش رہی ہے کہ حیات مستعار کا جو وقت بھی اللہ تعالیٰ کے دین متین کی خدمت میں گزر جائے وہی زندگی کا حاصل ہے، سو اس نیت سے میں نے ایک نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ ”تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن“ لکھنے کا حوصلہ کیا، میں نے اس تفسیر کو لکھنے کی ابتداء 2 رجب المرجب 1435ھ / 2 مئی 2014ء بروز جمعۃ المبارک کو کی اور آج 5 ذوالحجہ 1435ھ / 1 اکتوبر 2014ء بروز بدھ اس کے پانچ پاروں پر مشتمل ایک جلد مکمل ہو چکی ہے اور میں اب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے معمور ہو کر اس کی دوسری جلد کا افتتاح کرنے لگا ہوں، میں نے اس جلد میں یہ کوشش کی ہے کہ اس میں قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ تبیان القرآن سے بالکل مختلف اور بے حد آسان ہو، اور اس کی تفسیر میں تبیان القرآن کی تفسیر سے یکسر مختلف اور بے حد سہل اور دلنشین ہو۔ (48)

اس کے بعد آپ اس تفسیر کی اہم خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض آزاد خیال (Liberal) لوگوں نے قرآن مجید کی تفسیر میں جو اپنے گمراہانہ افکار سمودیئے ہیں، میں نے اپنی بساط کے مطابق پوری کوشش کی ہے کہ ان کے

محدثانہ افکار کا قلع قمع کروں اور صد ہا سال سے قرآن مجید کی جو تفسیر سلف صالحین سے منقول چلی آرہی ہے اسی کا دلائل و براہین سے احیاء کروں، میں نے اپنی اس تفسیر میں زیادہ تر احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہے اور ان احادیث کے جامع اور مکمل حوالہ جات تحریر کیے ہیں، اس تفسیر میں، میں نے صرف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے اور دوسرے آئمہ کرام کے مسلک کو روئے سخن نہیں پہنایا ہے، اس موضوع پر میری پہلی تفسیر تبیان القرآن میں بہت زیادہ مواد پیش کیا جا چکا ہے، اور دوسرے آئمہ کے مقابلے میں فقہ حنفی کی ترجیح کو دلائل و براہین کے ساتھ رقم کیا جا چکا ہے، میں نے یہاں پر ان مباحث کا تقرر اور اعادہ نہیں کیا، جو حضرات ان مباحث کو تفصیل کے ساتھ پڑھنا چاہیں وہ تبیان القرآن کا مطالعہ کر لیں، نیز عقائد کی اباحت میں، میں نے اسلام کے مسلمہ عقائد کو تبیان القرآن کی بنسبت زیادہ تفصیل اور عمدگی کے ساتھ لکھا ہے اور منکرین عظمت رسول اور منقصین شان صحابہ و اہل بیت کے رد و ابطال میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور جس کے ساتھ بھی اختلاف کیا ہے اس کی عزت نفس کو قائم رکھا ہے اور کہیں مجروح نہیں ہونے دیا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تفسیر کو اپنی اور اپنے محبوب رسول کی بارگاہ میں مقبولیت سے نوازیں اور قیامت تک اس تفسیر کے مندرجات مینارہ نور بنادیں۔“ (49)

ابتدائی دو جلدوں میں متحد دین و مفکرین کے نظریات کا رد

چنانچہ اس تفسیر میں حضرت مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے متحد دین اور ملحدین کے الحادی افکار اور ارتدادی فکر کا دلائل و براہین سے رد کیا ہے، وہ تمام اباحت نقل کر کے اس کا تجزیہ پیش کرنا اس کتاب کا متقاضی نہیں ہے لہذا صرف ایک جدول میں قارئین کے سامنے تبیان الفرقان کا نقشہ پیش کیا جائے گا۔

حوالہ	مسئلہ کی نوعیت	اسمائے مجددین و مفکرین
1/125	منکرین نسخ کی تفسیر کا تعاقب	سر سید احمد خان
1/127	فرشتوں کا انکار	سر سید احمد خان
1/132	مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کا سر سید کے عقائد کا چرہ ہونا	سر سید احمد خان
1/145	ان دونوں کا ان کے استاد فراہی سے بسم اللہ کے سورۃ کا جزء ہونے یا نہ ہونے پر اختلاف	امین احسن اصلاحی جاوید احمد غامدی
1/243	جاوید احمد غامدی کا آدم علیہ السلام کے مستقر کو دنیا کا کوئی باغ قرار دینا	جاوید احمد غامدی
1/245	شجرہ ممنوعہ کو شجرۃ التنازل قرار دینا	جاوید احمد غامدی
1/245	غامدی کی تفسیر کا فراہی اور اصلاحی کی تفسیر کے خلاف ہونا	جاوید احمد غامدی
1/290	رفع طور کے مسئلہ پر مصنف کا تعاقب	سر سید احمد خان
1/458	رویت ہلال میں منازل قمر کا اعتبار کرنا	ڈاکٹر محمد شکیل اوج
1/493	اہل کتاب مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کے نکاح کا جواز	ڈاکٹر محمد شکیل اوج
1/512	اکٹھی دی ہوئی تین طلاقیوں کا غیر موثر ہونا	ڈاکٹر محمد شکیل اوج
1/666	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت داود کی نسل سے قرار دینے پر سر سید کے اعتراضات پر مصنف کا تعاقب	سر سید احمد خان
1/678	رفع عیسیٰ علیہ السلام کا انکار	سر سید احمد خان
1/684	رفع عیسیٰ علیہ السلام کا انکار اور موت کے ثبوت پر مصنف کا رد	غلام احمد پرویز
1/691	مزارات پر چادر چڑھانے اور قبروں پر گنبد بنانے کو شرکیہ افعال قرار دینا	صوفی عبد الحمید سواتی
1/872	بطلان متعہ کے دلائل کا جواب اور مصنف کا تبصرہ	محمد حسین طباطبائی
2/49	مسیح علیہ السلام کی موت کو ثابت کرنا اور ان کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار کرنا	سر سید احمد خان
2/61	تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور جمہور مفسرین کے خلاف، سورہ النساء کی آیت 159 میں ضمیر کا مرجع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دینا	امین احسن اصلاحی
2/262	شُرک کی دو قسموں کا اختراع کرنا	شیخ ابن تیمیہ

2/316	ثبوت معجزہ سے انکار	سرید احمد خان
2/370	غیب کی چیزوں کے علم کو اصطلاح قرآن میں علم غیب نہیں کہتے	مفتی محمد شفیع

تبیان الفرقان کی پہلی جلد کی تکمیل پر اظہار تشکر

تبیان الفرقان کی پہلی جلد 2 مئی 2014ء بروز جمعۃ المبارک مکمل ہوئی، مفسر اعظم

لکھتے ہیں:

”میں نے تبیان الفرقان فی تفسیر القرآن کی ابتداء کی تھی رب ذوالجلال والا کرام کا لازوال کرم ہے کہ آج چار ذوالحجہ 1435ھ/30 ستمبر 2014ء بروز منگل اس تفسیر کی پہلی جلد کی تکمیل ہو گئی اور اس کی تصنیف و تالیف میں کل پانچ ماہ کا عرصہ صرف ہوا اور جو ایام بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کی خدمت میں صرف ہو جائیں دراصل وہی ایام زندگی کا سرمایہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے تبیان الفرقان کی پہلی جلد کو مکمل کرنے کی سعادت عطا فرمائی اسی طرح اپنے کرم عمیم سے مجھے اس تفسیر کی آخری جلد کی تکمیل کی دولت سے سرفراز فرمائے۔“

اس تفسیر میں جو حسن و کمال ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور فیضان ہے، اور اس میں جو خامی ہے وہ میرے مطالعہ کی کمی اور نظر و استدلال میں تقصیر کی وجہ ہے، قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس تفسیر کے مطالعہ کے دوران اگر میری کسی فروگزاشت پر مطلع ہوں تو مجھے مطلع فرمائیں، اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تفسیر کو اپنی بارگاہ میں مشکور اور مسعود فرمائیں اور موانع فقہین کے لئے اس تفسیر کو موجب استقامت بنائے اور مخالفین و منکرین کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔“ (50)

خلاصہ

محدث اعظم رحمہ اللہ علیہ نے نہ صرف صحیحین کی مفصل مبسوط اور جامع و مانع شروحات پر کام کر کے عوام و خواص پر احسان عظیم کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کا آپ پر

فضل کریم ہے کہ آپ نے قرآن مجید کی پہلی تفسیر بعنوان تبیان القرآن مع اشاریہ و فہارست 14 جلدوں میں تقریباً 12 ہزار صفحات پر مشتمل ایک عظیم خدمت قرآن کی ہے، اس کے بعد اس کی طوالت کی وجہ سے آپ نے خیال کیا کہ عام لوگ اسے کما حقہ استفادہ شاید نہ کر سکیں اس لئے آپ نے ضیاء القرآن کی طرز پر مختصر تفسیر لکھنے کا عزم کیا اور اس میں آپ نے بالخصوص ملحدین اور متجددین کے الحادی افکار کا قرآن و سنت اور آثار و صحابہ و تابعین کی روشنی میں مدلل جواب دینے کا ارادہ کیا۔ آپ اس کی چار جلدیں مکمل کر چکے ہیں اور پانچویں جلد میں سورہ یسین کی تفسیر تک تقریباً پانچ سو صفحات مکمل ہوئے تھے کہ بارگاہ ایزدی سے وقت اجل آپہنچا، چنانچہ سورہ یسین کے فضائل ہی کی برکت ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کی دیرینہ خواہش، کہ مجھے شب جمعہ میں موت نصیب ہوتا کہ میں شہید حکمی کی فضیلت کا مصداق بن جاؤں، کو قبول فرمایا اور 4 فروری 2016ء عشاء کی اذان کے قریب شب جمعہ کو آفتاب علم اس دنیا فانی سے ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ لیکن بصورت شرح صحیح مسلم، تبیان القرآن، نعمۃ الباری اور تبیان الفرقان کی صورت میں قیامت تک امت مسلمہ کے درمیان روز روشن کی طرح چمکتے دکتے رہیں گے۔

حواشی و حوالہ جات

- 1- ماہنامہ ضیائے حرم، ج 2، ص 47
- 2- مقالات سعیدی، ص 641
- 3- ایضاً ص 645
- 4- ایضاً ص 688
- 5- حیات و استاذ العلماء، ص 4
- 6- توضیح البیان لخرائن العرفان، ص 26
- 7- ضیائے کنز الایمان ص 9
- 8- مقام ولایت و نبوت، ص 5
- 9- نزہۃ القاری، ج 1، ص 88
- 10- تذکرۃ الحمد ثلثین، ص 12
- 11- انٹرویو، مفتی عبداللہ نورانی، بمقام اسلامک مشنری یونیورسٹی، بروز جمعرات 27_11_2014،
بوقت شام 4 بجے
- 12- شرح صحیح مسلم، ج 2، ص 1010
- 13- ماہنامہ البلاغ، ص 53
- 14- شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 64
- 15- ایضاً ج 3، ص 1159
- 16- ماہنامہ البلاغ، ص 54
- 17- شرح صحیح مسلم، ج 2، ص 28
- 18- ماہنامہ البلاغ، ص 54
- 19- شرح صحیح مسلم، ج 5، ص 649
- 20- ماہنامہ البلاغ، ص 54
- 21- معارف اسلامیہ، ص 189
- 22- حیات سعید ملت، ص 59
- 23- تبیان القرآن، ج 1، ص 37
- 24- محولہ بالا

- 25۔ ایضاً ص 38
- 26۔ نعم الباری شرح صحیح البخاری 16، ص 1020
- 27۔ تبیان القرآن، ج 1، ص 37
- 28۔ محولہ بالا، ص 38
- 29۔ محولہ بالا
- 30۔ محولہ بالا، ج 12، ص 1056
- 31۔ سورة ال عمران: 3
- 32۔ تبیان القرآن، ج 2، ص 38
- 33۔ سورة الاعراف: 54
- 34۔ تبیان القرآن ج 4، ص 158
- 35۔ سورة الانبياء: 7
- 36۔ تبیان القرآن، ج 6، ص 432
- 37۔ شرح صحیح مسلم، جلد 6، ص 1051
- 38۔ تبیان القرآن، ج 5، ص 423
- 39۔ تبیان القرآن، ج 4، ص 70
- 40۔ تبیان القرآن، ج 11، ص 504
- 41۔ نعمۃ الباری ج 4، ص 524
- 42۔ ایضاً ج 7، ص 619
- 43۔ ایضاً، ج 16، ص 1023
- 44۔ محولہ بالا
- 45۔ محولہ بالا
- 46۔ محولہ بالا
- 47۔ انٹرویو، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014_12_17، بوقت شام 30:07 بجے
- 48۔ تبیان الفرقان، ج 2، ص 27
- 49۔ ایضاً 28
- 50۔ ایضاً 1005

باب پنجم

محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کے
اجتہادات و تفردات

محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات و تفردات

دورِ حاضر میں زمانہ جس تیزی کے ساتھ دین سے دوری کا شکار ہوتا چلا جا رہا ہے، اس کی ایک وجہ بعض اہل علم کی محدود سوچ اور تحقیق سے دوری بھی ہے، یہی سبب ہے کہ آج بعض پڑھی لکھی عوام یہ کہتی نظر آتی ہے کہ ”اسلام ہمارے مسائل کا صحیح حل پیش کرنے سے قاصر ہے۔۔۔ بظاہر یہ ایک فرسودہ نظام معلوم ہوتا ہے جس میں عصرِ حاضر کے مسائل کا یکسر حل نہیں ملتا۔۔۔ قرآن و سنت کے مسائل ایک محدود مدت کے لئے تھے۔۔۔ فقہی مسائل کا جدید معاملات کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں۔۔۔ وغیر ذالک“

یہی وجہ ہے کہ اہل علم نے اس طوفانِ بد تمیزی اور گمراہی کا رخ موڑنے کے لئے ان موضوعات پر مستقل تحریریں لکھی ہیں اور ان تمام اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جو آج کل کے پڑھے لکھے طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر گاہے بگاہے کرتے رہتے ہیں۔ مگر محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات و تالیفات کا خاصہ ہے کہ اس میں عصرِ حاضر کے تمامی اہم مسائل کو بڑے نظم کے ساتھ معیارِ تحقیق و تدقیق اور عوام الناس کی آسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے بڑے سہل انداز میں دلائل و براہین کے ساتھ زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ تاہم سعیدی صاحب کی تحقیقات سے اختلاف کی گنجائش ہے، اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

”میں جس مسئلے میں کوئی رائے قائم کرتا ہوں تو اس کی بنیاد قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اجماع و قیاس سے بھی استدلال کرتا ہوں، ان مسائل سے مراد عصری مسائل ہیں، امام ابوحنیفہ جن مسائل کا استنباط کر چکے وہ مفروغ عنہا ہیں البتہ امام ابوحنیفہ سے جن مسائل میں دیگر اکابر احناف نے دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے ان کا معاملہ الگ ہے، یا جن مسائل میں ضرورت کی بنیاد پر دوسرے ائمہ کے اقوال پر فتویٰ دیا ان کا معاملہ جدا ہے تاہم بالفرض اگر کسی مسئلے میں میری رائے قرآن، حدیث یا اجماع مجتہدین کے

خلاف ہو تو میری رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اصل حجت قرآن، حدیث اور اجماع مجتہدین ہے۔ (1)

گویا جہاں آپ نے جدید و قدیم رسمی و غیر رسمی تمام تر انداز و اسلوب کو اختیار کیا ہے وہیں آپ کے اجتہادات و تفردات بھی روز اول سے ہی تحسین و تنقید کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس باب میں آپ رحمہ اللہ علیہ کی تمامی تحریروں سے چند شہ پارے اجمالاً ذکر کیے جائیں گے۔ تاکہ اہل علم کے سامنے آپ رحمہ اللہ علیہ کی اجتہادی بصیرت اور تحقیقی کاوشیں مزید واضح ہو جائیں۔

اجتہاد، تفردات و شذوذ باعتبار لغت و اصطلاح

اجتہاد

اجتہاد کا مادہ اصلی ”ج“، ”ہ“ اور ”ذ“ ہے اور یہ لفظ ”جہد“ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی محنت اور کلفت کے ہیں۔

مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی، القاموس الوحید میں نقل کرتے ہیں۔
جَهْدًا - جَهْدًا: كُوشش كَرْنَا، طَاقَت لْكَانَا۔

فی الامر: كُوشش كَرْنَا، مَحْنَت كَرْنَا، طَاقَت لْكَانَا، حَاصُول مَقْصِد تَك كُوشَاں رَهْنَا۔

اجتہاد: پوری كُوشش كَرْنَا، مَحْنَت كَرْنَا۔ (2)

امام غزالی اپنی شہرہ آفاق کتاب ”المختصر فی علم الاصول“ میں اجتہاد کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”وهو عبارة عن بذل المجهود واستفراغ الوسع في فعل من الافعال ولا يستعمل إلا فيما فيه كلفة وجهد فيقال اجتهد في حمل حجر الرحا ولا يقال اجتهد في حمل خردلة لكن صار اللفظ في عرف العلماء مخصوصا ببذل المجهود وسعه في طلب العلم بأحكام الشريعة والاجتهاد التام أن يبذل الوسع في الطلب بحيث يحس من نفسه بالعجز عن مزيد طلب“۔ (3)

ترجمہ: ”کسی کام میں پوری پوری کوشش صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں جو کلفت و مشقت کا باعث ہو، رائی کا دانہ اٹھا کر ایک سے دوسری جگہ رکھا جائے تو اہل لغت اس کو اجتہاد نہیں کہتے، لیکن چکی کے پتھر اٹھانے کو اجتہاد کہتے ہیں کہ اس میں کلفت و مشقت ہے۔“ (4)

سید شریف جرجانی التعریفات میں لکھتے ہیں۔

”الاجتہاد فی اللغة بذل الوسع فی الاصطلاح استفراغ الفقیہ الوسع لیحصل له ظن بحکم شرعی وبذل السجھود فی طلب المقصود من جهة الاستدلال۔“ (5)

ترجمہ: ”اجتہاد کے ذریعہ جس رائے تک پہنچا جاتا ہے اور جو حکم مقرر کیا جاتا ہے، وہ غالب گمان ہی کا درجہ رکھتا ہے نہ کہ یقین کا۔“ (6)

تفرد

اس کی جمع تفردات ہے، اس سے مراد کسی صاحب تحقیق کی ذہنی کاوش، جودتِ طبع، غور و فکر و تتبع و تلاش اور تجربہ و علم کے نتیجے میں قائم ہونے والی وہ آراء ہیں، جن میں وہ منفرد اور ممتاز نظر آتا ہے۔

تفرد لغوی اعتبار سے فرد سے نکلا ہے، جس کے معنی یکتا اور واحد کے ہیں، اصطلاحی طور پر اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی ہوتا ہے۔

” (فرد) اللہ تعالیٰ و تقدس هو الفرد و قد تفرّد بالأمر دون خلقه اللیث و الفرد فی صفات اللہ تعالیٰ هو الواحد الأحد الذی لا نظیر له ولا مثل ولا ثانی۔۔ الفرد الوتر۔۔ وقیل الفرید بغيرهاء الجوهرۃ النفیسة كأنها مفردة فی نوعها۔“ (7)

ترجمہ: ”فرد، اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں جو کہ بلند اور مقدس ہے اور وہی اکیلا ہے اپنے حکم میں، کسی مخلوق کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں فرد اس اکیلے اور یکتا کو کہتے ہیں جس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں، نہ ہی کوئی ثانی ہے اور فرد طاق کو کہتے ہیں اسی سے فرید آتا ہے بغیر ہاء کے جس کے معنی نفیس اور قیمتی معنی کے ہیں۔ اپنی نوعیت میں اکیلا ہونے کی وجہ سے اُسے فرید کہتے ہیں۔“ (8)

لہذا تفرّد کسی بھی شخص کی انفرادی رائے کو کہتے ہیں۔

شذوذ

تفرّد کے لئے عربی ذخیرہ میں شذوذ (جمع شاذ) کی اصطلاح بھی مستعمل ہے۔ جس کی لغت سے بھی تائید ہوتی ہے۔
چنانچہ ابن منظور لکھتے ہیں۔

”[شذوذ] شذ عنہ یُشذ و یُشذوذا انفراد عن جہورہ۔۔۔ شذ الرجل اذا

انفراد عن اصحابہ و كذلك کل شیء منفرد فہو شاذ۔“ (9)

”لوگوں سے منفرد اور الگ ہونا شذوذ کہلاتا ہے اپنے ساتھیوں سے منفرد ہونے والے کو

کہتے ہیں شذ الرجل اور اسی طرح ہر منفرد چیز شاذ کہلاتی ہے“ (10)

اسی طرح جماعت سے باہر شخص پر بھی شذوذ کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے

”وید الله مع الجماعة و من شذ الی النار۔“ (11)

ترجمہ: ”اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے اور جو کوئی شذوذ اختیار کرے گا جہنم کی طرف

دھکیلا جائے گا۔“

تحقیقی ابحاث، اجتہادات و تفردات

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے مسئلہ کی تحقیق

ٹیسٹ ٹیوب بے بی یا غیر فطری طریقہ سے حصولِ اولاد بھی ایک جدید اور توجہ طلب مسئلہ ہے اور دیگر عصرِ حاضر کے اہم مسائل کی طرح اہل علم کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ آیا ولادت و پیدائش کے فطری طریقے کے خلاف یہ عمل جائز ہے یا ناجائز! اس ضمن میں سب سے پہلے ٹیسٹ ٹیوب (Test Tube) کی اصطلاح کی وضاحت کی جائے گی۔ پھر اس کے بعد مانعین اور مجوزین کے دلائل اور ان کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا تعارف

"In vitro fertilisation (IVF) is a process by which an egg is fertilized by sperm outside the body: in vitro ("in glass"). The process involves monitoring and stimulating a woman's ovulatory process, removing ovum or ova (egg or eggs) from the woman's ovaries and letting sperm fertilize them in a fluid medium in a laboratory. The fertilized egg (zygote) is cultured for 2-6 days in a growth medium and is then implanted in the same or another woman's uterus, with the intention of establishing a successful pregnancy". (12)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا طریقہ کار

عورت کے بیضہ دانی سے جو نالی اس کے رحم تک جاتی ہے ماہواری کے چودھویں دن اس سے انڈہ نکلتا ہے اس وقت عملِ تزویج کرنے سے مرد کا تولیدی جراثیمہ بیضہ دانی کی اس نالی میں پہنچ کر نسوانی انڈے میں داخل ہو جاتا ہے اس کے بعد اس انڈے میں خلیے بننے کا

عمل شروع ہو جاتا ہے اور وہ کاشت شدہ انڈہ اس نالی سے رحم کی طرف سفر شروع کر دیتا ہے نو دن کے بعد اس انڈے میں سولہ خلیے بنتے ہیں اور خلیات کا وہ مجموعہ رحم میں پیدا ہو جاتا ہے، اس کے بعد بچہ بننے کا عمل شروع ہو جاتا ہے اگر کسی خرابی کی وجہ سے یہ کاشت شدہ انڈہ خلیات میں متشکل ہو کر رحم میں نہ آسکے تو اس مرحلے کے حصول کے لئے ٹیسٹ ٹیوب کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ خرابی مرد کی بھی ہو سکتی ہے اور عورت کی بھی۔ مرد کے جرثومے اور نسوانی انڈے کو ایک ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں اس ٹیسٹ ٹیوب میں جدید میڈیکل سائنس نے ایسی صلاحیت پیدا کر دی ہے کہ اس ٹیوب میں نسوانی نالی کی طرح عمل ہوتا ہے مرد کا جرثومہ نسوانی انڈے میں داخل ہو جاتا اور اس میں خلیات بننے کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور جب اس میں سولہ خلیات بن جاتے ہیں تو ان کو عورت کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے اور اگر عورت کے رحم میں کوئی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس میں بچہ بننے کا عمل نہ ہوتا ہو تو کسی اور عورت کے رحم میں (جو اس کی پیشکش کرے) اس انڈے کو رکھ دیا جاتا ہے۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا انداز تحقیق

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر شرح صحیح مسلم کی تیسری جلد میں ”بَابُ الْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ وَتَوَقُّی السُّبُهَاتِ“ کے تحت اس مسئلہ پر تقریباً تیرہ صفحات پر تحقیق کی ہے اور دلائل و براہین کی روشنی میں اپنی تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے عمل کو مطلقاً ناجائز نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس کی بعض صورتیں جائز اور بعض ناجائز ہیں۔

اس مسئلہ کی تحقیق میں آپ نے کئی عنوانات پر بحث کی ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- 1- ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی تحقیق
- 2- مرد کی وہ خرابیاں جن کی وجہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے
- 3- عورت کی وہ خرابیاں جن کی وجہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے
- 4- ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولید کا شرعی حکم
- 5- مصنوعی عمل تولید کا شرعی حکم

6۔ کیا ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل فطرت اللہ اور خلق اللہ کے خلاف ہے؟

7۔ اعتراضات اور جوابات

8۔ فقہ اہل سنت کی تصریحات کی روشنی میں مصنوعی طریقہ تولید کا جواز

9۔ اہل تشیع کی تصریحات کی روشنی میں مصنوعی طریقہ تولید کا جواز

اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ علامہ صاحب نے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے عمل کی جائز صورتوں کو فقہ کی مستند اور معتمد کتب سے اُن کی اصل نکال کر واضح کیا ہے اور فتح القدیر، البحر الرائق، فتاویٰ عالمگیری، المبسوط، ردالمحتار اور درمختار کی روشنی میں باقاعدہ چار صورتوں کا جواز ثابت کیا ہے۔

چنانچہ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اس عمل کی جوازی صورتوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولید کا شرعی حکم

”حسب ذیل صورتوں میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ عمل تولید شرعاً جائز ہوگا۔

(الف) شوہر میں تولیدی جرثومے (sperms) ہوں لیکن وہ کسی بیماری کی وجہ سے عمل تزویج پر قادر نہ ہو ایسی صورت میں شوہر کے تولیدی جرثوموں اور بیوی کے انڈوں (ova) کے ٹیوب میں ملاپ کے بعد ولادت کے لئے اس کی بیوی کے رحم (uterus) میں ان انڈوں کو رکھنا جائز ہے۔

(ب) شوہر میں تولیدی جرثومے (sperms) بھی ہوں اور عمل تزویج پر بھی قادر ہو لیکن کسی خرابی کے باعث وہ تولیدی جرثومے نسوانی نالی (fallopian tube) تک نہ پہنچ سکیں اس صورت میں بھی شوہر کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کو لے کر ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل کرنا اور بعد ازاں بیوی کے رحم میں منتقل کرنا جائز ہے۔

(ج) نسوانی نالی سکڑ جائے یا اس میں انفیکشن ہو یا کوئی اور خرابی ہو جس کی وجہ سے کاشت شدہ انڈے رحم کی طرف سفر نہ کر سکیں ایسی صورت میں مرد کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کا ٹیسٹ ٹیوب میں ملاپ کرنا اور خلیات میں متشکل کرانے کے بعد بیوی کے رحم

میں رکھنا جائز ہے۔

(د) بیوی کے رحم کی ساخت میں کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے مرد کے جرثومے نسوانی نالی میں نہ پہنچ سکیں پھر بھی دونوں کے مادوں کا ٹیوب میں ملاپ کرانا جائز ہے۔“ (13)

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مذکورہ بالا صورتوں میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل شوہر اور بیوی کے درمیان جائز ہے۔

”فقہائے اسلام نے اس کو جائز قرار دیا ہے کہ بغیر مجامعت کے مرد کے پانی کو عورت کی اندام نہانی میں پہنچا دیا جائے، جس سے عورت حاملہ ہو جائے، یہ عمل اگرچہ نادر ہے لیکن اس سے نسب ثابت ہو جائے گا اور یہ بعینہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا جزئیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے فقہا پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، انہوں نے اب سے کئی سو برس پہلے ایسے اصول اور قواعد بیان کر دیے جس سے کئی سو برس بعد پیش آنے والے مسائل حل ہو گئے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ عنا احسن الجزاء۔“ (14)

بطور مثال چند عبارات ملاحظہ ہوں:

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

”وما قیل لایلزم من ثبوت النسب منه وطئوہ لان الحبل قد یكون با دخال الماء الفرج دون جماع فنادر۔

ترجمہ: ”اور یہ جو کہا گیا ہے کہ کسی شخص سے ثبوت نسب سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس نے جماع بھی کیا ہے، کیونکہ بغیر جماع کے بھی عورت کی اندام نہانی میں نطفہ پہنچانے سے عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو یہ نادر الوقوع ہے۔“ (15)

علامہ زین الدین ابن نجیم نے البحر الرائق اور علامہ شبلی نے حاشیۃ الشبلی علی تبیین الحقائق میں بھی یہی جزئیہ نقل کیا ہے۔

اسی طرح عالمگیری میں ہے:

”وان کان الزوج مجبوبا ولم تعلم بحالہ فجائت بولد فادعاء واثبت القاضی نسبه

ثم علمت بحاله وطلبت الفرقة فلتنا ذلك لان الولد لزمه بغير جماع كذا في المحيط“۔ (16)

ترجمہ: ”اگر شوہر کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو اور عورت کو اس کا پتہ نہ ہو اور اس کو بچہ ہو جائے اور خاوند اس بچے کا دعویٰ کرے اور قاضی اس سے نسب ثابت کر دے پھر عورت کو اس کے حال کا علم ہو اور وہ علیحدگی طلب کرے تو اس کے لیے جائز ہے، کیونکہ بچہ اس سے بغیر جماع کے پیدا ہو گیا۔“

اس طریقہ تولید پر ایک سوال ثبوت نسب پر بھی اٹھایا جاتا ہے! لہذا علامہ سعیدی رحمہ اللہ نے اس اشکال کے جواب میں فقہ حنفی کی مشہور کتابوں محیط، عالمگیری، المبسوط، الدر المختار اور رد المحتار کی تصریحات سے ثبوت نسب پر دلائل دیے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”بہر حال محیط اور عالمگیری کی عبارت سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ اگر شوہر نے بغیر جماع کے اپنا نطفہ عورت کی اندام نہانی میں پہنچا دیا اور بچہ ہو گیا تو اس کا شوہر سے نسب ثابت ہو جائے گا۔ علامہ شمس الدین سرخسی، علامہ حصکفی اور علامہ ابن عابدین شامی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ فقہائے اسلام کی یہ عبارات مذکور الصدر ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے جواز کی واضح دلیل ہیں۔“ (17)

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولید کی ناجائز صورتیں

”حسب ذیل صورتوں میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے ولادت شرعاً جائز نہیں ہے۔

(الف) شوہر عمل تزویج پر قادر ہو لیکن اس کے جراثیموں میں تولیدی صلاحیت نہ ہو یا سرے سے جراثیم نہ ہوں، اس صورت میں کسی اور کے انڈوں کا ٹیوب میں ملاپ کرایا جائے اور بعد ازاں ان کو بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے۔

(ب) عورت کے رحم میں ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اس میں بچہ بننے کا عمل نہ ہوتا ہو، ایسی صورت میں شوہر کے جراثیموں اور بیوی کے انڈوں کا ملاپ ٹیوب میں کرایا جائے اور بعد ازاں کسی اور عورت کے رحم میں اس مادے کو منتقل کر دیا جائے جو اس بچہ کو جنم دے۔

(ج) عورت کا وہ عضو (ovary) نہ ہو،

(د) عضو (ovary) میں پیدائشی خرابی ہو جس کی وجہ سے انڈے خارج نہ ہوں،

(ہ) اس عضو (ovary) میں رسولی ہو۔

مؤخر الذکر تینوں صورتوں میں کسی دوسری عورت کے انڈے حاصل کر کے ان کا مرد کے جرثوموں کے ساتھ ٹیوب میں ملاپ کرایا جاتا ہے۔ یہ تینوں صورتیں اس لئے ناجائز ہیں کہ مرد اپنے جرثوموں کا اس عورت کے انڈوں کے ساتھ ملاپ کر رہا ہے جو اس کی منکوحہ نہیں ہے اور اس کو ایک اجنبی عورت کے انڈوں میں تصرف کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، نہ وہ عورت اس بات کی مالک ہے کہ اپنے انڈے ایک اجنبی مرد کو پیش کر دے۔ اور پہلی دونوں صورتیں اس لیے ناجائز ہیں کہ مرد اپنے نطفہ کی کاشت کے لیے اس عورت کے رحم کو استعمال کر رہا ہے، جو اس کی منکوحہ نہیں ہے اور اس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔“ (18)

تمام تر دلائل اور تفصیلات اس موضوع پر تحریر کرنے کے بعد اس بحث کے اختتام پر لکھتے ہیں:

”اس موضوع پر میں نے جو کچھ لکھا ہے چونکہ یہ ابتداء اور ارتجالاً لکھا ہے اور میرے سامنے اس موضوع پر کوئی اور تحقیق نہیں ہے اس لیے ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی نقص یا خطا کا پہلو ہے بہر حال میں نے جو کچھ لکھا اگر یہ حق اور صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اگر اس میں کوئی سقم اور خفاء ہے تو اس کا سبب میرا ناقص مطالعہ اور سوء فہم ہے۔“ (19)

پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت

جدید میڈیکل سائنس کی دن بدن ترقی نے علاج معالجہ کے سلسلے میں نئے مسائل کو جنم دیا ہے جس سے بہت بڑے پیمانے پر انسانیت کی خدمت ہوئی ہے، جہاں علماء کے سامنے نئے نئے اجتہادی مسائل آکھڑے ہوئے ہیں، انہی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں پہلے پوسٹ مارٹم کا تعارف اور وجوہات ذکر کی جائیں گی۔

پوسٹ مارٹم کا تعارف

Post-mortem (meaning after death) may refer to:

In science:

Post-mortem examination, or autopsy, an examination of a corpse in order to determine cause of death

Post-mortem interval, the time that has elapsed since a person has died

Postmortem studies, a neurobiological research method(20)

موت کے بعد طبی معائنہ عام طور پر درج ذیل وجوہات کی بنا پر کیا جاتا ہے:

- 1۔ موت کا سبب و وقت جاننے اور قاتل کی شناخت کے لیے
- 2۔ میڈیکل کے طلباء کو تعلیمی مقاصد کے لیے مشاہدہ و تجربہ کی خاطر
- 3۔ نومولود میں اس امر کی تحقیق کرنا کہ پیدائش کے وقت وہ زندہ تھا اور اس میں زندہ رہنے کی قابلیت تھی یا نہیں

مذکورہ بالا وجوہات نفع سے خالی نہیں ہیں کیونکہ پہلی صورت میں قاتل کی گرفت کے

لیے تحقیقی کارروائی مکمل کرنے میں تعاون حاصل ہوتا ہے جبکہ دوسری صورت میں وہ طلباء جنہیں مستقبل میں ان معاملات کا سامنا کرنا ہوگا انہیں تعلیم دینا مقصود ہے۔

پوسٹ مارٹم کا اصول و انداز

مروجہ پوسٹ مارٹم کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ پوسٹ مارٹم معائنہ تفصیلی ہو۔ جسم کے تینوں جوف (cavities) یعنی سینہ، پیٹ اور کھوپڑی کو کھول کر معائنہ کرنا چاہیے اگرچہ موت کا سبب کسی ایک جوف میں بھی دریافت ہو گیا کیونکہ معائنہ کرنے والے میڈیکل افسر کو صرف اتنا ہی درج نہیں کرنا کہ فلاں فلاں اعضاء کو زخم پہنچا ہے بلکہ اس بات کو بھی واضح کرنا ہے کہ بقیہ اعضاء درست پائے گئے ہیں۔

”مروجہ پوسٹ مارٹم معائنہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

1۔ ظاہری معائنہ (External examination)

2۔ اندرونی معائنہ (Internal examination)“ (21)

پوسٹ مارٹم کے مواقع

”میت کے پوسٹ مارٹم کی ضرورت دو جگہ پیش آتی ہے، ایک ضرورت ہے تعلیم، تعلیم کے لئے عام طور پر کسی لاوارث میت کو قبضے میں کرنے کے بعد میڈیکل کالج کے طلباء اس کے جسم پر آپریشن کی مشق کرتے اور اس کے جسم کے مختلف اعضاء پر طبی نوعیت کے تجربات کرتے ہیں، ہر چند کے پلاسٹک ماڈل پر تجربات شروع ہو چکے ہیں۔

آج کل انسانی جان کو بچانے کے لئے سرجری اور آپریشن ایک ضروری طریقہ علاج ہے۔۔ اب سوال یہ ہے کہ میڈیکل کالج کے طلباء اگر زمانہ تعلیم میں سرجری کی مشق نہ کریں تو وہ مستقبل میں سرجری کے ذریعے علاج نہیں کر سکتے اور بغیر آپریشن کے جن لوگوں کا علاج نہیں ہو سکتا ان کی زندگی یقینی خطرے میں ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے: الضرورات تبیح المحظورات، ضرورت کی بنا پر امر ممنوع کا کرنا جائز ہو جاتا ہے تو کیا اس عام ضرورت

کی بنا پر پوسٹ مارٹم کرنے کی بالعموم اجازت دی جاسکتی ہے۔“ (22)

اس باب میں مختلف آراء نظر آتی ہیں چنانچہ علامہ سعیدی صاحب نے اس پر بہت دقیق بحث کی ہے اور اس کی بعض جوازی صورتوں کو حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا ہے، چنانچہ علامہ سعیدی صاحب کے ساتھ چند مزید مفکرین کی آراء پیش خدمت ہیں۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے پوسٹ مارٹم کے جواز اور عدم جواز پر تفصیلی بحث کی ہے اور بطور دلائل اس کی جوازی صورتوں میں درمختار، فتح القدر، ردالمحتار، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ النوازل، المہذب مع المجموع، شرح المہذب مع المجموع، فتح العزیز، المغنی لابن قدامہ اور میزان الشریعۃ الکبریٰ سے علامہ عبدالوہاب شعرانی کی تصریحات پیش کی ہیں۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے پوسٹ مارٹم کے مواقع، جواز اور عدم جواز پر بحث کی ہے،

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

پوسٹ مارٹم کے جواز و عدم جواز کا محل

”اس سلسلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ سرجری کی مشق کے لئے جانوروں اور غیر مسلم اموات کو حاصل کرنا چاہیے اور مسلم اموات پر سرجری کی مشق کرنا جائز نہیں ہے اور غیر مسلم اموات کا حصول اس قدر دشوار نہیں ہوتا جس کی بناء پر مسلمان میت کی چیر پھاڑ کر کے اس کی بے حرمتی کی جائے خصوصاً اس صورت میں جبکہ پلاسٹک ماڈل سے تعلیم شروع کی جا چکی ہے۔“

پوسٹ مارٹم کی دوسری وجہ جو بالعموم پیش آتی ہے وہ مقدمے کی تحقیق کا اور کسی بے قصور مسلمان کو قتل کی سزا سے بچانے کا مسئلہ۔ مثلاً ایک شخص کو پولیس نے پستول سمیت پکڑ لیا اور اس پر الزام ہے کہ اس نے اپنے پستول سے فلاں شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے جبکہ ملزم یہ کہتا ہے کہ میں نے اس پر گولی نہیں چلائی اور تمام شواہد اور قرائن ملزم کے خلاف ہیں اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے یہ مقتول کے جسم میں جو گولی ہے آیا وہ اس نمبر کی گولی ہے جو ملزم کی پستول میں ہے یا کوئی اور گولی ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مقتول کے جسم میں ملزم کے

پستول کی گولی ہے تو وہ قاتل ثابت ہو جائے اور اگر وہ گولی اس کے پستول کی نہیں ہے تو وہ بری ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں جبکہ پوسٹ مارٹم کے ذریعے کسی بے قصور کی جان بچانے کا مسئلہ ہو تو پوسٹ مارٹم کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے اور فقہائے اربعہ کے مذاہب میں اس کی تائید موجود ہے۔“ (23)

اس کے بعد علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے بطور دلائل اس کی جوازی صورتوں میں درمختار، فتح القدیر، ردالمحتار، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ النوازل، المہذب مع المجموع، شرح المہذب مع المجموع، فتح العزیز، المغنی لابن قدامہ اور میزان الشریعۃ الکبریٰ سے تصریحات پیش کی ہیں۔ چنانچہ اپنی بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

”ہم نے سطور بالا میں جو عبارات نقل کی ہیں ان سے ظاہر ہو گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ زندہ بچے کو نکالنے کے لئے مردہ عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا، امام مالک کا ایک قول بھی یہی ہے اور حنابلہ میں سے ابن قدامہ کا بھی یہی نظریہ ہے اور اس پر سب متفق ہیں کہ مال غیر نکالنے کے لئے مردے کا پیٹ چاک کر دیا جائے گا۔

مذاہب اربعہ کی ان تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ زندہ کی جان بچانے کے لئے مردہ کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔“ (24)

اس ضمن میں مختلف فتاویٰ کا مطالعہ کیا گیا مگر کہیں پوسٹ مارٹم کے دوران جن امور کا لحاظ رکھنا چاہیے، وہ دیکھنے میں نہیں آئے۔ چنانچہ پوسٹ مارٹم کے دوران درج ذیل امور کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

1۔ جیسے کسی زندہ کے جسم کو ایذا پہنچانا حرام ہے وہی حکم مردہ کا بھی ہے لہذا اس بات کا خیال کیا جائے کہ بے جا تکلیف پہنچانا یا طلبہ کا دوران مشق ان اعضاء کا مذاق بنانا قطعاً جائز نہ ہوگا۔

2۔ میت کی حرمت کا لحاظ زندہ جسم کی مانند کیا جائے۔

3۔ شرعی ضابطہ کے مطابق جس امر کا جواز ضرورت کی بناء پر ہو وہ بقدر ضرورت ہی مباح ہو گا۔

4۔ ستر عورت کا ہر صورت لحاظ رکھا جائے، یہاں تک کہ ایک شوہر کو اپنی بیوی کے مرنے کے بعد اسے بلا حائل چھونا جائز نہیں ہے اور نہ ہی چہرہ ہاتھ وغیرہ کے سوا کچھ دیکھنا جائز ہے۔ لہذا پردے کے احکام کی پابندی لازم ہے۔

آخر میں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کی رائے ذکر کرنا مفید ہوگی۔

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کی رائے

ادارہ تحقیقات اسلامی کے شعبہ فقہ و قانون نے 28 تا 30 جون 1995ء کو ایک ورکشاپ جو کہ ”طبی فقہی مسائل ورکشاپ“ کے نام سے اسلام آباد میں منعقد ہوئی، اس ورکشاپ میں ملک کے معروف علماء و اسکالرز اور میڈیکل سائنس کے دانشوروں اور ڈاکٹروں کو جدید طبی مسائل پر گفتگو کی دعوت دی گئی۔ اس ورکشاپ میں پوسٹ مارٹم ڈائی سیکشن ایک اہم مسئلہ تھا، چنانچہ اس پر ہونے والی تحقیقی گفتگو کا خلاصہ اس طرح تحریر کیا گیا ہے:

”پوسٹ مارٹم یعنی طبی معائنہ بعد از مرگ اور ڈائی سیکشن پر ایک اجلاس منعقد ہوا۔ شرکائے ورکشاپ کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ شرعی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم ایک ضرورت ہے، لہذا یہ جائز ہے۔ شرعی مقاصد سے مراد ہے:

- 1۔ میت کی شناخت: یعنی میت کی جنس اور عمر معلوم کرنا، اور بعض صورتوں میں میت کی نسل معلوم کرنا، اس سے اکثر و بیشتر میت کی شخصیت بھی معلوم ہوتی ہے۔
- 2۔ موت کی وجہ اور نوعیت: یعنی کیا مرنے والا طبعی موت مرا ہے یا غیر طبعی موت مرا ہے؟ اگر غیر طبعی موت مرا ہے تو کیا حادثہ ہوا ہے، یا میت کو زہر خورانی کے ذریعہ یا گلا گھونٹ کر یا کند آلہ سے ضرب لگا کر یا تیز دھار آلہ سے ضرب لگا کر مارا گیا ہے؟
- 3۔ موت کے وقت کا تعین: شرعی پوسٹ مارٹم حاکم مجاز کی اجازت یا حکم سے ہوتا ہے۔

میڈیکل ڈاکٹرز خود یہ کارروائی نہیں کرتا۔“ (25)

اعضاء کی پیوند کاری

دورِ حاضر میں انسانی دل، گردے، جگر، پھیپھڑے، آنکھوں کا قرنیہ اور بعض دیگر اعضاء کی پیوند کاری کی جارہی ہے۔ یہ اعضاء بعض اوقات بذریعہ وصیت مرنے کے بعد میت سے حاصل کیے جاتے ہیں اور بعض اوقات زندگی میں ہی ان کا عطیہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ ہمارے علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ آیا کسی ضرورت مند آدمی کو کوئی شخص اپنی مرضی سے اپنا کوئی عضو دے سکتا ہے یا نہیں؟ نیز کیا کسی کی وصیت اپنے عضو کے عطیے کے بارے میں قبولِ عمل ہے یا نہیں؟

چنانچہ اس ضمن میں پہلے اعضاء کی پیوند کاری کی مروجہ صورتیں بیان کی جائیں گی ساتھ ساتھ ان کے دلائل بھی ذکر کیے جائیں گے، اس کے بعد جانبین کے دلائل اور پھر علامہ سعیدی صاحب کے موقف کا خلاصہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تحقیق کار کا تبصرہ پیش کیا جائے گا۔

اعضاء کی پیوند کاری کی صورتیں

اعضاء کی پیوند کاری کی تین صورتیں ہیں:

1۔ مصنوعی اعضاء: یعنی کسی بھی دھات یا لکڑی اور پلاسٹک یا کسی بھی مصالحہ کے مصنوعی اعضاء بنا کر انسانی جسم میں لگا دینا۔

2۔ جانوروں کے اعضاء: دوسری صورت یہ ہے کہ جانوروں کے اعضاء ضرورت کے وقت انسانی جسم میں لگا دیئے جائیں۔

3۔ انسانی اعضاء: تیسری صورت یہ ہے کہ مردہ یا زندہ آدمی کے اعضاء کسی دوسرے آدمی میں لگا دیئے جائیں۔

پہلی صورت تو یہ ہے کہ کسی معذور یا بیمار کو جس عضو کی ضرورت ہو وہ عضو سونے چاندی

یا پیتل وغیرہ یا پلاسٹک اور لکڑی سے بنا کر مصالحہ کے ذریعے جوڑ دیا جائے۔ یہ صورت متقدمین اور متاخرین کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ:

”عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب (يوم معروف من أيام الجاهلية) فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه فأمره النبي صلى الله عليه وسلم فاتخذ أنفا من ذهب“ (26)

ترجمہ: ”حضرت عبد الرحمن طرفہ کہتے ہیں کہ ان کے دادا عرفجہ بن اسعد کی جنگ کلاب میں ناک کٹ گئی انہوں نے چاندی کی ناک بنا کر لگوا لی۔ اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا۔“

گویا اس حدیث سے ثابت ہوا ضرورت کہ وقت جب کسی شخص کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو اس کی جگہ کسی دھات کو بطور عضو استعمال کرنے کی اجازت ہے اس کی ایک دلیل امام ترمذی نے بھی نقل کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

”وقد روى غير واحد من أهل العلم أنهم شذوا أسنانهم بالذهب وفي هذا الحديث حجة لهم“ (27)

ترجمہ: ”متعدد اہل علم سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے دانتوں کو سونے کے ساتھ باندھا اور اس حدیث میں ان کے لئے دلیل ہے۔“

دوسری صورت میں جانوروں کے اعضاء سے پیوند کاری کے جواز میں متقدمین اور متاخرین کا اجماع ہے کہ حلال اور مذہبوح جانوروں کے اعضاء سے انسانی جسم میں پیوند کاری کی جاسکتی ہے اور ان کا مستدل آیت مذکورہ ہے:

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ: ”اور اس نے چوپایوں کو پیدا کیا، ان میں تمہارے لیے گرم کپڑے اور دوسرے فوائد اور ان میں سے بعض تم کھاتے ہو۔“ (29)

سورہ نحل کی آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانوروں میں اللہ تعالیٰ نے بے

شمار فوائد رکھے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں درمختار کی عبارت محل نظر ہے۔

”وَشَعْرُ الْمَيْتَةِ غَيْرُ الْخَنْزِيرِ عَلَى الْمَذْهَبِ (وَعَظْمُهَا وَعَصْبُهَا) عَلَى الْمَشْهُورِ (وَحَافِرُهَا وَقَرْنُهَا) الْخَالِيَّةُ عَنِ الدُّسُومَةِ طَاهِرٌ“ (30)

ترجمہ: ”اور مردار کے بال سوائے خنزیر کے امام اعظم کے مذہب پر اس کی ہڈی اور اس کے پٹھے مشہور روایت کے مطابق اور اس کے کھر اور اس کی سینگ جو چکناہٹ اور چربی سے خالی ہوں وہ پاک ہیں۔“

فقہاء احناف کی متعدد تصریحات بھی اس دوسری صورت کے جواز پر واضح دلیل ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”قال محمد رحمه الله تعالى ولا باس بالتداوى بالعظم اذا كان عظم شاة او بقرة او بعير او فرس او غيره من الدواب الاعظم الخنزير والادمى فانه يكره التداوى بهما۔“ (31)

ترجمہ: ”امام محمد نے فرمایا کہ ہڈی کے ذریعے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ ہڈی بکری، گائے، اونٹ، گھوڑے یا کسی اور جانور کی ہو، سوائے خنزیر اور آدمی کی ہڈی کے، کہ ان کے ذریعے علاج کرنا مکروہ ہے۔“

پیوند کاری کی تیسری صورت درحقیقت علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اس میں اہل علم کا جواز اور عدم جواز کا اختلاف ہے۔

مجوزین کے دلائل

اعضاء کی پیوند کاری کے متعلق بھی علماء کی آراء مختلف ہیں۔ بعض علماء کا موقف یہ ہے کہ اعضاء کی پیوند کاری چند شرائط کے ساتھ جائز اور درست ہے، ان نامور مفکرین میں ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب مصنف ”جدید طبی مسائل کا شرعی حل“، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مصنف ”جدید فقہی مسائل“، مفتی رفیق الحسنی، امام خمینی اور پاکستان آئی بینک کے صدر جناب افتخار حسین صاحب شامل ہیں اور مزید مصر اور اردن کے بعض فتاویٰ شامل کیے گئے ہیں۔

مجوزین نے اپنے موقف پر دلائل کے لیے چند فقہی جزیات سے استدلال کیا ہے اور
اعضاء کی پیوند کاری کو درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز اور درست قرار دیا ہے:

1- مریض بہت ضرورت مند ہو کوئی طبیب حاذق یہ کہہ دے کہ اس طریقہ سے اس کی جان
بچ جائے گی۔

2- عضو دینے والے کو عضو دینے کے سبب کوئی جانی نقصان کا خطرہ نہ ہو۔

3- عضو دینے والا رضا کارانہ طور پر اپنا عضو پیش کرے۔

چنانچہ ذیل میں چند مفکرین کے دلائل ذکر کیے جائیں گے۔

پلاسٹک سرجری کے مجوزین

دور حاضر میں اپنے اعضاء کو خوبصورت بنانے کے لئے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرانا
عام طور پر دیکھا گیا ہے، اس سلسلے میں اہل علم کی متضاد آراء ہیں چنانچہ مفتی محمد صدیق
ہزاروی صاحب لکھتے ہیں:

”کسی شخص کے چہرے پر کوئی دھبہ یا داغ وغیرہ ہوں اور چہرہ بالکل بگڑ نہ گیا ہو تو محض
خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری جائز نہ ہوگا البتہ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ کسی
حادثے وغیرہ کی وجہ سے اس کی شکل و چہرے میں بہت زیادہ بگاڑ ہو جائے حتیٰ کہ وہ لوگوں
کے سامنے نہ جاسکتا ہو یا لوگوں نے اس وجہ سے اس سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہو تو ایسے
شخص کو ایک اچھی صورت میں زندگی گزارنے اور لوگوں کے درمیان بلا تکلف آنے جانے
کے لئے پلاسٹک سرجری کروانے میں کوئی حرج نہیں۔“ (32)

اسی ضمن میں کسی صاحب علم نے پلاسٹک سرجری کے عدم جواز پر مقالہ لکھا تھا اور اس
میں اس سرجری کو شیطانی عمل سے تعبیر کیا تھا چنانچہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ سید محمود
احمد رضوی لکھتے ہیں:

”اول تو بلا ضرورت کی قید بیکار ہے کیونکہ کوئی شخص بلا ضرورت پلاسٹک سرجری جیسا مہنگا
علاج نہیں کراتا، ضرورت کے وقت ہی کراتا ہے۔“

ثانیاً محض زیب وزینت کی بناء پر پلاسٹک سرجری کو شیطانی عمل قرار دینا بھی عجیب و غریب اور عقل شکن جملہ ہے، جائز زیب وزینت کو آپ نے کس دلیل شرعی سے ناجائز قرار دیا؟ جبکہ فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ مستورات کو اپنے خاوند کو خوش رکھنے کے لئے بناؤ سنگھار کرنا اور زیب وزینت کو اختیار کرنا کارثواب ہے، بناء بریں زیب وزینت کے لئے اپنے خاوند کو خوش کرنے کی نیت سے چہرے کے بدنمادانغوں، دھبوں اور مسوں کو ختم کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا شیطانی عمل اور موجب لعنت ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ کارثواب اور مستحب قرار پائے گا۔“ (33)

ان اہل علم کی رائے سے یہ نتیجہ نکلا کہ پلاسٹک سرجری ضرورت کے وقت کرانے کی اجازت ہے لیکن شوقیہ کروانا درست نہیں ہوگا چنانچہ اس ضمن میں ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر لکھتے ہیں:

”فقیر، حضرت علامہ محمود رضوی صاحب زید مجدہ کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ بلا ضرورت کی قید ہی بیکار ہے کیونکہ آجکل فیشن ایبل گھرانوں اور دولت مند خاندانوں کی بوڑھی خواتین بغیر کسی بیماری کے بلا ضرورت صرف اپنے بڑھاپے کو چھپانے کے لئے اور ساٹھ سال کی عمر میں پھر سے پندرہ سالہ دوشیزہ نظر آنے کے لئے بھی پلاسٹک سرجری کروا رہی ہیں۔ جو بدابتناً بلا ضرورت کے تحت آئے گا جو یقیناً ناجائز ہوگا خواہ وہ اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے کریں یا اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے ایسا کریں۔ بہر حال یہ قرآن وحدیث کی منشاء کے خلاف ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کا باعث ہے۔“ (34)

ڈاکٹر صاحب مزید اخباری حوالے سے لکھتے ہیں:

”فقیر کی اس رائے کی تائید اردن کے ایک بہت بڑے عالم اور مفتی شیخ محمد سعید صاحب کے اس فتویٰ سے ہوتی ہے جو حال ہی میں پاکستانی اخبارات میں شائع ہوا کہ انہوں نے محض خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کو ناجائز قرار دیا ہے۔“ (35)

اس سلسلہ میں پاکستان آئی بینک کے صدر جناب افتخار حسین صاحب کا مرتب کردہ

رسالہ ”اسلام اور قرنیہ کی پیوند کاری“ علمی حلقوں میں بہت اہمیت رکھتا ہے، جس میں انہوں نے بعض مشہور شخصیات کی آراء کو جمع کیا ہے ان میں مولانا محمد طاسین صاحب کا مقالہ نسبتاً زیادہ فکر انگیز تھا اسی لئے اس کا خلاصہ بحوالہ شرح صحیح مسلم پیش خدمت ہے، چنانچہ مولانا محمد طاسین صاحب لکھتے ہیں:

”جو علماء قرنیہ کی پیوند کاری کو ناجائز اور حرام کہتے ہیں ان حضرات کی پہلی اور بڑی دلیل یہ ہے کہ چونکہ قرنیہ کی پیوند کاری میں مردہ آدمی کی لاش سے آنکھیں نکالنی پڑتی ہیں اور مردہ آدمی کی لاش میں قطع و برید تکریم آدمیت کے منافی ہے۔ آدمی زندہ ہو یا مردہ اس کی تکریم واجب اور توہین حرام ہے، لہذا جو عمل تکریم آدمیت کے منافی ہوگا وہ حرام ہے لہذا قرنیہ کی پیوند کاری بھی حرام ہے۔ تکریم آدمیت سے متعلق یہ حضرات قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى
كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝ (36)

ترجمہ: ”بیشک ہم نے اولاد آدم کو فضیلت دی اور ان کو خشکی اور سمندر کی سواریاں دیں اور ان کو طیب چیزوں سے رزق دیا اور ان کو ہم نے اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے۔“ (37)

توہین آدمیت کی ممانعت میں دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں ایک وہ جس میں مثلہ سے منع فرمایا گیا ہے۔۔۔ اور دوسری وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ انسان کی ہڈی توڑنا گناہ اور حرام ہے لہذا مردہ انسان کی ہڈی وغیرہ توڑنا بھی گناہ اور حرام ہے۔۔۔

”البتہ کتب فقہ میں قرآن و حدیث سے ماخوذ کچھ ایسے قواعد کلیہ اور اصول عامہ ضرور ملتے ہیں جن کی روشنی میں اس جزوی مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ان قواعد کلیہ میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ: ضرورت محظور و ممنوع چیز کو مباح کر دیتی ہے۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ دو

برائیاں پیش آئیں تو بڑی برائی سے بچنے کے لئے چھوٹی برائی کو اختیار کرنا جائز ہے۔ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ بڑے فائدے کی خاطر چھوٹے فائدے کو چھوڑنا جائز ہے۔ چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں ایک پہلو مضرت کا اور دوسرا پہلو منفعت کا ہو تو اگر مضرت کا پہلو غالب یا برابر ہو تو اس چیز سے اجتناب کیا جائے اور اگر منفعت کا پہلو غالب ہو تو اسے اختیار کیا جائے، غور سے دیکھا جائے تو ان چاروں قواعد کلیہ کی رو سے مسئلہ مذکور کا حل یہ نکلتا ہے کہ اندھے آدمی کی بینائی کے لئے مردہ آدمی کی آنکھیں حاصل کرنا جائز ہیں۔“ (38)

چنانچہ ان کے دلائل کو سمجھنے کے لئے درج ذیل نکات میں خلاصہ پیش خدمت ہے:

- 1۔ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔
- 2۔ آدمی کو جب دو برائیاں درپیش ہوں تو اس برائی کو اختیار کرو جو نقصان میں کم ہو۔
- 3۔ بڑے فائدے کے حصول کے لئے چھوٹے فائدے کو ترک کر دیا جائے۔
- 4۔ کسی چیز میں نفع و نقصان دونوں کے پہلو موجود ہوں اور نفع زیادہ ہو، نقصان کم ہو تو نفع کو اختیار کیا جائے۔

ان چار اصولوں کی روشنی میں ان حضرات کے موقف کو مفتی اسماعیل نورانی صاحب اس طرح سے لکھتے ہیں کہ:

”اولاً: ضرورت کی وجہ سے ممنوع کام مباح ہو جاتا ہے۔

ثانیاً: پیوند کاری کی زیر بحث صورت میں دو فائدے ہیں:

کسی کی جان کو بچانا، تکریم انسانیت۔ ان دونوں میں جو بڑا فائدہ ہے اس کو اختیار کیا جائے گا یعنی ”مریض کی جان کو بچانا“۔

ثالثاً: پیوند کاری کی اس صورت میں دو برائیاں ہیں:

ایک مریض کی ہلاکت، دوسرا انسان کی حرمت و عزت کی پامالی۔ ان میں جو برائی ہلکی ہے (یعنی حرمت انسانیت کی پامالی) اس کو اختیار کر لیا جائے گا لیکن کسی مریض کی جان کو ضائع ہونے نہیں دیا جائے گا۔

رابعاً: پیوند کاری کی اس صورت میں دو پہلو ہیں:

ایک نفع کا دوسرا ضرر کا۔ نفع کا پہلو یہ کہ کسی مریض کی جان کو بچا لیا جائے اور ضرر کا پہلو ”انسانی تکریم کی پامالی“ ہے۔ ان دونوں کے مجتمع ہونے کی صورت میں (اصول مذکور کے مطابق) نفع کے پہلو کو اختیار کیا جائے گا۔ یعنی مریض کی جان کو بچا لیا جائے گا۔“ (39)

علمائے مصر کی رائے

چنانچہ اس ضمن میں علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”مصری علماء کی اس تحقیق کے اعتبار سے مرنے کے بعد عطیہ چشم کی وصیت جائز ہے اور زندہ آدمی کے لئے اپنا گردہ یا کوئی اور عضو کسی ضرورت مند کو تبرعاً بلا قیمت دینا جائز ہے اور لا وارث مردے کے اعضاء کو ضرورت مند لوگوں کو لگانا جائز ہے، البتہ ان اعضاء کو بیچنا اور ان کی قیمت وصول کرنا حرام اور ناجائز ہے کیونکہ یہ تکریم انسانی کے خلاف ہے۔“ (40)

اعضاء کی پیوند کاری کے مجوزین نے چند دلائل کو پیش کیا ہے وہ سب، اس بات کی تائید و تصدیق کرتے ہیں کہ:

انسان کی تکریم و عزت کے مقابلے میں کسی کی جان کو بچانا زیادہ اہم اور قابل لحاظ ہے۔

اس سلسلے میں درج ذیل دلائل دیئے گئے ہیں:

1۔ ”فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی حاملہ عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو، جو حرکت کر رہا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ یہ بچہ زندہ ہے تو اس حاملہ کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جائے گا۔“ (41)

2۔ ”جس شخص کو نکسیر ہو اور خون بند نہ ہوتا ہو اور مرنے کا خدشہ ہو وہ اگر اپنے خون سے اپنی پیشانی پر قرآن کا کوئی حصہ لکھنا چاہے تو یہ جائز ہے۔ بعض فقہاء نے یہاں تک فرمایا اگر پیشاب سے شفاء ہوتی ہے تو پیشاب سے بھی لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔“ (42)

3۔ ”اگر کسی شخص نے کسی کا موتی نکل لیا اور پھر وہ مر گیا تو اولیٰ یہ ہے کہ موتی نکالنے کے لئے اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا۔“ (43)

مذکورہ دلائل کے علاوہ کچھ اور قرائن بھی ہیں، جن میں ایثار و قربانی، احترامِ انسانیت، ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے، حاجتیں پوری کرنے، اور مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہیں۔

مانعین کے دلائل

اس موقف کے برعکس بعض اہل علم کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اعضاء کی پیوند کاری دوسرے انسان کے اعضاء سے قطعاً جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اب عدم جواز پر چند نامور شخصیات کے دلائل ذکر کیے جائیں گے۔

اعضاء کی پیوند کاری پر مفتی محمد شفیع صاحب کی رائے

مفتی محمد شفیع صاحب اس موضوع پر اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ:

”تبادلہ اعضاء انسانی کے زیر عنوان ابھی آپ کو قرآن حکیم کے صریح نصوص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخدوم کائنات بنایا ہے یہ تمام مخلوقات کا استعمال کرنے والا ہے خود اس کے اعضاء و اجزاء کا استعمال اس کی اہانت اور تخلیق کائنات کے منشاء کا خلاف ہے، نیز یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کے اعضاء و اجزاء انسان کی اپنی ملک نہیں ہے کہ جن میں وہ مالکانہ تصرف کر سکے اسی لئے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء و جوارح کو نہ بیچ سکتا ہے اور نہ ان کو کسی کو ہدیہ اور ہبہ کے طور پر دے سکتا ہے اور نہ ان چیزوں کو اپنے اختیار سے ہلاک و ضائع کر سکتا ہے۔“ (44)

چنانچہ مفتی شفیع صاحب نے بھی آیات قرآنی کی روشنی میں اس فقہی نکتہ کو واضح کیا جس کا ذکر مولانا مودودی صاحب نے اپنے جواب میں کیا کہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں لہذا اس کے لئے کسی بھی قسم کا تصرف کرنا جائز نہ ہوگا۔
مزید لکھتے ہیں:

”بحث طلب مسئلے دو ہیں جو آجکل اسپتالوں میں پیش آرہے ہیں اور جس کے لئے اپیلیں کی جارہی ہیں وہ یہ کہ انسان دنیا سے جا رہا ہے خواہ کسی عارضے کے سبب یا کسی جرم

میں قتل کئے جانے سے اس کی اجازت اس پر لی جائے کہ مرنے کے بعد اس کا فلاں عضو قطع کر لیا جائے اور کسی دوسرے انسان میں لگایا جائے یہ صورت بظاہر مفید ہی مفید ہے کہ مرنے والے کے تو سارے ہی اعضاء فنا ہونے والے ہیں ان میں سے کوئی عضو اگر کسی زندہ انسان کے کام آجائے اور اس کی مصیبت کا علاج بن جائے تو اس میں کیا حرج ہے یہ ایسا معاملہ ہے کہ عام لوگوں کی نظریں صرف اس کے مفید پہلو پر جم جاتی ہیں اور اس کے وہ مہلک نتائج نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں جن کا کچھ ذکر شروع بحث میں آچکا ہے مگر شریعت اسلام جو انسان اور انسانیت کے ظاہری اور معنوی صلاح و فلاح کی ضامن ہے اس کے لئے مضر اور مہلک نتائج سے صرف نظر اور صرف ظاہری فائدے کی بناء پر اس کی اجازت دے دینا ممکن نہیں۔ شریعت اسلام نے صرف زندہ انسان کے کارآمد اعضاء ہی کو نہیں بلکہ قطع شدہ بیکار اعضاء و اجزاء کو بھی حرام قرار دیا ہے اور مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع و برید کو بھی ناجائز کہا ہے اور اس معاملے میں کسی کی اجازت اور رضامندی سے بھی اس کے اعضاء و اجزاء کے استعمال کی اجازت نہیں دی اور اس میں مسلم اور کافر سب کا حکم یکساں ہے کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے تکریم انسانیت کو شریعت نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی وقت کسی حال کسی کو انسان کے اعضاء و اجزاء حاصل کرنے میں طمع دامن گیر نہ ہو اور اس طرح یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضاء عام استعمال ہونے والی چیزوں سے بالاتر رہیں جن کو کاٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں، دواؤں اور دوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے اس پر آئمہ اربعہ اور پوری امت کے فقہاء متفق ہیں اور نہ صرف شریعت اسلام بلکہ شرائع سابقہ اور تقریباً ہر مذہب و ملت میں یہی قانون ہے۔“ (45)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اعضاء کی پیوند کاری شرعاً جائز نہیں ہے چنانچہ آپ نے اپنے موقف کی تائید میں ایک درجن سے زیادہ کتابوں کے حوالہ جات نقل کئے ہیں جس میں سب سے پہلے آپ دیگر مفکرین کی آراء نقل کرتے ہیں۔ آپ کی بحث کے اہم

نکات درج ذیل ہیں۔

- 1۔ مردے کی اعضاء سے پیوند کاری کا حکم
- 2۔ حالت اضطرار میں پیوند کاری کا حکم
- 3۔ کیا حالت اضطرار میں مردہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری کی جاسکتی ہے؟
- 4۔ دودھ اور خون سے علاج پر پیوند کاری کے قیاس کا جواب
- 5۔ اضطرار کی بنیاد پر بھی انسانی اعضاء سے علاج جائز نہیں
- 6۔ اعضا کی پیوند کاری کے سلسلے میں علماء اردن کا فتویٰ
- 7۔ اعضا کی پیوند کاری میں مصری علماء کی تحقیق

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اس بارے میں یہ ہے کہ اعضاء سے پیوند کاری قطعاً ناجائز ہے، خواہ جس کے اعضاء لئے جارہے ہیں وہ زندہ ہو یا مردہ اور جس کے لئے عضو لیا جارہا ہے وہ حالت اضطرار میں ہو یا حالت اختیار میں۔

اب ذیل میں علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کی تفصیل ملاحظہ ہو:

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موقف کی بنیاد قرآن حکیم کی روشنی میں اس امر کو بنایا ہے کہ انسان (علی الاطلاق) مکرم، معزز اور محترم ہے۔ لہذا کسی شخص کا اپنے اعضاء کو کسی مریض کے لئے دینا (خواہ وہ مریض حالت اضطرار میں ہو) تکریم انسانیت کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ غیر کی ملک میں تصرف کرنا ہے، جو کہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ متعدد فقہاء نے اپنی کتب میں انسانی اعضاء سے نفع حاصل کرنے کو صرف اسی بنیاد پر ناجائز کہا ہے کہ انسان قابل تکریم اور قابل احترام ہے۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس دعوے کے اثبات میں فقہ کی درج ذیل سات کتب سے عربی عبارات پیش کی ہیں:

شرح سیر کبیر، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ بزازیہ، فتاویٰ ہندیہ، ردالمحتار، بدائع صنائع اور کتاب

الام لامام الشافعی۔

اس کے بعد علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے مضبوط دلائل سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حالت اضطرار میں بھی زندہ اور مردہ انسان کے اعضاء سے علاج حرام ہے۔ اس سلسلے میں بھی فقہ کی سات معتمد کتابوں کے حوالے نقل کئے ہیں:

شرح المہذب، المغنی لابن قدامہ، الشرح الکبیر، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ بزازیہ اور فتاویٰ عالمگیری۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اعضاء کی پیوند کاری پر صفحہ 843 تا 867 تک طویل بحث کرنے

کے بعد لکھتے ہیں:

”پوسٹ مارٹم، خون چڑھانے، حرام اشیاء سے علاج اور اعضاء کی پیوند کاری پر ہم نے بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے اس سلسلے میں پاکستان، اردن، مصر اور ایران کے علماء اور دانشوروں کے افکار اور تحقیقات کو پیش کیا ہے اور ان موضوعات پر قرآن، حدیث اور مذاہب اربعہ کے فقہاء کے اقوال اور تصریحات کی روشنی میں ہمیں جو بات سمجھ آئی اور ہم نے جو موقف طے کیا ہے اس کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور جن علماء اور دانشوروں سے ہم نے اختلاف کیا ہے نہایت ادب کے ساتھ ان کے دلائل پر بحث و نظر کی ہے، ان موضوعات پر اگر ہمارا موقف حق و صواب ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہے اور اگر ہمارا موقف غلط ہے تو یہ ہمارے قصور علم اور سوء فہم کا نتیجہ ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں اس موضوع پر میں نے جو کاوش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس کو تشنگان علم کی سیرابی کا سبب بنائے اور جو لوگ ان مسائل میں تحقیق کے طالب تھے یا ان مسائل میں کسی غلط موقف کا شکار تھے ان کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ اے اللہ! اس کتاب کے مصنف کو اور اس کے معاونین اور قارئین کو بخش دے۔ بیشک مصنف سر تا پا گناہوں میں غرقاب ہے تو اپنی رحمت سے اسے توبہ اور اعمال صالحہ کے ساحل کی طرف لے آ کر اس کا ایمان اور نیکیوں پر خاتمہ کر، اور اسے اپنی رحمتوں سے نواز،

رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور زیارت سے بہرہ مند فرما۔“ (46)

ما قبل مانعین کے تمام تر دلائل کالب لباب یہ ہے کہ انسانی اعضاء کسی کو بھی دینا، ہبہ کرنا جائز نہیں کیونکہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ تو انسانی زندگی کے لئے اسے بطور امانت عطا فرمایا گیا ہے تو جو چیز انسان کی اپنی ملک میں نہ ہو اس میں صدقہ یا عطیہ وغیرہ کرنا بھی اس کے لئے جائز نہیں بلکہ وہ اپنے جسم میں صرف ان ہی تصرفات کا مجاز ہے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ کما قال الفقهاء علیہ الرحمہ

ایسی وصیت کرنا بھی جائز نہیں ہے بلکہ یہ وصیت بھی باطل ہے، وراثت یا وصی کو ایسی وصیت پورا کرنا بھی جائز نہیں یونہی انسانی اعضاء سے کسی قسم کا انتفاع بھی جائز نہیں مثلاً کسی اور کو لگانا۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”اذا وصی ان یدفن فی مسح کان اشتراہ ویغل وقید رجلہ فہذہ وصیۃ بمالیس

ببشر و ع فبطلت ویکفن کفن مثلہ ویدفن سائر الناس“ (47)

رجم کی سزا کی تحقیق

دورِ حاضر میں بعض متجددین اسلامی حدود و سزاؤں کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سنتیں جو ایک تواتر کے ساتھ جاری و ساری ہیں ان پر اعتراضات کر کے عوام الناس کے دلوں سے ان کی اہمیت نکالنا چاہتے ہیں، چنانچہ اس ضمن میں شرح صحیح مسلم میں بعض ابحاث نظر آتی ہیں، جن میں دلائل شرعیہ کے ساتھ ملحدین اور متجددین کے اعتراضات کے مفصل جوابات دیئے گئے ہیں، ان ہی میں سے ایک انتہائی جامع و مانع مدلل و مفصل بحث رجم پر کی گئی ہے جس کے بارے میں مختلف نظریات سامنے آتے ہیں اور بعض حضرات تو سرے سے اس کا انکار کرتے ہیں۔

علامہ سعیدی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم کی جلد رابع، کتاب الحدود میں مسئلہ رجم پر مدلل اور تحقیقی گفتگو کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ رجم کی سزا پر نا صرف احادیث متواترہ سے استشہاد کیا جاسکتا ہے بلکہ قرآن کریم میں اس کا ثبوت موجود ہے چنانچہ اس سلسلے میں آپ نے 42 ماخذ کی روشنی میں تقریباً تیس صفحات پر بحث رقم کی ہے۔

رجم کے عنوان سے قرآن کریم سورہ مائدہ کی آیت 43 سے استدلال کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر رازی سے عبارات پیش کی ہیں اس کے ساتھ ساتھ تورات اور انجیل سے بھی حوالے دیئے ہیں جن میں رجم کا حکم ثابت ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم سے سورہ مائدہ آیت 48 سے بھی حوالہ پیش کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کرنے والے دو یہودیوں کو رجم فرمایا، بطور سیاق یہ آیت نازل ہوئی جس میں واضح کیا گیا ہے کہ قرآن حکیم ماقبل آسمانی کتابوں کا مصدق ہے اور نگہبان ہے چنانچہ علامہ سعیدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آسمانی کتابیں تورات اور انجیل موجود تھیں اور خود قرآن مجید ناطق اور شاہد ہے کہ ان کتابوں میں تحریف کی جا چکی ہے، اس کے باوجود قرآن مجید فرماتا

ہے کہ قرآن ان کا مصدق اور نگہبان ہے اور جس چیز کا قرآن مجید مصدق ہے وہ رجم کا حکم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم اللہ قرار دیا ہے اور اسی کا قرآن مجید نگہبان ہے اور یہی وجہ ہے کہ آئے دن کی تحریفات کے باوجود تورات اور انجیل میں رجم کا حکم آج بھی موجود ہے اور یہ قرآن مجید کا معجزہ اور اس کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔“ (48)

اس کے بعد حضور قبلہ سعید ملت نے رجم کے عنوان پر 86 احادیث صحیحہ، 53 احادیث مرفوعہ اور متصل، 14 احادیث مرفوعہ اور مرسل، 14 آثار صحابہ اور پانچ تابعین کی آراء بطور ثبوت پیش کی ہیں آپ لکھتے ہیں:

”رجم کی صحیح مرفوعہ متصل احادیث 53 صحابہ سے مروی ہیں جن کو مسلم اور مستند جلیل القدر محدثین نے اپنی تصانیف میں متعدد اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ ثقہ تابعین کی 14 مرسل روایات ہیں اور 14 آثار صحابہ اور 5 فتاویٰ تابعین جن کو کبار محدثین نے اسانید کثیرہ کے ساتھ اپنی مصنفات میں درج کیا ہے۔ یہ کل 186 احادیث ہیں۔ ہم نے جن اعداد و شمار کا ذکر کیا ہے، یہ ان کتب احادیث سے حاصل کئے گئے جو ہمارے پاس موجود اور دستیاب ہیں۔ ان کے علاوہ بیشتر کتب احادیث ہیں جو ہماری دسترس سے باہر ہیں۔ اس لئے حتمی اور قطعی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ رجم کے سلسلے میں کتنی احادیث مرفوعہ مرسلہ، آثار صحابہ اور فتاویٰ تابعین موجود ہیں، بہر حال ہم نے جو اعداد و شمار تتبع اور تلاش سے حاصل کئے ہیں ان کی بناء پر یہ اطمینان اور یقین ہو جاتا ہے کہ رجم کا ثبوت جن احادیث سے وہ معناً متواتر ہیں اور اس عدد سے اس بات پر شرح صدر ہو جاتا ہے کہ یہ احادیث اس قوت میں ہیں کہ ان سے قرآن مجید کی وضاحت کی جاسکتی ہے اور ان احادیث متواترہ کی بنا پر یہ قول صحیح اور برحق ہے کہ قرآن مجید میں جس زانیہ اور زانی کی سزا سو کوڑے مارنا بیان کی ہے اس سے آزاد اور غیر محسن زانی اور زانیہ مراد ہیں، رہے آزاد اور محسن زانیہ اور زانی تو ان کی حد رجم کرنا ہے، جیسا کہ احادیث متواترہ میں اس کا بیان ہے۔“ (49)

اس کے بعد حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے عام طور پر جو اشکالات کئے جاتے ہیں ان کا بڑی تفصیل اور تحقیق سے بیان کیا ہے۔ جیسے سورہ نساء 52 کے تحت یہ کہا جاتا ہے کہ اگر شادی شدہ لونڈی زنا کی مرتکب ہوں تو انہیں آزاد عورت سے نصف سزا دی جائے اگر شادی شدہ آزاد عورت کی سزا رجم تسلیم کی جائے تو اس کا معنی شادی شدہ باندی کو نصف رجم کیا جائے حالانکہ یہ ممکن نہیں ہے لہذا اس کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آزاد شادی شدہ عورت کی سزا بھی رجم نہیں بلکہ سو کوڑے ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

”اس آیت میں المحصنات سے مراد شادی شدہ عورتیں نہیں بلکہ یہاں المحصنات سے آزاد اور کنواری عورتیں مراد ہیں جن کی سزا سورہ نور کے مطابق سو کوڑے ہیں۔“

علامہ سعیدی صاحب نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں آیت مذکورہ کا سیاق و سباق، نحوی قواعد اور قرآن پاک سے مختلف آیات کی روشنی میں منکرین کے جوابات دیئے آپ خود لکھتے ہیں کہ:

”میں اس آیت میں کافی غور کرتا رہا آنکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں یہ دلائل القاء کئے۔“

رجم کی سزا پر دورِ حاضر میں بعض متجددین بہت شد و مد سے قیل و قال کرتے ہیں، جس کی مفصل تحقیق ماقبل نقل کی گئی، تاہم رجم کی آیت قرآن پاک میں منسوخ التلاوت ہے:

الشیخ والشیخۃ اذا زنیافا رجواہانکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم

ترجمہ: ”بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کرے تو ان کو رجم کرو اللہ کی جانب سے یہ عتاب ہے اور اللہ غالب ہے۔“

مذکورہ بالا آیت کی تلاوت منسوخ ہوگئی جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:

قال عمر بن الخطاب وهو جالس علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد بعث محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق وأنزل علیہ الكتاب فكان مما أنزل علیہ

آیة الرجم قرأناها ووعيناها وعقلناها فرجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجبنا بعده فأخشي إن طال بالناس زمان أن يقول قائل ما نجد الرجم في كتاب الله فيضلوا بترك فريضة أنزلها الله وإن الرجم في كتاب الله حق على من زنى إذا أحسن من الرجال والنساء إذا قامت البينة أو كان الحبل أو الاعتراف۔ (50)

ترجمہ: حضرت عمر نے خطاب میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھے ہوئے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو آیات نازل کیں ان میں رجم کی آیات بھی تھیں ہم نے اس کو پڑھا یا درکھا اور سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم فرمایا اور اس کے بعد ہم نے بھی رجم کیا اور مجھے خوف یہ ہے کہ زیادہ زمانہ گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا یہ کہے گا کہ کتاب اللہ میں رجم کی آیت نہیں اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فرض کو ترک کر کے لوگ گمراہ ہو جائیں گے بیشک رجم کا حکم اللہ کی کتاب میں باقی ہے۔ ان شادی شدہ مرد و عورت کے لئے جو زنا کریں اور گواہی سے اس کا ثبوت ہو جائے یا وہ حاملہ ہو جائے یا ان سے کوئی بھی اعتراف کر لے۔“

محرم کے لئے وسط قدم کی ہڈی کھلی رکھنے کی تحقیق

صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 327 پر یہ حدیث ہے:

”من لم یجد نعلین فلیلبس الخفین ولیقطعہما اسفل من الکعبین“ (51)
ترجمہ: ”جس محرم کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو اسے چاہئے کہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر پہن لے۔“

اس حدیث میں کعبین کا لفظ استعمال ہوا ہے اور آیت وضو میں بھی کعبین کا لفظ ملتا ہے لیکن شارحین نے حج کے باب میں کعبین سے وسط قدم کی ہڈی مراد لی ہے جبکہ وضو کے باب میں کعبین سے ٹخنے مراد لئے گئے ہیں۔

چنانچہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ان فقہاء کی عبارات پیش کی ہیں جن کے نزدیک حج کے باب میں کعبین سے مراد وسط قدم ہے۔ اس سلسلے میں علامہ صاحب نے علامہ سرخسی (المبسوط)، علامہ مرغینانی (ہدایہ)، علامہ ابن ہمام (فتح القدر) علامہ شامی (رد المحتار)، علامہ ابن نجیم (البحر الرائق) کی تصریحات پیش کی ہیں، اس کے علاوہ صاحب بہار شریعت علامہ امجد علی عظمیٰ کا فتویٰ بھی نقل کیا ہے۔ ان تمام فقہاء کے نزدیک حج کے باب میں کعبین سے مراد وسط قدم کی ہڈی اور وضو کے باب میں ٹخنہ ہے۔

اس کے بعد حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے شارحین کی عبارات کو پیش کیا ہے جن کے نزدیک حج کے سلسلے میں کعبین سے مراد وسط قدم ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی، مفتی شریف الحق امجدی، مفتی محمود احمد رضوی، علامہ غلام رسول رضوی شامل ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کعبین سے باب حج اور وضو دونوں میں ٹخنے کی ہڈی مراد ہے کیونکہ کعبین تشبیہ کا صیغہ ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس سے وسط قدم کی ہڈی مراد نہ ہو چونکہ وہ ہر پاؤں میں ایک ہوتی ہے جبکہ ٹخنے کی دو ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”امام محمد فرماتے ہیں کہ حدیث میں اسفل کعبین کو کھلا رکھنے کا حکم ہے اس سے مراد وسط قدم

کا مفصل ہے جہاں تسمہ باندھا جاتا ہے ٹخنے مراد نہیں ہیں۔ حدیث میں کعبین کا لفظ ہے جو تشنیہ کا صیغہ ہے۔ اس لئے صحیح یہی ہے کہ اس سے ٹخنے مراد ہیں، وسط قدم کھلانہ رہے تو کوئی حرج نہیں ٹخنے کھلے رہنے چاہیں جس طرح آیت وضو میں کعبین سے مراد ٹخنے ہیں وسط قدم نہیں۔“ (52)

علامہ صاحب کا موقف یہ ہے کہ محرم حالت احرام میں ایسی چپل پہن سکتا ہے، جس سے وسط قدم کی ہڈی ڈھکی ہو اور ٹخنے کی ہڈی کھلی رہے۔ اس کی وضاحت آپ نے بتیان القرآن میں ممنوعات احرام میں ذکر کی ہے:

”محرم چمڑے کے موزے نہیں پہنے گا، البتہ اگر ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دیا جائے کہ پنڈلیاں اور ٹخنے کھلے رہیں تو جائز ہے (ایسی چپل پہن سکتا ہے جس سے وسط قدم چھپا ہوا ہو اور ٹخنے کھلے ہوئے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے) جرابیں پہننا جائز نہیں کیونکہ ان سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں۔“ (53)

اس کے بعد علامہ صاحب نے یہ واضح کیا کہ کعبین سے وسط قدم کی ہڈی مراد لینا عقلاً بھی درست نہیں کیونکہ حدیث میں تشنیہ کا صیغہ آیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں پاؤں دھونے کے حکم میں وادجلکم الی الکعبین فرمایا گیا ہے اور اس سے ٹخنے کی ہڈی مراد لی جانے چاہیے کیونکہ وہ ہر پاؤں میں دو ہوتی ہیں۔

اس کے علاوہ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب شیعہ سے اس بات کو واضح کیا کہ یہ استدلال شیعہ کا ہے کہ کعبین سے مراد وسط قدم ہے اور بعض ائمہ لغت نے اس کا رد بھی کیا ہے اس ضمن میں علامہ سعیدی صاحب مستند حوالہ جات کے ساتھ چند اقوال پیش کرتے ہیں جن میں امام اسماعیل بن حماد جوہری (الصحاح) امام مرتضیٰ حسینی زبیدی (تاج العروس)، علامہ ابن منظور افریقی (لسان العرب)، علامہ ابن اثیر (النهاية) اور علامہ طاہر صدیقی ہندی (مجمع بحار الانور) کے حوالہ جات شامل ہیں۔

انعامی بانڈز کی تحقیق

انعامی بانڈز کے جواز و عدم جواز پر بھی اہل علم کی دو آراء ہیں، اس مسئلہ پر بھی حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے جانبین کے دلائل ذکر کر کے اپنے موقف کو رقم کیا ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انعامی بانڈز پر ملنے والا انعام جائز ہے، چنانچہ علامہ موصوف نے شرح صحیح مسلم میں پہلے ربوا الفضل اور ربوا النسبیۃ کی تعریفات ذکر کی ہیں۔ (54)

پھر امام رازی کی تفسیر کبیر جلد 2، ص 351 اور علامہ ابن رشد کی کتاب ”بدایۃ المجتہد“ ج 2، ص 97 اور علامہ الجزیری کی کتاب ”الفقہ علی المذاہب الاربعہ“ ج 2، ص 249 کے حوالہ جات سے چاروں مذاہب اور ان میں ربوا کی علتیں ذکر کی ہیں جن کی روشنی میں کسی کے نزدیک بھی انعامی بانڈز پر دیا جانے والا انعام ربوا الفضل نہیں ہے۔

اس کے بعد حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ربوا النسبیۃ کی تعریفات ذکر کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ انعام ربوا النسبیۃ کی تعریف میں بھی داخل نہیں ہوتا۔ (55)

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء کی تصریحات سے یہ ثابت کیا ہے کہ انعامی بانڈز بوجہ مدت غیر معین کے قرض کے ضمن میں نہیں آتے اس لیے یہ ربوا النسبیۃ کے حکم میں نہیں ہیں، بلکہ یہ ایک قسم کی خرید و فروخت ہے، انعامی بانڈز کا مالک جب چاہے اپنی اصل رقم واپس لے سکتا ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا خلاصہ

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انعامی بانڈز سود کی دونوں اقسام ربوا الفضل اور ربوا النسبیۃ کے تحت کسی بھی امام کے قول کے مطابق نہیں آتے۔ اسی طرح مفتی منزل صاحب کا

انعامی بانڈز پر یہ کہنا کہ یہ المعروف کا المشروط کے تحت داخل ہیں تو یہ مفروضہ درست نہیں ہے کیونکہ انعامی بانڈز پر اگرچہ کتنا بڑا ہی انعام کیوں نہ ملے لیکن ہر خریدار بخوبی اس بات کا علم رکھتا ہے کہ نہ تو ہر شخص مخصوص انعام کا حق دار ہوگا بلکہ لاکھوں میں سے چند ایک انعام کے مستحق قرار پائیں گے لہذا یہ المعروف تو ہے لیکن مشروط کی طرح نہیں ہے۔

اسی طرح مولانا مودودی صاحب کا یہ خیال کہ انعامی بانڈز کی صورت میں دراصل حکومت کو قرضہ دیا جاتا ہے، یہ سرے سے خیال ہی غلط ہے کیونکہ قرض کے لیے ایک مخصوص مدت کے لیے رقم دی جاتی ہے، جبکہ انعامی بانڈز میں جب چاہیں رقم واپس لی جاسکتی ہے۔

اسی طرح یہ اعتراض کہ حکومت اس مال کو سودی کاروبار میں لگا کر، انعامی رقم تمام کی تمام سود حاصل کر کے ادا کرے گی، درست نہیں کیونکہ حکومت بعض رقم ایسے منصوبہ جات پر خرچ کرتی ہے جن میں سود کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا۔ لہذا انعامی بانڈز کی رقم کو مطلقاً سود کہنا درست نہیں۔

اسی طرح انعامی بانڈز خریدنے والے کی نیت کہ اس پر منافع ملے گا لہذا یہ انعام اس کے لیے سود ہوگا یہ درست نہیں کیونکہ حکم کا تعلق عمل پر ہے نہ کہ نیت پر۔

اس کے علاوہ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے قمار کی وضاحت بالتفصیل کی ہے اور فقہاء کی آراء میں مودودی صاحب کی روح قمار کی دلیل کا بھی رد کیا ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام تر دلائل کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مولانا مودودی صاحب اور مفتی منزل حسین صاحب کا انعامی بانڈز سے ملنے والے انعام کو سود یا قمار میں داخل کرنا شرعاً اور عقلاً درست نہیں ہے۔

عطیہ خون اور الکحل آمیز دواؤں سے علاج

یہ مسئلہ ہمارے علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ آیا کسی ضرورت مند آدمی کو کوئی شخص اپنے خون کا عطیہ دے سکتا ہے نہیں؟ نیز الکحل آمیز دواؤں سے علاج جائز ہے یا نہیں؟ بعض علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ خون کا عطیہ ناجائز ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے خون کو حرام فرمایا ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ (56)

ترجمہ: ”تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت حرام فرمایا ہے۔“
دوسری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ:

ان الله تعالى لم يجعل شفاء امتي فيما حرم عليها (57)

ترجمہ: ”اللہ نے میری امت کی شفاء ان چیزوں میں نہیں رکھی جنہیں ان پر حرام فرمایا ہے۔“

خون کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے لہذا اس میں شفاء ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور جب اس میں شفا متصور نہیں ہے تو اس کا عطیہ دینا بھی ناجائز ہے۔ یہی موقف ان دواؤں کے بارے میں بھی ہے جن میں الکحل ملی ہوئی ہو۔

مفتی وقار الدین صاحب بھی عدم جواز کے قائل ہیں۔ (58)

اس موقف کے برعکس بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ ضرورت اور اضطرار کے وقت مریض کو خون چڑھانا جائز ہے نیز الکحل آمیز دواؤں کو بغرض علاج استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

”جدید فقہی مسائل میں شیخ خالد سیف اللہ رحمانی نے بھی عطیہ خون کو چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے اور الکحل آمیز دواؤں کے استعمال کو بھی اس اصول کے تحت جائز قرار دیا ہے کہ ”الضرورة تبيح المحظورة“۔ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔ کتاب

مذکور مستقل طور پر جدید مسائل ہی کے موضوع پر ہے، تاہم اس میں زیر بحث مسئلہ پر صرف 4 صفحات پر بحث کی گئی ہے۔“ (59)

اس کے برعکس مجوزین میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی کثیر اہل علم ہیں جو ضرورت شرعیہ کی بناء پر انتقال خون کو جائز قرار دیتے ہیں اور اسی طرح عموم بلوئی کی وجہ سے الکحل آمیز دواؤں کا استعمال بھی جائز قرار دیتے ہیں، حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو تقریباً 13 صفحات میں نہایت تفصیل اور تحقیق کے ساتھ واضح کیا ہے، قرآن و سنت سے اپنے موقف پر دلائل بھی دیئے ہیں اور مانعین کے اشکالات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔

شرح صحیح مسلم کی اجتہادی ابحاث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسائل جو مختلف فیہ اور تحقیق طلب ہیں ان میں بالعموم، علامہ صاحب اس صورت کو اختیار کرتے ہیں جو دلائل کے ساتھ ساتھ یسر اور آسانی کے بھی قریب ہو۔ زیر بحث مسئلہ میں بھی علامہ سعیدی صاحب نے وہی صورت اختیار کی ہے جس میں یسر اور آسانی ہے۔ چنانچہ بحث کا آغاز کرتے ہوئے بطور تمہید خود تحریر فرماتے ہیں:

”خون کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے آیا ایک انسان کے جسم میں دوسرے انسان کا خون داخل کیا جاسکتا ہے یا نہیں جبکہ خون نجس اور حرام ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ روایات میں ہے کہ حرام چیز میں شفاء نہیں ہے۔ ہم قرآن مجید اور فقہاء مذاہب اربعہ کے اقوال کی روشنی میں اس مسئلے کا حل بیان کریں گے۔ یہ درست ہے کہ بعض فقہاء نے اس مسئلے میں تشدید کی ہے لیکن جمہور فقہاء کے بیان کردہ اصول کی روشنی میں یہ امر جائز ہے اور قرآن و حدیث نے ہمیں احکام میں آسانی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما جعل علیکم فی الدین من حرج (60)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام میں تم پر تنگی نہیں رکھی۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فانما بعثتم میسرین ولہ تبعثوا معسرین (61)

تم آسان احکام بیان کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو، مشکل احکام بیان کرنے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔

پھر جن مسائل میں قرآن، احادیث شریفہ اور فقہائے اسلام نے سہولت اور وسعت دی ہو اس شرعی سہولت کو پس پشت ڈال کر ڈھونڈ ڈھونڈ کر دشواری اور شدت کو اختیار کر کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تک کر دینا، دین کی خدمت نہیں ہے، مزید برآں یہ کہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ کی ایسی تعبیرات اور تشریحات بیان کرنا، جن کی واقع اور مشاہدہ میں تکذیب ہوتی ہو جس کی وجہ سے لوگ دین سے بدگمان ہو جائیں اور دینی احکام پر ان کا اعتماد نہ رہے بدترین گناہ ہے۔“ (62)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل اور ان کا تجزیہ

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موقف پر سب سے پہلے قرآن حکیم سے استدلال کیا ہے اور وہی آیات پیش کی ہیں، جو مانعین اپنے موقف پر پیش کرتے ہیں:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۗ (63)

ترجمہ: ”اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں۔“ (64)

(2) قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خَيْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ (65)

ترجمہ: ”تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو یا وگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ آپ خواہش

کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے۔“ (66)

(3) وَقَدْ فَضَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرُّرْتُمْ إِلَيْهِ (67)

ترجمہ: ”اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔“ (68)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال ان تینوں آیات سے یوں ہے کہ ان آیات میں بلاشبہ خون کو حرام قرار دیا گیا ہے، لیکن ان تینوں آیات میں اس کے ساتھ یہ بھی تو فرمایا گیا ہے کہ جو شخص مجبور ہو جائے اور جس کا قصد معصیت اور حد سے تجاوز نہ ہو اس شخص کا حکم (اس عموم سے) مستثنیٰ ہے۔ پھر یہ استدلال کرنا کہ خون دینا حرام ہے، یہ آیت کے ایک حصہ کو چھوڑ کر دوسرے حصہ سے استدلال کرنا ہے۔

دوسرا استدلال فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ کا تین صحیح احادیث سے ہے۔ پہلی حدیث تو یہ ہے کہ:

”عن أبي قلابة عن أنس قال قدم أناس من عكل أو عرينة فاجتوا المدينة فأمرهم النبي صلى الله عليه وسلم بلقاح وأن يشربوا من أبوالها وألبانها فانطلقوا فلما صحوا قتلوا راعي النبي صلى الله عليه وسلم“ (69)

ترجمہ: ”عکل یا عرینہ کے کچھ لوگ مدینے آئے، انہیں وہاں کی آب و ہوا اس نہ آئی (اور وہ بیمار ہو گئے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم فرمایا۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کو قتل کر دیا۔ الی آخر الحدیث۔“

دوسری حدیث میں یہ ہے کہ

”عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي لُبْسِ الْحَبِيرِ لِحِكْمَةٍ بَيْنَنَا“ (70)

ترجمہ: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیر کو خارش کی وجہ سے ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دے دی۔“

تیسری حدیث یہ ہے کہ

”عن عبد الرحمن بن طرفة أن جداه عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب (يوم معروف من أيام الجاهلية) فاتخذ أنفا من ورق فأنتن عليه فأمره النبي صلى الله عليه وسلم فاتخذ أنفا من ذهب“ (71)

ترجمہ: ”حضرت عبد الرحمن بن طرفہ کے دادا عرفجہ بن اسعد کی جنگ کلاب میں ناک کٹ گئی۔ انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگوائی، اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم فرمایا۔“

ان تینوں احادیث میں حضور قبلہ سعید ملت رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری، مرقات شرح مشکوٰۃ اور جامع ترمذی وغیرہ سے تفصیلی عبارات نقل کر کے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ”احادیث مذکورہ کی بنیاد پر کسی حرام چیز کو ضرورت کے وقت استعمال میں لانا اور شفاء کے یقین ہونے پر اس سے شفاء حاصل کرنا جائز اور درست ہے۔ نیز سونے کی ناک یا دانت اور ریشم پہننے کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تکلیفوں میں دیا جن میں جان کا خطرہ نہیں تھا، اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ اضطرار شرعی نہ ہو، پھر بھی صرف علاج کی ضرورت سے حرام چیزوں کو بطور دواء استعمال کیا جاسکتا ہے۔“

علامہ سعیدی رحمہ اللہ کا اپنے موقف پر یہ استدلال بہت قوی ہے، کیونکہ ان احادیث کے مضمون اور ان کی شرح میں علماء محدثین کے ارشادات، مانعین کے اس قول مطلق کی واضح نفی کر رہے ہیں کہ ”حرام اشیاء سے شفاء حاصل نہیں کی جاسکتی“۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ حرام اشیاء سے شفاء کا حاصل نہ ہونا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم (ان الله تعالى لم يجعل شفاء امتي فيما حرم عليها) سے ثابت ہے لیکن ظاہر ہے کہ مذکورہ تین احادیث کے مقابلہ اس حدیث کے عموم سے استدلال نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اس حدیث میں کوئی تاویل یا توجیہ کی جائے گی، جیسا کہ علامہ بدرالدین عینی، علامہ شامی، صاحب فتاویٰ قاضی خان اور دیگر فقہاء نے مختلف توجیہات فرمائی ہیں اور حضور قبلہ سعید ملت رحمہ اللہ نے ان کو مکمل عبارات کے

ساتھ ذکر کیا ہے۔

آخر میں علامہ صاحب نے ”حرام اور نجس اشیاء سے علاج“ کے متعلق ائمہ مذاہب اربعہ علیہم الرحمۃ کے اقوال تفصیلاً بیان کئے ہیں اور اس سلسلے میں مکمل عبارات مع حوالہ جات نقل کی ہیں۔ مذاہب اربعہ کی تفصیلات بیان کرنے کے لئے علامہ صاحب نے امام نووی، امام قسطلانی، شیخ محمد شربینی شافعی، امام عبدالوہاب شعرانی، علامہ علاء الدین حصکفی، علامہ شامی اور صاحب فتاویٰ عالمگیری کی عبارات پیش کی ہیں، آخر میں لکھتے ہیں:

”حرام اور نجس اشیاء سے بوقت ضرورت علاج کے سلسلے میں ہم نے معتمد شروح کی روشنی میں احادیث شریفہ اور فقہائے اربعہ کے مفتی بہ اقوال ذکر کئے ہیں جن سے موجودہ زمانہ میں الکحل آمیز دواؤں اور خون لگانے کے جواز پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ آج کل دنیا کی اکثریت نے ایلو پیتھک طریقہ علاج کو قبول کر لیا ہے اور علاج کے معاملہ میں تقریباً سب ہی اس کے محتاج ہوتے ہیں۔“ (72)

الکحل آمیز ادویات کے جواز اور عدم جواز پر علامہ سعیدی صاحب نے جلد چہارم (کتاب المساقاة والمزارة) میں بھی بحث کی ہے اور ایک اساسی اور اصولی بات بیان کر کے اس کی روشنی میں الکحل آمیز ادویات کے علاوہ پرفیومز اور سینٹ وغیرہ کا بھی حکم بیان کیا ہے۔

ابتداءً اصولی بات جو بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ

”خمر کے علاوہ دیگر شرابوں کی قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو، وہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے۔“ اس اصول کی روشنی میں علامہ سعیدی صاحب نے الکحل کا حکم واضح کیا ہے کہ وہ انگور یا کھجور سے نہیں، بلکہ شیرہ، مختلف دانے، جو، انناس، گندم، ادراک کی جڑ اور دیگر نشاستہ دار اشیاء سے بنائی جاتی ہے، جبکہ خمر کی تعریف یہ ہے کہ انگور کا وہ کچا شیرہ جو پڑے رہنے سے جھاگ چھوڑ دے۔ سو اولاً: الکحل پر خمر کی تعریف صادق نہیں آتی۔ ثانیاً: جن اشیاء میں الکحل ملائی جاتی ہے وہ اس مقدار میں نہیں ہوتی جو مسکر (نشہ آور)

ہو۔ لہذا امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام اشیاء کا استعمال جائز ہوا جن میں نشہ آور حد سے کم الکحل ملی ہوتی ہے۔“ (73)

اسی طرح جلد ششم میں بھی علامہ صاحب نے اس مسئلے پر تحقیق کی ہے کہ ”انگریزی دواؤں اور پرفیومز وغیرہ میں الکحل کی جو مقدار ہوتی ہے وہ قلیل ہوتی ہے اور شراب کے علاوہ دیگر مشروبات کی صرف وہ مقدار حرام ہے جو نشہ لائے اور وہ قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو اس کا استعمال جائز ہے جب کہ لہو و لعب کے طور پر نہ ہو، لہذا وہ دوائیں جن میں الکحل استعمال ہوتی ہے اور وہ خوشبو یا ت جن میں الکحل یا اسپرٹ استعمال ہوتی ہے ان کا استعمال جائز ہے کیونکہ ان مرکبات میں الکحل یا اسپرٹ بہت کم مقدار میں ہوتی ہے۔“ (74)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا خلاصہ

فقیر العصر رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ تحقیق سیدنا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کے قول کے مطابق ہے، جب کہ امام محمد شراب کے علاوہ دیگر نشہ آور مشروبات (جن کو امام اعظم و امام ابو یوسف جائز فرماتے ہیں) حرام اور ہنا پاک کہتے ہیں اور امام محمد کے اس قول کی روشنی میں الکحل ملی ادویات اور پرفیومز کا استعمال ممنوع ہونا چاہیے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ علامہ صاحب کی مذکورہ تحقیق امام محمد کے قول کے بھی خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ امام محمد نے حرمت کا فتویٰ فساد زمانہ کی وجہ سے دیا تھا کہ لوگ ان مشروبات کو لہو و لعب کے طور پر پیئیں گے اور فسق و فجور میں مبتلا ہوں گے (ہدایہ، عالمگیری وغیرہ) جبکہ الکحل ملی دواؤں کو لوگ لہو و لعب کے لئے نہیں پیتے بلکہ علاج کی غرض سے پیتے ہیں اور پرفیومز کو کپڑوں پر لگایا جاتا ہے، پیا نہیں جاتا۔ ثانیاً فی زمانہ ان چیزوں میں ہر خاص و عام مبتلا ہے، اور عموم بلوئی سے بسا اوقات حکم تبدیل ہو جاتا ہے جیسا کہ کتب فقہ سے ظاہر اور روشن ہے۔ اس لئے ابتلائے عام کی بنیاد پر انگریزی دواؤں اور پرفیومز کا استعمال جائز ہونا چاہیے۔ علماء ہند کی بھی یہی تحقیق ہے۔

(دیکھیے صحیفہ فقہ اسلامی، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور) واللہ ورسولہ اعلم۔

انتقال خون اور الکحل آمیز ادویات وغیرہا سے متعلق علامہ صاحب کا موقف اور دلائل

سطور گزشتہ میں واضح ہو چکے۔ ان مسائل سے متعلق دلائل کی اس قدر تفصیل و تحقیق (خصوصاً مذہب اربعہ کی مکمل تشریح) عصری کتب اور شروح حدیث کے درمیان شرح صحیح مسلم کا قابل قدر اور قابل توصیف امتیاز ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ عصر حاضر کے ان مسائل میں بھی۔۔۔ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن و سنت اور فقہ سے واضح دلائل لانا ان متجددین کے منہ پر طمانچہ ہے جو یہ کہتے ہوئے کوئی عار اور جھجک محسوس کرتے کہ ”اسلام ایک فرسودہ اور قدامت پسند مذہب ہے، اس میں ہر دور کے نئے مسائل کا کوئی حل نہیں ہے؟“

مذکورہ بالا تمام تر دلائل کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ سامنے آیا کہ:

1۔ دستیاب مصنوعی الکحل کی قلیل مقدار حلال اور طاہر ہے اس لئے ہر وہ چیز جس میں الکحل سے قلیل مقدار میں آمیزش کی گئی ہو وہ بھی حلال اور طاہر ہوگی اسی بنیاد پر الکحل آمیز ادویات اور پرفیومز اور اس قسم کی دیگر اشیاء حلال اور طاہر ہوں گی۔

2۔ اس بات پر اجماع ہے کہ خمر صرف انگوروں کے کچے شیرے سے بنتی ہے اس کے برعکس الکحل بیسیوں اقسام کی چیزوں سے بنایا جاتا ہے تاہم اس کی بعض اقسام مشروب میں آتی ہیں اور بعض غیر مشروب میں۔ چونکہ الکحل خمر نہیں اس لئے اس کا عین نجس نہیں اور آجکل سینکڑوں اشیاء میں امت مسلمہ اسے استعمال کر رہی ہے۔

3۔ الکحل کی نشہ آور مقدار بالاتفاق حرام ہے لیکن نجس العین نہیں ہے اور اس میں کچھ تفاوت بھی نہیں کہ جو چیز حرام ہو وہ نجس العین بھی ہو۔

4۔ چونکہ الکحل عہد حاضر کی ایجاد ہے اس لئے قدیم دور کی نشہ آور اشیاء کے احکام کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے چنانچہ کتب فقہ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہمارے تینوں آئمہ کا خمر کے علاوہ دیگر نشہ آور اشیاء کی حلت و حرمت میں اختلاف ہے۔ شیخین کے نزدیک قلیل مقدار حلال ہے جبکہ امام محمد اس کی حرمت کے قائل ہیں مگر امام محمد کی حرمت کی علت بھی فسادِ زمانہ ہے ورنہ بطور ظن غالب یہ عمل متحقق ہے کہ الکحل میں یہ علت مفقود ہے۔ لہذا عصر حاضر میں فتویٰ شیخین کے قول پر ہونا چاہیے۔

عزل یا ضبطِ تولید (Birth Control)

علامہ جرجانی التعریفات میں عزل کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

العزل صرف الباء عن المرأة حذرًا عن الحمل (75)

ترجمہ: انزال کے وقت حمل کو روکنے کے لئے عورت کی فرج میں منی نہ جانے دے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ:

”حمل سے بچنے کیلئے انزال کے وقت مرد کا اپنے آلہ کو فرج سے باہر نکال لینا عزل ہے۔“ (76)

خاندانی منصوبہ بندی کے مروجہ طریقے جو ہمارے معاشرہ میں رائج ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے کہ:

1۔ آپریشن کے ذریعے سے بچہ دانی نکلو ادینا

2۔ بچہ دانی پر رنگ لگوانا

3۔ مانع حمل ادویات کا استعمال کرنا

4۔ عزل کرنا

5۔ غبارے کا استعمال

عزل کی بعض صورتیں جائز اور بعض ناجائز ہیں۔ اس کی مختلف صورتوں کا احادیث میں بھی ذکر ملتا ہے۔

اس ضمن میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے عزل یا ضبطِ تولید کی ناجائز صورت کا بیان کیا ہے، دیگر علماء بھی اسی دلیل کے تحت اس عمل کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۗ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۗ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً ﴿۷۷﴾

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی

پیشک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔“ (78)

آپریشن کے ذریعے بچہ دانی نکلوا دینا ناجائز و حرام ہے کہ اس میں ایک عضو کو ضائع کر دیا جاتا ہے اور یہ مثلہ کی مثل ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

”سیدوا بسم الله وفي سبيل الله قاتلوا من كفر بالله ولا تبشوا ولا تعذروا ولا تغلوا ولا تقتلوا اوليدا“ (79)

ترجمہ: ”چلو خدا کا نام لیکر، خدا کی راہ میں جہاد کرو خدا کے منکرو سے اور نہ مثلہ کرو نہ بد عہدی نہ خیانت نہ بچے کا قتل۔“

علامہ صاحب نے اس موضوع پر مذاہب اربعہ کی کتب سے اس عمل کے جواز اور کراہت پر، مفصل بحث کی ہے۔ اس کے بعد مصری علماء کی تحقیق ذکر کی ہے، آپ دارالافتاء المصریہ کے پانچ نکات کو بیان کرتے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

- 1- ضبط تولید کی اصل بنیاد عزل ہے اور یہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے۔
- 2- منع حمل کے لئے جدید آلات اور دوائیوں کا استعمال جائز ہے۔
- 3- ضبط تولید کو از روئے قانون جبراً لاگو کرنا جائز نہیں ہے۔

4- ضبط تولید کی دعوت اور ترغیبات، اللہ تعالیٰ پر توکل کے خلاف نہیں ہیں۔

5- محض ضبط تولید کیلئے عورت اور مرد یا ان میں سے کسی ایک کو بانجھ کرنا جائز نہیں۔“ (80)

عزل کن صورتوں میں جائز ہے اور کن صورتوں میں ممنوع ہے اس حوالے سے بھی اہل علم کی تحریروں میں اختلاف نظر آتا ہے۔ اس ضمن میں امام غزالی نے اپنے دور کے اعتبار سے پانچ صورتوں کا ذکر کیا ہے، جن میں ایک صورت حرام، ایک بدعت اور باقی تین جواز کی ہیں۔ اب اس ضمن میں پہلے چند پاکستانی علماء کی آراء نقل کی جائیں گی۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

”قرآن کریم نے نسل کشی کو خطائے کبیر بہت بڑی غلطی کہا ہے۔ اگر اس کا مشاہدہ کرنا ہو تو فرانس وغیرہ ممالک پر نظر ڈالیے۔ جنہوں نے مصنوعی ذرائع سے ضبط تولید کر کے اپنی

تعداد کو گھٹایا اور جب جرمن فوجیں ان پر حملہ آور ہوئیں تو ان کے پاس ایسے جوانوں کی شدید قلت تھی جو مادر وطن کی حفاظت کے لئے میدان جنگ میں سینہ سپر ہو سکیں۔ ایسا اقدام جس سے قوم اور وطن کی آزادی خطرے میں پڑ جائے اس کو اگر بڑی غلطی نہ کہا جائے تو کیا اسے ”دانش مندی“ کہا جائے؟“ (81)

مفتی محمد شفیع صاحب کا موقف

”اس معاملے پر روشنی پڑتی ہے جس میں آج کی دنیا گرفتار ہے کثرت آبادی کے خوف سے ضبط تولید اور منصوبہ بندی کو رواج دے رہی ہے اس کی بنیاد بھی اس جاہلانہ فلسفے پر ہے کہ رزق کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھ لیا ہے کہ معاملہ قتل اولاد کے برابر گناہ نہ سہی مگر مذموم ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔“ (82)

مولانا مودودی صاحب کا موقف

مولانا مودودی صاحب اس ضمن میں لکھتے ہیں:

”عزل کے متعلق جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اور جو کچھ جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا تعلق صرف انفرادی ضروریات اور استثنائے حالات سے تھا ضبط ولادت کوئی عام دعوت و تحریک ہرگز نہ تھی نہ ایسی کسی تحریک کا مخصوص فلسفہ تھا جو عوام میں پھیلا یا جا رہا ہو نہ ایسی تدابیر وسیع پیمانے پر مردوں عورت کو بتائی جا رہی تھیں کہ وہ باہم مباشرت کرنے کے باوجود استقرار حمل کو روک سکیں اور نہ حمل روکنے والیاں دوائیاں اور آلات ہر کس و ناکس کی دسترس تک پہنچائے جا رہے تھے عزل کے حوالے سے چند روایات مروی ہیں ان کی حقیقت بس یہ ہے کہ کسی اللہ کے بندے نے اپنی ذاتی حالات اور مجبوریاں بیان کیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سامنے رکھ کر کوئی جواب دے دیا۔ اس طرح کے جو جوابات نبی علیہ السلام کی حدیث میں منقول ہیں ان سے اگر عزل کا جواز نکلتا بھی ہے تو وہ ہرگز ضبط ولادت کی اس عام تحریک کے حق میں استعمال نہیں کیا جاسکتا جس کی پشت پر ایک باقاعدہ خالص مادہ پرستانہ اور اباحت پسندانہ فلسفہ کار فرما ہے۔ ایسی کوئی تحریک حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتی تو مجھے یقین تھا کہ آپ اس پر لعنت بھیجتے اور اس کے خلاف ویسے جہاد کرتے جیسا بت پرستی کے خلاف کیا تھا۔“ (83)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حالات اور زمانہ پر غور کرتے ہوئے مزید تحقیق کی اور اس سلسلے میں عزل کی بارہ مختلف صورتوں کا ذکر کیا ہے چنانچہ شرح صحیح مسلم کی تیسری جلد میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”امام غزالی نے اپنے زمانے، حالات، ضروریات اور وسائل کے اعتبار سے عزل کی پانچ صورتیں بیان کی ہیں۔ ایک صورت حرام، ایک بدعت اور تین صورتیں جائز قرار دی ہیں۔ اب چونکہ ترقی یافتہ دور ہے بہت سے نئے اسباب اور وسائل وجود میں آچکے ہیں اور ضروریات اور تقاضے بھی بڑھ گئے اور مسائل بھی زیادہ ہیں اس اعتبار سے ہم نے ضبط تولید کی بارہ صورتیں بیان کی ہیں، جن میں آٹھ مباح (جائز) ہیں دو ناجائز اور دو صورتوں میں سلسلہ تولید ختم کروانا واجب ہے۔“ (84)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ صورتوں کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

ضبط تولید کی دو ناجائز صورتیں درج ذیل ہیں:

1- کوئی شخص تنگی رزق کے خوف سے ضبط تولید کرے

2- کوئی شخص لڑکیوں کی پیدائش سے بچنے کے لئے ضبط تولید کرے

ضبط تولید کی آٹھ جوازی صورتوں کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1- لونڈیوں سے ضبط تولید کرنا تاکہ سلسلہ غلامی مزید نہ بڑھے

2- سلسلہ تولید کو قائم رکھنے سے عورت کو شدید بیمار ہونے کا خطرہ ہو

3- مسلسل پیدائش سے بچوں کی تربیت اور نگہداشت میں حرج کا خدشہ ہے تو وقفہ سے

پیدائش کو ضبط تولید کرنا

4- حمل اور وضع حمل کے دوران بعض صورتوں میں اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتا اس لئے

زیادہ عرصہ تک بیوی سے جنسی خواہش پوری کرنے کی نیت سے ضبط تولید کرنا
5۔ اپنی بیوی سے محبت کی وجہ سے ایام حمل اور ولادت کی تکالیف سے بچانے کی خاطر
ضبط تولید کرنا

6۔ عام طور پر بچوں کی پیدائش سے عورت کا حسن و جمال کم یا ختم ہو جاتا ہے اس لئے اس
کے حسن و جمال کو قائم رکھنے کی غرض سے ضبط تولید کرنا

7۔ زیادہ بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی خاطر انسان کو آمدنی کے لئے زیادہ محنت
و مشقت کرنی پڑتی ہے، انسان دوہری اور تہری نوکریاں اور اورٹائم کرتا ہے اور بسا
اوقات ناجائز وسیلوں کو اختیار کرتا ہے تو اپنے آپ کو زیادہ مشقت سے بچانے اور کمانے
کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے ضبط تولید کرنا

8۔ بعض عورتوں کو آپریشن سے بچہ ہوتا ہے تو بیوی کو آپریشن کی تکلیف اور جان کے
خطرے سے بچانے کے لئے ضبط تولید کرنا

وہ دو صورتیں جن میں حضور قبلہ سعید ملت علیہ الرحمہ کے نزدیک ضبط تولید واجب ہے

درج ذیل ہیں:

- 1۔ جب پیٹ میں مزید آپریشن کی گنجائش باقی نہ رہے تو ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے
سلسلہ پیدائش بالکل بند ہو جائے، یہ واجب ہے
- 2۔ اگر ماہر ڈاکٹر کہے کہ مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان خطرے میں پڑ جائے گی
تب بھی ضبط تولید کرنا واجب ہے۔

راقم کے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ جیسے جیسے اولاد کی زیادتی ہوتی جاتی ہے
ویسے ویسے انسان کے وسائل بھی اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے اور یہ کہنا کہ زیادہ اولاد ہوگی تو پورا
کون کریگا یہ سوچ انسان کو بسا اوقات کفر تک لے جاتی ہے چونکہ اولاد اللہ کی عظیم نعمت ہے
جس کا کوئی بدل نہیں اس کی قدر و قیمت اس شخص سے پوچھیں جو برسہا برس سے اولاد کا
طلبگار اور ہر قسم کے علاج اور ہر ذریعہ سے اولاد کے حصول کا متمنی ہو۔ قرآن پاک میں ہے

کہ ہر ذی روح کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے:

”وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ
فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ① (85)

ترجمہ: ”اور زمین پر چلنے والے (ہر جاندار کا رزق) اللہ کے ذمہ (کرم پر) ہے، وہ اس
قیام کی جگہ کو (بھی) جانتا ہے اور اس کی سپردگی کی جگہ کو (بھی) جانتا ہے، سب کچھ روشن
کتاب میں مذکور ہے۔“ (86)

اسی طرح بلا ضرورت شرعیہ خاندانی منصوبہ بندی کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس عمل میں
عورت کی شرمگاہ غیر کے سامنے کھولنا لازم آتا ہے اگرچہ وہ غیر عورت ہی کیوں نہ ہو اور
بلا ضرورت شرعیہ عورت کا اپنی شرمگاہ کسی غیر مرد خواہ عورت کو دکھانا ناجائز و حرام ہے اور ضرورت
شرعیہ ہو تو دکھائی جاسکتی ہے مثلاً حمل ٹھہرنے سے عورت کی جان کو خطرہ ہو کیونکہ فقہ کا قاعدہ ہے:

الضروراة تبیح المحظوراة

ترجمہ: ضرورتیں ممنوع کاموں کو مباح کر دیتی ہیں۔

ہاں اس صورت میں اگر شوہر خود ڈاکٹر ہو اور یہ کام کرنا جانتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ خود
ہی کرے۔ رہا مانع حمل ادویات کا استعمال کرنا، عزل کرنا، غبارے کا استعمال اور غبارے کا
استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ یہ دونوں عزل ہی کے حکم میں ہے اور یہ عورت کی اجازت سے
جائز ہے جیسا کہ حدیث پاک ہے:

نهی رسول الله ﷺ ان يعزل عن الحرة الا باذنها (87)

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت کی اجازت کے بغیر اس سے عزل کرنے سے منع
فرمایا ہے۔“

بعض فقہانے عورت کی اجازت کے بغیر بھی عزل کی اجازت دی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام مبارک کے ساتھ پکارنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وصال پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز کیا آپ کے نام نامی اسم گرامی سے آپ کو ندا دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں:

پہلے گروہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وصال ندا دینا کچھ قیودات کے ساتھ جائز و گرنہ حرام ہے۔

دوسرے گروہ کے نزدیک بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا تو جائز ہے، مگر نام سے پکارنا (یعنی یا محمد کہنا) حرام و ناجائز ہے۔

تیسرا گروہ وہ ہے جن کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً پکارنا جائز ہے، خواہ نام سے ہو یا لقب سے دونوں جائز ہیں۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیق تدقیق کی روشنی میں اہل علم کی آراء سے اختلاف کیا ہے، چنانچہ آپ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً پکارنا خواہ نام سے ہو یا لقب سے دونوں جائز ہیں۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ دلائل پیش کیے جائیں گے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ حدیث جبریل کی شرح میں ”قال یا محمد اخبینی عن الاسلام“ کے تحت لکھتے ہیں:

”بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ فرشتوں کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ ندا اور خطاب کرنا جائز ہے اور آپ کی امت کے لئے ناجائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لے کر آپ کو بلانا امت پر حرام کر دیا ہے، اس لئے یا محمد کہنا ناجائز ہے، البتہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہنا چاہئے۔“

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کہہ کر ندا کرنا جائز ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

”ندا کا معنی ہے منادی کو اپنی طرف متوجہ کرنا، ہم یا محمد کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ

حاصل کرنے کا قصد کرتے ہیں، نیز ”محمد“ آپ ﷺ کا نام بھی ہے اور آپ ﷺ کی صفت بھی، سوا اگر اس لفظ سے آپ کی صفت کا قصد کر کے نداء کی جائے تو کوئی اشکال ہی نہیں ہے، اور کبھی کسی کو نداء کسی کو یاد کرنے کے لئے بھی کی جاتی ہے لہذا یا محمد اگر بطور ذکر کہا جائے یا اظہار مسرت کیلئے نعرے لگاتے ہوئے یا محمد کہا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔“

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل

قرآن حکیم سے علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال اسی آیت سے ہے جس سے علماء مانعین استدلال فرماتے ہیں۔ یعنی:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (90)

تم رسول کے بلانے کو اپنے درمیان ایسا نہ بنا لو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو ”مانعین کا استدلال اس وقت صحیح ہوگا جب دعا کا معنی بلانا اور پکارنا ہو، اور دعا کی رسول کی طرف اضافت، اضافت الی المفعول ہو، یعنی رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ بلاؤ، جیسے ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اور اس آیت میں زیادہ ظاہر اور نظم قرآن مجید کے قریب یہ ترکیب ہے کہ یہ اضافت الی الفاعل ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو ایسا نہ قرار دو، جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔“ (91)

آپ کے نزدیک یہی صورت (اضافت الی الفاعل) نظم آیت کے زیادہ قریب ہے۔ آپ نے اپنے اس موقف پر امام فخر الدین رازی اور علامہ سید محمود آلوسی کی عبارات بھی پیش کی ہیں۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر دلائل احادیث سے ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، انبیاء کرام علیہم السلام، جبریل امین اور خود اللہ عزوجل کا ”یا محمد“ کہہ کر خطاب کرنا ثابت ہے۔

ان میں سے بعض دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ امام مسلم حضرت براء بن عازب سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں، اس میں

ہے:

”فصعد الرجال والنساء فرق البيوت وتفارق الغلمان والخدام في الطريق ينادون
يا محمدا يا رسول الله يا محمدا يا رسول الله“ (92)

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں
پر چڑھ گئے، بچے اور خدام، راستوں میں پھیل گئے اور وہ نعرے لگا رہے تھے یا محمد،
یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔“ (93)

حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں اور حافظ ابن اثیر نے الکامل جنگ یمامہ کے
حوالہ سے نقل کیا ہے:

”وكان شعارهم يومئذ يا محمدا اذ اس زمانہ میں مسلمانوں کا شعار یا محمد اہ کہنا تھا۔“ (94)
لفظ یا محمد کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر یا آپ کی یاد مقصود ہو تو بھی کہنا ثابت ہے۔ امام
بخاری روایت کرتے ہیں:

”عن عبد الرحمن بن سعد قال: خدرت رجل ابن عمر فقال له الرجل: اذ كر احب
الناس اليك فقال يا محمدا“ (95)

ترجمہ: ”عبد الرحمن بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر کا پیر سن ہو گیا، کسی شخص نے کہا: اس کو
یاد کرو، جو تم کو سب سے زیادہ محبوب ہو، حضرت ابن عمر نے کہا: یا محمد“ (96)

یا محمد کے جواز پر صریح دلیل اس حدیث میں ہے جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
ناہینا صحابی کو یہ دعا تعلیم فرمائی:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ
إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي“ (97)

ترجمہ: ”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف محمد نبی رحمت کے وسیلہ سے
تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی
طرف سے متوجہ ہوتا ہوں تاکہ یہ حاجت پوری ہو۔“ (98)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ جلد سابع میں لکھتے ہیں۔

”امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام تر ادب اور احترام کے باوجود ہمیں اس مسئلہ میں ان سے اختلاف ہے، اور ہمارے نزدیک اس دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق یا محمد ہی کہنا چاہیے، اور جیسا کہ خود امام احمد رضا قادری نے بکثرت حوالوں سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی صحابہ کرام اور اخیار امت یا محمد سے خطاب اور نداء کرتے رہے ہیں۔“ (99)

نیز متعدد احادیث قدسیہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کہہ کر ندا فرمائی۔ اس سلسلے میں علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام دلائل و براہین کی روشنی میں اپنے نقطہ نظر کو واضح کیا ہے اور آخر میں اس تمام تفصیل کی وجہ بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

”میں نے اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ نداء کرنے کو مسلمان حرام سمجھنے سے بعض رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، صحابہ کرام، تابعین عظام، سلف صالحین اور اخیار امت کی اتباع کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔“ (100)

کثرتِ حوالہ جات

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر پہلی جلد اور ساتویں جلد میں دو جگہ بحث کی ہے۔ ساتویں جلد میں 14 ماخذ کی روشنی میں 10 صفحات پر بحث کی ہے اور پہلی جلد میں 25 ماخذ کی روشنی میں 12 صفحات پر بحث کی ہے۔ اس مسئلہ میں علامہ سعیدی صاحب کے پیش کردہ ماخذ کثیر ہونے کے ساتھ ساتھ معتمد اور مستند بھی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

القرآن الحکیم تفاسیر: تفسیر کبیر (امام فخر الدین رازی)، روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی) کتب احادیث: صحیح بخاری (امام محمد بن اسماعیل بخاری)، صحیح مسلم (امام مسلم بن حجاج قشیری)، جامع ترمذی (امام ابو موسیٰ ترمذی)، سنن ابن ماجہ (امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ)، مسند احمد (امام احمد بن حنبل)، الادب المفرد (امام محمد بن اسماعیل بخاری)، مسند ابو یعلیٰ

(حافظ احمد بن علی المثنیٰ)، مصنف عبد الرزاق (امام عبد الرزاق بن ہمام)، کنز العمال (علامہ علی متقی ہندی برہان پوری)، سنن کبریٰ (امام احمد بیہقی)، اتحاف السادة المتقين (علامہ سید محمد مرتضیٰ حسین زبیدی)، المطالب العالیہ (امام ابن حجر عسقلانی)، مسند ابوعوانہ (امام ابوعوانہ اسفرائینی)، العلل المتناہیہ (امام ابن جوزی)، مرقاۃ المفاتیح (علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی)، تجلی الیقین (امام احمد رضا خان)، تحفۃ الاحوذی (شیخ عبدالرحمان مبارکپوری)، فتح الملہم (شیخ شبیر احمد عثمانی)۔

کتاب تاریخ: البدایۃ والنہایۃ (حافظ عماد الدین ابن کثیر)، الکامل فی التاریخ (علامہ ابوالحسن ابن اثیر)

کتاب فقہ:، مجموع الفتاویٰ (شیخ ابن تیمیہ)، جلاء الافہام (شیخ ابن قیم جوزی)

کتاب سیرت:، الشفاء (علامہ قاضی عیاض مالکی)

ان تمام حوالہ جات سے بخوبی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب تحقیق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

داڑھی کی مسنون مقدار

اس مسئلہ میں بھی علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے جمہور سے مختلف نظر آتی ہے۔ داڑھی کی مقدار کے بارے میں مشہور موقف یہ ہے کہ کم از کم ایک مشمت تک ہونا واجب اور ضروری ہے۔ اس سے ایک آدھ انگل بھی کم کرنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک داڑھی رکھنا واجب ہے، جبکہ اس کی مقدار عمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں لہذا ایک مشمت کا اصرار درست نہیں ہے۔

گویا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک مشمت داڑھی کے بارے میں دو طرح کے نظریات پائے جاتے ہیں۔

ایک علماء کا وہ گروہ ہے: جن کے نزدیک ایک مشمت داڑھی واجب ہے۔

دوسرا علماء کا وہ گروہ ہے: جن کے نزدیک داڑھی میں قبضہ (یعنی ایک مشمت) واجب نہیں۔

اس سلسلے میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کو اجمالاً پیش کیا جائے گا۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ

”مطلقاً داڑھی رکھنا واجب ہے“ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی منڈوانے کی مخالفت کا

حکم دیا ہے اور چونکہ احکام میں عرف و عادت کا اعتبار ہوتا ہے اس لئے داڑھی کے تحقق کیلئے

داڑھی (کم از کم) اتنی ہونی چاہیے جس پر عرف میں داڑھی کا اطلاق ہو سکے، خواہ وہ ایک

آدھ انگل کم ہو۔ معمولی اور خفیف سی داڑھی یا خشخی داڑھی پر عرف اور عادت میں مطلقاً

داڑھی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس کو خشخی داڑھی یا فرنج کٹ داڑھی کہتے ہیں۔ لہذا ایسی داڑھی

رکھنے سے داڑھی کے حکم پر عمل نہیں ہوگا اور ایک مشمت تک داڑھی رکھنا فقہاء کرام کی

تصریحات کے مطابق سنت ہے، اور بظاہر یہ سنت مؤکدہ ہے کیونکہ قبضہ کی تاکید کے متعلق

رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔ تاہم عام مسلمانوں کو عموماً اور علماء و مشائخ کو خصوصاً لمبی داڑھی رکھنا چاہیے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک دراز گھنی تھی جو سینہ مبارک کو بھر لیتی تھی اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ صورت اور سیرت میں آپ کی کامل اتباع کی جائے، اس مسئلے میں افراط و تفریط سے بچنا چاہیے، داڑھی دراز اور گھنی رکھنی چاہیے لیکن اگر کسی مسلمان کی داڑھی قبضہ سے کم ہو تو اس کو فاسق معین کہنے، شریعت میں مداخلت کرنے اور مسلمان کی عزت اور حرمت کو پامال کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔“ (101)

علامہ سعیدی رحمہ اللہ نے داڑھی کی مقدار کے مسئلہ پر جو کچھ لکھا ہے اس کی وضاحت کے لئے چند نکات ملاحظہ ہوں:

- 1۔ مطلقاً داڑھی رکھنا واجب ہے۔
- 2۔ داڑھی کے تحقق کیلئے داڑھی (کم از کم) اتنی ہونی چاہیے جس پر عرف میں داڑھی کا اطلاق ہو سکے، خواہ وہ ایک آدھ انگل کم ہو۔
- 3۔ معمولی اور خفیف سی داڑھی یا خشخی داڑھی پر عرف اور عادت میں مطلقاً داڑھی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس کو خشخی یا فرنج کٹ داڑھی کہتے ہیں۔
- 4۔ ایک مشت تک داڑھی رکھنا فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق سنت ہے اور بظاہر یہ سنت مؤکدہ ہے۔
- 5۔ قبضہ کی تاکید کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔
- 6۔ اگر کسی مسلمان کی داڑھی قبضہ سے کم ہو تو اس کو فاسق معین کہنے، شریعت میں مداخلت کرنے اور مسلمان کی عزت اور حرمت کو پامال کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔
- 7۔ عام مسلمانوں کو عموماً اور علماء و مشائخ کو خصوصاً لمبی داڑھی رکھنا چاہیے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی داڑھی دراز اور گھنی تھی۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا طرز استدلال

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں داڑھی کے مسئلہ پر دو جگہ جلد اول اور جلد ششم میں مفصل بحث کی ہے۔ جلد اول میں 9 صفحات (924-932) اور جلد ششم میں 25 صفحات (427-451) پر درج ذیل عنوانات پر کلام کیا ہے:

1۔ داڑھی دراز کرنے کے متعلق احادیث

2۔ داڑھی ترشوانے سے متعلق احادیث و آثار

3۔ رسول اللہ کی داڑھی کا بیان

4۔ داڑھی کی مقدار سے متعلق چاروں مذاہب کا مسلک

5۔ فقہاء احناف کی روشنی میں قبضہ پر بحث

6۔ واجب کی تعریف اور وجوب کو ثابت کرنے کے طریقے

7۔ داڑھی میں قبضہ کے دلائل کا جائزہ اور اشکالات کے جوابات

ان تمام موضوعات پر تقریباً 50 سے زائد ماخذ کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق تمام فقہاء احناف علیہم الرحمۃ نے قبضہ (ایک مشت) کو سنت قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے امام اعظم سے لے کر علامہ شامی تک درج ذیل 11 مستند کتب سے حوالہ جات دیے ہیں۔

ہدایہ اولین، فتح القدير، بنایہ فی شرح الہدایہ، البحر الرائق، تبیین الحقائق، حاشیہ الدر والنور، مرقاۃ المفاتیح، در مختار، فتاویٰ شامی، حاشیہ طحاوی علی المراتی، فتاویٰ عالمگیری۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

”امام ابو حنیفہ سے لے کر علامہ شامی تک ان تمام مستند اور مسلم فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ داڑھی میں قبضہ سنت ہے۔“ (102)

ان تمام کتب میں یہ ہے کہ داڑھی میں قدر مسنون قبضہ (ایک مشت) ہے۔ علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند امام اعظم کی شرح میں قبضہ کو مستحب قرار دیا ہے۔ شیخ عبدالحق

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء کے قدر مسنون فرمانے میں یہ تاویل کی ہے کہ فقہاء کا قبضہ کو سنت قرار دینے کا معنی یہ ہے کہ قبضہ کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔ شارح کے نزدیک یہ تاویل درست نہیں ہے، کیونکہ فقہاء کی ان عبارات میں تاویل اس وقت درست ہوتی جب داڑھی میں ایک مشمت کا وجوب کسی دلیل سے ثابت ہوتا اور اس کے باوجود فقہاء نے اس کو سنت فرمایا ہوتا۔ جبکہ یہاں معاملہ یہ ہے کہ داڑھی میں قبضہ کا وجوب کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے، بلکہ اس کا سنت ہونا دلائل سے ثابت ہے۔ لہذا عبارات فقہاء میں تاویل نہیں کی جائے گی۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بحث کے دوران مختلف اشکالات کے جوابات بھی دیئے

ہیں مثلاً:

(۱) یہ اشکال کہ فقہاء کرام کا داڑھی میں قبضہ کی مقدار کو سنت کہنا ایسا ہی ہے جیسے نماز عید کو باوجود واجب ہونے کے سنت کہا گیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت تفصیل کے ساتھ اس اشکال کا جواب دیا ہے، خلاصہ جواب یہ

ہے کہ

اولاً: نماز عید کے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایات منقول ہیں۔ ایک میں نماز عید کو واجب کہا گیا ہے اور ایک میں سنت۔ صاحب ہدایہ وغیرہ نے واجب کے قول کو ترجیح دی ہے اور سنت والی روایات کی توجیہ یہ ہے کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے۔ سواگر داڑھی میں قبضہ سے متعلق بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہوتے (ایک وجوب کا اور ایک سنت کا) تب مسئلہ زیر بحث کا قیاس اس پر درست ہوتا۔ اس کے برخلاف امام اعظم سے لے کر علامہ شامی تک تمام فقہاء نے قبضہ کو سنت یا مستحب لکھا ہے۔

ثانیاً: نماز عید کو متاخرین فقہاء نے بالاتفاق واجب نہیں کہا، بعض نے اس کو بمنزلہ واجب کہا ہے اور بعض نے سنت کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ان میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ سنت سے مراد سنت مؤکدہ ہے اور وہ بمنزلہ واجب ہے۔ لہذا زیر بحث

مسئلہ کو مسئلہ عید پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) ایک اشکال یہ ہے کہ داڑھی میں قبضہ کو اگر واجب نہ قرار دیا جائے تو داڑھی کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور لوگ داڑھی کو قبضہ سے کم کرنے لگیں گے۔

اس اشکال کا جواب حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ

”اولاً: اس طرح تو تمام سنن و مستحبات کو واجب قرار دینا چاہیے ورنہ ان کی اہمیت کم ہو جائے گی اور لوگ ان پر عمل چھوڑ دیں گے۔

ثانیاً: فرض پر عمل، خوف خدا سے ہوتا ہے اور سنت پر عمل محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے، تو بجائے اس کے کہ ہم احکام شرح میں ترمیم کریں، لوگوں میں خوف خدا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ بیدار کرنا چاہیے، تاکہ لوگ فرائض و سنن پہ عمل کریں۔ لمبی داڑھی رکھنے کا مدار قبضہ کے واجب دیئے جانے پر نہیں ہے بلکہ اس کا مدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔“ (103)

مسئلہ زیر بحث کے متعلق مختلف گوشوں اور پہلوؤں پر تفصیلی گفتگو کے بعد اپنے معمول اور اسلوب کے مطابق آخر میں لکھتے ہیں:

”کثیر مطالعہ اور عمیق غور و فکر کے بعد احادیث، آثار اور جمہور فقہاء کے اقوال سے ہم نے یہی سمجھا ہے۔ اگر یہ حق و صواب ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے القاء اور فیضان ہے۔ اور اگر یہ غلط اور باطل ہے تو یہ میری فکر کی غلطی ہے اور مطالعہ کی کمی ہے۔ اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔“ (104)

مسئلہ کفائت میں تفرد

اہل علم کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ غیر کفو میں لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں بھی مختلف نظریات پائے جاتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

چنانچہ اس ضمن میں پہلے کفو کی تعریف اور پھر حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف پیش کیا جائے گا۔

کفو کی لغوی و شرعی تعریف

”کفو“ لغت میں برابری کو کہتے ہیں اور فقہ کی اصطلاح میں زوجین میں مساوات مخصوصہ کو کہتے ہیں۔ اسلام نے نکاح میں کفائت کو بڑی اہمیت دی ہے۔

سب سے پہلے کفو کی تعریف لسان العرب سے پیش خدمت ہے:

”والکفو النظیر والمساوی ومنه الکفایة فی النکاح وهو ان یکون الزوج مساوی للمرأة فی حسبها و دینها و نسبها و بیئتها و غیر ذالک و تکافو لشیئان تماثلاً۔“ (105)

ترجمہ: ”مساوی اور مثل کو کفو کہتے ہیں اور اسی سے نکاح میں کفو ہونا بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ حسب، دین، نسب اور رہائش وغیرہ میں ہم پلہ ہو دو چیزیں جب ایک دوسرے کی مثل ہوں تو اس کو تکافو کہتے ہیں۔“ (106)

فقہ حنفی سے کفو کا ثبوت

فقہ حنفی میں 6 امور میں کفو کا اعتبار ہے، جس کو علامہ حموی نے ایک شعر میں بیان کی ہے:

”ان الکفایة فی النکاح تکون فی ست لها بیت بدیع قد ضبط

نسب و اسلام کذلک حرفة حرية و دیانة مال فقط“ (107)

کفائت جن 6 چیزوں میں معتبر مانی جاتی ہے، وہ نسب، آزادی، اسلام، دیانت

(تقویٰ)، مال اور حرمت (پیشہ) ہیں۔

اسی طرح فتاویٰ ہند یہ میں ہے:

”الكفاءة تعتبر في اشیاء، منها النسب و منها الاسلام و منها الحرية و منها

الكفاءة في المال و منها الذیانة و منها الحرفة۔“ (108)

کفو کے مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی ”بہار شریعت“ میں فرماتے ہیں کہ:

”کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح، عورت کے اولیاء کے لیے باعث ننگ و عار ہو، کفالت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔“ (109)

مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”کفالت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے:

(۱) نسب (۲) اسلام (۳) حرفہ (پیشہ) (۴) حریت (آزاد ہونا) (۵) دیانت (۶) مال۔“ (110)

پہلے گروہ کے نزدیک غیر کفو میں نکاح ایسا ہے جیسے ہوا ہی نہیں گویا زنا کے مترادف ہے۔

چنانچہ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”شرع میں غیر کفو وہ ہے کہ نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ

عورت کا نکاح اولیائے زن (یعنی عورت کے سرپرستوں) کے لیے باعث ننگ و عار (یعنی

ذلت و رسوائی کا سبب) ہو، ایسے شخص سے اگر بالغہ بطور خود نکاح کرے گی نکاح ہوگا ہی

نہیں اگرچہ نہ ولی (سرپرست) نے منع کیا ہو نہ اس کے خلاف مرضی ہو۔ یہ نکاح اس

صورت میں جائز ہو سکے گا کہ ولی نے پیش از نکاح اس غیر کفو بمعنی مذکور کی حالت مذکورہ پر

مطلع ہو کر دیدہ و دانستہ صراحتاً بالغہ کو اس کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دے دی ہو، ان

میں سے ایک شرط بھی کم ہو تو بالغہ کا کیا ہوا وہ نکاح باطل محض ہوگا اور ولی کو اس کے فسخ

(منسوخ) کرنے یا اس کا فسخ (منسوخ) چاہنے کی کیا حاجت کہ فسخ (منسوخ۔ کینسل) تو جب ہو کہ نکاح ہو لیا ہو، یہ تو سرے سے ہوا ہی نہیں۔“ (11)

اسی طرح ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

”بالغہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خفیہ خواہ اعلانیہ کرے، اس کے انعقاد و صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا مال یا چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح ہونا اولیائے زن کے لیے باعث ننگ و عار و بدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا،

فی الدر المختار ویفتی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتوی لفساد الزمان۔

در مختار میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے جائز نہ ہونے کا فتویٰ ہے کہ فساد زمان کی وجہ سے نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔“ (112)

دوسرے گروہ کے مطابق کفایت کی شرط فقط دینداری ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسری شرط نہیں، لہذا مسلمان مرد و عورت کا غیر کفو میں نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی وضاحت میں انتہائی مفصل و مدلل تحقیق فرمائی ہے۔ جو تقریباً 136 صفحات پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل بالترتیب جلد ثالث میں تقریباً 29 صفحات پر، پھر اسی جلد کے آخر میں 24 صفحات پر اور چھٹی جلد میں 83 صفحات پر تحریری بحث موجود ہے۔ جس میں علامہ موصوف نے اپنے موقف کی تائید میں گیارہ آیات قرآن مجید اور مستند تفاسیر سے 32 ماخذ کی روشنی میں بحث کی ہے اور یہ 28 صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کے اختتام پر علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”یہ قرآن مجید کی گیارہ آیات ہیں، جن میں ہم نے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا مجھنا کارہ اور بے بضاعت شخص پر محض فضل اور احسان ہے

کہ اس نے مجھ پر قرآن مجید کے ان اسرار کو کھول دیا ہے اور ان آیات سے استنباط اور اجتہاد کی طرف میرے فہم کی رہنمائی کی ورنہ مجھ سے پہلے علماء نے صرف ان اکرامم عند اللہ اتقاکم سے غیر کفو میں نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے یا سورۃ احزاب کی آیت نمبر 36 کے شان نزول سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے اور باقی نو آیات سے اس سناہ کے استنباط کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا ہے، جو ایک قطرہ نیساں کو گہر آبدار بناتا ہے، جو رات کی تاریکی سے نور سحر نکال لاتا ہے، وہی قادر قیوم ہے جس نے علم و عمل سے تہی دامن شخص کے دل میں یہ حقائق و معارف پیدا کیے۔ واللہ اعلم علی ذلک۔“ (113)

مذکورہ بالا مسئلہ پر علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۱ احادیث صحیحہ ذکر کی ہیں جن میں زمانہ رسالت میں غیر کفو میں نکاح کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آئمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کے بالتفصیل مذاہب بھی بیان کیے ہیں اور اس سلسلے میں ان مذاہب کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات نقل کیے ہیں۔

”کفایت کے سلسلہ میں ہم نے بہت طویل بحث کی ہے اور قرآن مجید، احادیث، آثار اور مذاہب اربعہ کے فقہاء کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔ قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نکاح میں کفو کا اصلاً اعتبار نہیں ہے۔ حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، عمر بن عبدالعزیز، سفیان ثوری، ابن سیرین، امام مالک اور فقہاء احناف میں سے امام ابو الحسن کرخی، امام ابو بکر جصاص اور مشائخ عراق کا یہی مسلک ہے اور یہی حق اور ثواب ہے۔ امام شافعی اور جمہور فقہاء احناف اور امام احمد کا مختار قول یہی ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے لزوم کیلئے ولی کی اجازت شرط ہے اور بعض ضعیف الاسناد احادیث اور آثار سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔“ (114)

اگر اس اقتباس کو بغور پڑھا جائے تو دو نکات واضح ہوں گے۔

نمبر ۱: نکاح میں کفو کا اصلاً اعتبار نہیں یہی حق اور صواب ہے قرآن کریم احادیث صحیحہ اور آثار اسی کی تائید کرتے ہیں۔

نمبر ۲: امام شافعی اور جمہور فقہاء احناف اور امام احمد کا مختار قول یہی ہے کہ غیر کفو میں نکاح کے لزوم کیلئے ولی کی اجازت شرط ہے اور بعض ضعیف الاسناد احادیث اور آثار سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔

مزید آگے لکھتے ہیں۔

”اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ لڑکی اور ولی کی رضا کے باوجود سادات کا نکاح غیر سادات سے حرام ہے یہ محض بے سند قول ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے حلال کیے ہوئے کو حرام کرنے کے مترادف ہے ہم اس قول سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، چونکہ اس زمانہ میں اس مسئلہ میں بہت غلو کیا جا رہا ہے اور اگر سادات میں سے کوئی شخص غیر کفو میں رشتہ کر دے تو اس کو حرام، زنا اور نجانیہ کیا کچھ کہا جاتا رہا ہے اور اب تک کسی شخص نے اس مسئلہ پر تحقیق اور تفصیل سے قلم نہیں اٹھایا تو میں نے توفیق الہی سے احکام شریعت کے احیاء کی خاطر اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو دلائل سے واضح کیا، اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے اور اس کو میرے لیے توشہ آخرت کر دے۔ اس مسئلہ کی تحقیق میں ان صفحات پر جو سیاہی خرچ ہوئی ہے، وہ یقیناً میرے گناہوں کی سیاہی سے بہت کم ہے، لیکن اللہ کے عفو و کرم کا یہی اسلوب اور طریقہ ہے کہ وہ نیکی کے ایک قطرہ سے گناہوں کی اتنی سیاہی دھو ڈالتا ہے جس کو دھونے کے لئے سمندروں کا سارا پانی نا کافی ہوتا ہے۔“ (115)

مسجد میں نمازِ جنازہ کی تحقیق

شرح صحیح مسلم کی دوسری جلد کے اختتام پر علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے صفحہ 1026 سے 1032 تک مسجد میں نمازِ جنازہ سے متعلق ایک ضمیمہ تحریر کیا ہے، جس میں آپ نے عمدۃ القاری، سنن ابن ماجہ، مصنف عبدالرزاق، سنن الکبریٰ للبیہقی، فتح القدیر، رد المحتار، موطا امام محمد، جامع صغیر، المبسوط، عنایہ، حاشیہ الطحاوی، فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ خلاصہ، شفاء السقام وغیرہ کتب کے حوالہ جات پیش کئے ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”ہمارے نزدیک علامہ ابن ہمام کا قول راجح ہے کیونکہ مکروہ تحریمی وہ کام ہوتا ہے جس کے ارتکاب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذاب کی وعید فرمائی ہو اور مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے پر آپ نے کسی عذاب کی وعید نہیں فرمائی بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اس شخص کو اجر نہیں ملے گا دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہوتا تو بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نمازِ جنازہ نہ پڑھتے حالانکہ بعد میں ان کا مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا احادیث سے اور آثار سے ثابت ہے۔“ (116)

اس کے بعد علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر کی نمازِ جنازہ کا مسجد میں ادا کرنا ثابت کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ شمس الائمہ علامہ سرخسی، علامہ طحاوی اور دیگر فقہاء کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر میت مسجد سے باہر ہو تو نمازِ جنازہ میں کوئی کراہیت نہیں ہے چنانچہ اپنی اس تحقیق کے آخر میں لکھتے ہیں:

”ہمارے ہاں جو لوگ مسجد میں نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے وہ سڑک پر نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اس صورت میں علامہ شامی کے نزدیک مسجد میں جنازہ رکھ کر بھی نمازِ جنازہ پڑھنا اصلاً مکروہ نہیں ہے تو جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر نمازِ جنازہ پڑھنا بطریق اولیٰ بلا کراہیت جائز ہوگا۔“

ہماری تحقیق یہ ہے کہ نمازِ جنازہ کا اصل اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ گاہ میں نماز

جنازہ پڑھی جائے لیکن اگر تمام رشتہ داروں، محلہ داروں اور مسجد کے تمام نمازیوں کا جنازہ گاہ میں جانا لوگوں کی اپنی اپنی مصروفیات کی وجہ سے مشکل ہو جیسا کہ اکثر ہوتا ہے، (خیال رہے کہ فقہاء نے سڑک پر نماز جنازہ پڑھنے کو بھی مکروہ لکھا ہے۔ ردالمحتار ج 1 ص 829 مطبوعہ استنبول) تو ایسی صورت میں جنازے کو مسجد سے باہر رکھ کر نماز پڑھ لی جائے تو کوئی کراہیت نہیں ہے لوگوں کو مسئلہ بتاتے وقت لوگوں کی آسانی اور سہولت کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اگر کسی مسئلے میں دو قول ہوں تو اس قول کو اختیار کرنا چاہیے جس کی وجہ سے لوگ حرج میں مبتلا نہ ہوں۔“ (117)

اس کے بعد اپنے ما قبل قول کی تائید میں سورہ حج، ماندہ اور بقرہ کی آیات سے صحیح مسلم کی حدیث سے لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا اس موقف کو بیان کرتے ہیں۔ آخر میں لکھتے ہیں:

”سوقرآن وسنت کا منشاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عمل اور فقہاء احناف کے مذہب اور قول مختار کے مطابق۔۔۔ جنازے کو مسجد سے باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، دین کے احکام پر عمل کرنے میں شریعت کی دی ہوئی آسانی اور سہولت کو پہنچانے کے لئے میں نے ذہنی مشقت اٹھا کر یہ طویل تحقیق کی و ما توفیقی الا باللہ۔“ (118)

حضور قبلہ سعید ملت رحمہ اللہ کے دلائل کی اہمیت سے اور موجودہ دور میں اس کی ضرورت سے انکار نہیں تاہم فقہاء کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک راجح ترین قول یہی ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ تحریمی ہے خواہ میت مسجد سے باہر ہو اور امام اور مقتدی مسجد کے اندر ہوں یا میت اور امام اور کچھ مقتدی مسجد سے باہر ہوں اور کچھ مقتدی مسجد کے اندر ہوں۔ در مختار میں ہے:

”و کراہت تحریمانی مسجد جماعة ہو ای البیت فیہ وحدہ أو مع القوم۔ و اختلف فی الخارجة عن المسجد وحدہ أو مع القوم والمختار الکراہة مطلقاً

ترجمہ: ایسی مسجد جس میں جماعت قائم کی جاتی ہو تو اس میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی ہے جبکہ

جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر فقط جنازہ یا جنازہ اور کچھ نمازی مسجد سے باہر ہوں تو اس صورت میں اختلاف ہے اور مذہب مختار یہی ہے کہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے۔“ (119)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”و صلاة الجنائز في المسجد الذي تقام فيه الجماعة مكروهة سواء كان البيت والقوم في المسجد أو كان البيت خارج المسجد والقوم في المسجد أو كان الإمام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقى في المسجد أو البيت في المسجد والإمام والقوم خارج المسجد هو المختار، كذا في الخلاصة۔

ترجمہ: ایسی مسجد جس میں باجماعت نماز ہوتی ہے نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے چاہے میت اور لوگ مسجد میں ہوں یا میت مسجد سے باہر اور لوگ اندر ہوں یا امام بعض لوگوں کے ساتھ مسجد سے باہر ہو اور باقی لوگ مسجد کے اندر ہوں یا صرف میت مسجد کے اندر ہو اور امام اور لوگ مسجد سے باہر ہوں یہی قول مختار ہے جیسا کہ خلاصہ میں ہے۔“ (120)

اس ضمن میں مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے:

”قول راجح تر یہ ہے کہ نماز مذکورہ مکروہ ہے اور ایسا کرنا منع ہے۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے۔“ (121)

حکمی شہداء کی اقسام میں تفرود

- حکمی شہداء کی کتنی قسمیں ہیں اور کتب سابقہ میں ان کی تعداد کیا بیان کی گئی ہے اس سلسلے میں اہل علم میں اختلاف رہا ہے چنانچہ علماء و فقہاء نے ان کی مختلف تعداد ذکر کی ہے:
- 1- امام سیوطی نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں آپ نے احادیث اور آثار کی روشنی میں حکمی شہداء کی تعداد میں ذکر کیا ہے۔
 - 2- علامہ شامی نے حکمی شہداء کی 41 اقسام بیان کی ہیں جن میں سے صرف تین کے بارے میں احادیث پیش کی ہیں اور اختصار کی وجہ سے بقیہ کے دلائل کو حذف کر دیا ہے۔
 - 3- بعض مالکی علماء نے حکمی شہداء کی تعداد 41 بیان کی ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام علماء کی بیان کردہ تعداد پر کچھ اضافہ کیا ہے اور حکمی شہداء کی تعداد احادیث اور آثار کی روشنی میں 45 بیان کی ہیں اور اس پر آپ نے 12 کتب حدیث کے حوالے بھی ذکر کئے ہیں نیز اس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ جب میں یہ لکھ رہا تھا اس وقت امام سیوطی کا رسالہ میرے پیش نظر نہ تھا۔ شرح صحیح مسلم جلد 5 پر اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے کچھ یوں لکھتے ہیں کہ:

”میں نے بعض حواشی میں پڑھا تھا کہ علامہ سیوطی نے حکمی شہداء کی تعداد میں ایک رسالہ لکھا ہے اور اس سلسلے میں احادیث اور آثار سے تیس حکمی شہداء کا بیان کیا ہے، مجھے وہ رسالہ دستیاب نہ ہو سکا، تاہم میں نے توکل علی اللہ کتب احادیث میں ایسی احادیث کو تلاش کیا جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص عمل پر شہادت کی بشارت دی ہے اور من جد وجد کے مصداق الحمد للہ مجھے ایسی صریح احادیث مل گئی جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پینتالیس مختلف عملوں پر شہادت کی بشارت دی ہے، اس سے پہلے میرے علم میں ایسی کوئی تصنیف نہیں ہے جس میں احادیث کے حوالوں سے حکمی شہداء کی تعداد کو بیان کیا گیا ہو، روایات میں علامہ سیوطی کی نظر بہت وسیع ہے لیکن انہوں نے بھی بقول علامہ شامی

احادیث کے حوالوں سے تیس شہداء کا بیان کیا ہے اور میں ان کے سامنے طفل مکتب اور بالکل تہی دامن ہوں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مجھے احادیث کے حوالوں سے پینتالیس شہداء کے بیان کرنے کی توفیق دی **ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ** (122)

وصیت کی اقسام میں تفرد

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم جلد چار کتاب الوصیہ میں سب سے پہلے وصیت کی لغوی و شرعی تعریف تاج العروس، شرح مسلم اور عمدۃ القاری کے حوالہ جات کے ساتھ نقل کی ہے، پھر علامہ شامی کے حوالہ سے وصیت کی اقسام نقل کرتے ہیں۔

علامہ شامی نے وصیت کی چار اقسام ذکر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ واجب (زندگی میں اللہ تعالیٰ کے یا بندوں کے جن حقوق کی ادائیگی نہ کر سکا، اس کی وصیت کرنا)

2۔ مستحب (دینی مدارس، مساجد، علما اور دیگر امور خیر کی وصیت کرنا)

3۔ مباح (امیر رشتے داروں اور دنیا داروں کے لئے وصیت کرنا)

4۔ مکروہ (فساق و فجار کے لئے وصیت کرنا)

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ذاتی تحقیق کی روشنی میں وصیت کی سات اقسام

ذکر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ فرض

2۔ واجب

3۔ مستحب

4۔ مباح

5۔ مکروہ تنزیہی

6۔ مکروہ تحریمی

7۔ حرام

شرح صحیح مسلم میں اس پر بحث کرتے ہوئے چوتھی جلد میں کچھ یوں لکھتے ہیں:

”مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ جن حقوق کا ادا کرنا فرض ہے ان کے لئے وصیت فرض ہوگی جیسے

زکوٰۃ، اور جن حقوق کو ادا کرنا واجب ہے ان کے لئے وصیت ہوگی جیسے روزہ کا کفارہ (کیونکہ اس کا ثبوت حدیث سے اور ظنی ہے) اسی طرح غریب، فساق و فجار کے لئے وصیت کرنا مکروہ تنزیہی اور امیر فساق و فجار کے لئے وصیت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ اگر وہ غریب ہیں تو ہو سکتا ہے کہ اس مال کو اپنی کفالت پر خرچ کریں اور اگر امیر ہیں تو ظن غالب ہے کہ وہ معصیت اور فسق و فجور پر خرچ کریں گے اور معصیت کے اداروں کے لئے وصیت کرنا حرام ہے مثلاً فلم اسٹوڈیو، آرٹس کونسل، ریس کورس وغیرہ۔ اسی طرح کفار کے لئے وصیت کرنا بھی حرام ہے۔“ (123)

چلتی ہوئی ٹرین میں فرض نماز پڑھنے کا جواز

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ سے یہ بات اخذ کی ہے کہ چلتی ہوئی ٹرین میں فرض نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وَاللَّهُ الْمَشْرِقِيُّ وَالْمَغْرِبِيُّ فَأَيْنَمَا تُولُوْا فَاِتَمَّمُوْا صَلٰتِمْ وَجْهَ اللّٰهِ ۗ (124)

”اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ سفر میں سواری پر نفل پڑھنا جائز ہیں خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو۔ اور فرض نماز سواری پر بلا عذر پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ قبلہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے اور بلا عذر فرض ساقط نہیں ہوتا۔ اور اگر عذر ہو تو پھر جائز ہے۔ اور اگر راستہ میں کیچڑ ہو اور سواری سے نیچے اتر کر نماز پڑھنے سے کیچڑ میں متلوٹ ہوں تو سواری پر فرض نماز پڑھنا جائز ہے“۔ (125)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حوالہ سے جامع ترمذی کی حدیث بھی پیش کی ہے اور فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کے حوالے بھی پیش کئے ہیں کہ کیچڑ وغیرہ اعذار کی وجہ سے سواری پر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ پھر آپ نے چلتی ہوئی ٹرین پر نماز پڑھنے کے حوالے سے لکھا ہے:

”جب کوئی تیز رفتار ایکسپریس ٹرین نماز کے پورے وقت میں کسی اسٹیشن پر نہر کے تو چلتی ٹرین میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ فرض ہے کیونکہ قرآن مجید سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر جان جانے کا خطرہ ہو تو سواری پر نماز پڑھی جاسکتی ہے اور چلتی ٹرین سے نیچے اتر کر نماز پڑھنے میں یقیناً جان کا خطرہ ہے ہمارے فقہاء نے اس سے کم تر خطرہ میں سواری پر فرض نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ اس میں نماز کا اعادہ نہیں ہے جب کیچڑ میں لتھڑنے کے اندیشہ سے اور قافلہ سے کٹ جانے کے خدشہ سے چلتی سواری پر نماز جائز ہے تو جان کے خطرہ کی وجہ سے تیز رفتار دوڑتی ہوئی ٹرین میں فرض نماز پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔“

شوال میں عمرہ کرنے والے پر استطاعت کے بغیر حج فرض ہونے کی تحقیق

آج کل لوگوں میں یہ بات معروف ہے کہ جو شخص ماہ شوال میں عمرہ کر لے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اس حوالہ سے حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اجتہادی بصیرت سے کام لیا ہے اور اس بات کو رد کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”ہمارے زمانہ میں یہ مشہور ہے جس شخص نے پہلے حج نہ کیا ہو وہ اگر ماہ شوال میں عمرہ کرے تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے خواہ اس کے پاس ایام حج تک وہاں ٹھہرنے اور کھانے پینے کی استطاعت نہ ہو اور خواہ اس کے پاس وہاں ٹھہرنے کے لئے سعودی عرب کا ویزا نہ ہو۔ اگر وہ حج کئے بغیر واپس آ گیا تو اس کے ذمہ حج فرض ہوگا۔ اس پر لازم ہے کہ وہ کسی سے قرض لے کر یا کسی بھی طرح حج کرے۔ اگر اس نے حج نہیں کیا اور مر گیا تو گناہ گار ہوگا۔۔۔ یہ فتویٰ قرآن حدیث اور فقہ کے صراحتاً خلاف ہے۔“ (127)

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ

وَاللّٰهُ عَلَى النَّاسِ حَکْمٌ الْبَیْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (128)

سے یہ اخذ کیا ہے کہ شوال میں عمرہ کرنے والے جس شخص کے پاس حج کرنے تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے اور طعام کی استطاعت نہیں ہے اس پر حج فرض نہیں ہے۔۔۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے داری کی حدیث بیان کی ہے، جس کے مطابق ظالم بادشاہ کے منع کرنے سے بھی حج فرض نہیں ہوتا۔ اب جو شخص شوال میں واپسی کا ویزا لے کر عمرہ کرنے گیا ہے ویزا کی تاریخ ختم ہو جانے کی وجہ سے اس پر بھی حج فرض نہیں ہوگا۔ پھر آپ نے فتاویٰ عالمگیری سے یہ ثابت کیا ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کرنا بھی جائز ہے، خواہ حج نہ کرے۔

قطبین میں روزے اور نماز کی تحقیق

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ کے تحت قطبین میں روزے اور نماز کی تحقیق کی ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (129)

آپ لکھتے ہیں:

”بظاہر اس آیت پر یہ اشکال ہے کہ اس آیت سے یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس مہینہ سے غائب بھی ہو سکتا ہے، ہو سکتا ہے کہ پہلے یہ بات عجیب معلوم ہو لیکن اب جب کہ یہ محقق ہو گیا کہ قطبین میں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے تو وہاں کے رہنے والے رمضان کے مہینہ میں حاضر نہیں ہوتے اس لئے قطبین کے رہنے والوں پر رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں؛ البتہ جب باقی دنیا میں رمضان کا مہینہ ہو ان دنوں میں کسی قریبی اسلامی ملک کے حساب سے ایک نظام الاوقات مقرر کر لیں اور اتنا وقت روزہ سے گزاریں تو بہتر ہے اور اب جب کہ تمام دنیا کا ٹائم بتانے والی گھڑیاں ایجاد ہو چکی ہیں یہ ایسا مشکل بھی نہیں ہے وہاں کے رہنے والے اگر گھڑیوں کے حساب سے نمازیں پڑھیں تو یہ بھی بہت بہتر ہے ہر چند کہ سورج کے طلوع اور غروب کے لحاظ سے ان پر ایک سال میں صرف ایک دن کی نمازیں فرض ہوں گی۔“ (130)

سعودی عرب کے حساب سے روزے رکھتا ہو پاکستان آیا

تو عید کس حساب سے کرے گا؟

اس اجتہادی مسئلہ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”پاکستان میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ سعودی عرب سے ایک یا دو روز پہلے روزے رکھتے ہوئے آتے ہیں اور ان کے تیس روزے پورے ہو جاتے ہیں اور یہاں ہنوز رمضان ہوتا ہے تو چونکہ مذہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے اس لئے اس کو روزے رکھنے چاہئیں نیز قرآن مجید میں ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ (131)

ترجمہ: تم میں سے جو اس مہینے میں موجود ہو تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔

اور اس شخص نے اس صورت میں رمضان کا مہینہ پایا ہے اس لئے وہ سب کے ساتھ روزے رکھے نیز امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الصوم یوم تصومون والفقیر یوم تفترون۔“

ترجمہ: جس دن لوگ روزہ رکھیں اس دن روزہ اور جس دن لوگ عید کریں اس دن عید ہے۔“ (132)

اس حدیث کا بھی یہ تقاضا ہے کہ جو شخص پاکستان میں آ گیا وہ یہاں کے لوگوں کے ساتھ روزے رکھے اور یہاں کے لوگوں کو ساتھ عید کرے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر اس کے تیس روزے پورے ہو چکے ہیں تو اس پر اب روزے لازم نہیں، کیونکہ حدیث کے اعتبار سے مہینہ اتیس یا تیس دنوں کا ہوتا ہے اور وہ ایک مہینہ کے روزے رکھ چکا ہے، لیکن پہلی رائے کے دلائل زیادہ قوی ہیں۔“ (133)

پاکستان سے روزے رکھتا ہو اسعودی عرب گیا تو عید کس حساب سے کرے گا؟
اس اجتہادی مسئلہ کے متعلق آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے پاکستان میں چاند دیکھ کر روزے رکھنے شروع کئے اور اثناء رمضان میں سعودی عرب چلا گیا جہاں لوگوں نے ایک یا دو روز پہلے روزے رکھنے شروع کئے تھے اور ابھی اس کے اٹھائیس یا اسیس روزے ہوئے تھے کہ انہوں نے عید کر لی اس صورت کے بارے میں علامہ نووی لکھتے ہیں:

”ایک شخص نے ایک ایسے شہر سے سفر کیا جنہوں نے رمضان کا چاند نہیں دیکھا اور اس شہر میں پہنچا جس میں (اس کے حساب سے) ایک دن پہلے چاند دیکھ لیا گیا تھا اور ابھی اس نے اسیس روزے رکھے تھے کہ انہوں نے عید کر لی۔ اب اگر ہم عام حکم رکھیں یا یہ کہیں کہ اس کے لئے اس شہر کا حکم ہے تو وہ عید کر لے اور ایک دن کے روزے کی قضاء کرے اور اگر ہم حکم عام نہ رکھیں اور یہ کہیں کہ اس کے لئے پہلے شہر کا حکم ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس دن روزہ رکھے۔“

چونکہ مذاہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے اس لئے پاکستان سے سعودی عرب پہنچنے کے بعد اس شخص پر سعودی عرب کے مطالع کے احکام لازم ہوں گے وہ اس کے حساب سے روزے رکھے گا اور ان کے حساب سے عید کرے گا لیکن اس کے روزے تیس سے کم ہیں تو وہ کم دنوں کی احتیاطاً قضاء کر لے۔ (134)

سعودی عرب سے عید کے دن سوار ہو کر پاکستان آیا اور یہاں رمضان ہے اس اجتہادی مسئلہ کے متعلق آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص مثلاً سعودی عرب سے عید کے دن جہاز پر سوار ہو کر پاکستان پہنچا اور یہاں ہنوز رمضان ہے۔ ایسی صورت کے بارے میں علامہ نووی لکھتے ہیں: اگر ایک شخص نے ایک شہر میں چاند دیکھا تو صبح عید کی اور وہ کشتی کے ذریعہ کسی دور دراز شہر میں پہنچا جہاں لوگوں کا روزہ تھا۔ شیخ ابو محمد نے کہا: اس پر لازم ہے کہ وہ بقیہ دن کھانے پینے سے اجتناب کرے۔ یہ اس صورت میں ہے جب ہم یہ کہیں کہ اس پر اس شہر کا حکم لازم ہے اور اگر ہم حکم عام رکھیں یا اختلاف مطالعہ کا اعتبار نہ کریں تو اس پر افطار کرنا لازم ہے۔ چونکہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے اس لئے جو شخص سفر کر کے دور دراز علاقہ میں پہنچے گا اس پر وہاں کے جغرافیائی حالات کے اعتبار سے شرعی احکام لازم ہوں گے۔“ (135)

اراضی پاکستان کے عشری ہونے کا بیان

یہ بھی ایک اجتہادی مسئلہ ہے کہ پاکستان کی زمینیں عشری ہیں یا خراجی۔ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں درج ذیل اجتہادی رائے پیش کی ہے:

”جو زمینیں پاکستان کے زمینداروں کی ملکیت میں ہیں ان پر قطعیت کے ساتھ عشری یا خراجی ہونے کا حکم لگانا بہت مشکل ہے، کیونکہ جب سلاطین اسلام نے ابتداء ہندوستان کے اس حصہ کو فتح کیا تھا تو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان سلاطین نے کون سی صورت اختیار کی تھی، بعض صورتیں عشری زمین کی ہیں اور بعض خراجی زمین کی، اور جو زمینیں مسلمانوں کے زیر تصرف ہوں اور ان کے متعلق عشری یا خراجی ہونا یقینی اور متحقق نہ ہو ان کو عشری زمین پر محمول کیا جائے گا۔“ (136)

اس کے بعد آپ نے المبسوط للسرخسی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جس شہر کے رہنے والے بخوشی مسلمان ہوئے تو اس کی زمین عشری ہے۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے آپ بطور نتیجہ لکھتے ہیں:

”جب پاکستان بنا اور مسلمان مسلمانوں پر حاکم ہوئے تو یہاں کے کاشتکاروں سے زمین میں زراعت کرنے کے وظیفہ کی ابتداء بھی عشر سے کی جائے گی نہ کہ خراج سے۔ کیونکہ عشر اصالة مسلمانوں کا فریضہ ہے اور خراج اصالة کافروں کا۔“ (137)

انگریزی دواؤں اور پرفیوم کا شرعی حکم

عام طور پر ذہنوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ انگریزی دواؤں اور پرفیوم میں چونکہ الکوہل شامل ہوتی ہے تو کیا ان کا استعمال جائز ہے یا ناجائز۔ اس سلسلہ میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”مصنف کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آج کل کی غیر خمر مروجہ شراہیں پیتا ہے تو یہ آئمہ ثلاثہ اور امام محمد کے قول کے مطابق حرام ہے، خواہ قلیل مقدار میں پئے یا کثیر مقدار میں اور احادیث صحیحہ کا بھی یہی تقاضا ہے، لیکن اگر اسپرٹ یا الکوہل کی نہایت قلیل مقدار مانع دواؤں میں شامل ہو یا پرفیوم میں شامل ہو تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے فتویٰ کے مطابق ان کو جواز پر محمول کرنا چاہیے، کیونکہ ان دواؤں کے استعمال سے یہ قول صادق نہیں آئے گا کہ وہ شخص نشہ آور مشروب کی قلیل مقدار کو پی رہا ہے، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ وہ شخص ایک چمچہ دوا پی رہا ہے جس میں ایک یا دو قطرے الکوہل کے شامل ہیں اور جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ خمر بعینہ حرام ہے اور ہر مشروب میں سے نشہ آور مقدار حرام ہے اور جس طرح احادیث سے ثابت ہے کہ تیز اور تلخ مشروب میں پانی ملا دیا جائے تو وہ حلال ہے، سو اگر الکوہل بالفرض تیز اور تلخ بھی ہو تو دوسری دوائیں اور کیمیکلز ملنے کے بعد اس کی تیزی اور تلخی جاتی رہتی ہے اور جس طرح علامہ عینی نے کہا ہے، کہ خمر کے حرام ہونے کی علت اس کا نماز اور اللہ کے ذکر سے روکنا ہے اور مسلمانوں میں بغض اور عداوت کا پیدا کرنا ہے اور دوا کی ایک خوراک جو ایک یا دو چمچے ہوتی ہے اور اس میں جو نہایت قلیل مقدار میں الکوہل ہوتی ہے، وہ الکوہل نہ تو خمر ہے نہ نماز اور نہ اللہ کے ذکر سے روکتی ہے اور نہ بغض اور عداوت پیدا کرتی ہے۔ سو ان دلائل کے اعتبار سے دواؤں میں جو نہایت قلیل مقدار میں الکوہل ہوتی ہے، وہ حرام نہیں ہے اور یہ مانع دوائیں حلال ہیں اور کسی بیماری کے علاج کے لئے یا طاقت حاصل کرنے کے لئے ان دواؤں کا پینا جائز اور حلال ہے۔ اسی طرح پرفیوم میں جو اسپرٹ اور الکوہل شامل ہوتی ہے، وہ بھی ان دلائل کے اعتبار سے جائز اور پاک ہے۔“ (138)

نااہل کو منصب دینے کی تحقیق

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ کے تحت اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی ہے کہ جو لوگ کسی منصب (اسامی) کے نااہل ہوں ان کو اس کی ذمہ داری نہ سونپی جائے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا (139)

”حجر یعنی قوی تصرفات سے روکنا اس کا تعلق ولی سے بھی ہے اور قاضی سے بھی اور حجر کا سبب کم عقلی ہے اور نااہلی بھی اس کے قریب ہے۔ اس لئے جو شخص کسی عہدہ کا اہل نہ ہو اور وہ اس عہدہ پر کام کرے تو قاضی، سلطان یا حکومت وقت پر لازم ہے کہ مسلمانوں کو اس کے ضرر سے بچانے کے لئے اسے اس عہدہ پر کام کرنے سے روک دے مثلاً ان پڑھ، عطائی حکیم اور بے سند ڈاکٹر۔ ان کو لوگوں کی جانوں سے کھیلنے کے لئے علاج معالجہ سے روکنا لازم ہے۔ بعض جگہ کمپاؤڈر حضرات محلہ میں ایک چھوٹی سی کلینک کھول کر طب کی مشق کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض مساجد میں پانچ وقتی امام جو نماز کے مسائل سے بھی بمشکل واقف ہوتے ہیں وہ لوگوں کو نکاح، طلاق، حلال اور حرام کے مسائل غلط سلط بتاتے رہتے ہیں۔ اس لئے علاج کے معاملہ میں مستند اور تجربہ کار ڈاکٹر سے اور دینی مسائل میں کسی دینی دارالعلوم کے مفتی سے رجوع کرنا چاہیے۔ اسی طرح باقی معاملات میں بھی ہر فن کے ماہر سے رجوع کرنا چاہیے اور کسی اناڑی اور نا تجربہ کار کے ہاتھ میں اپنا کوئی معاملہ نہیں دینا چاہیے۔“

ہمارے زمانہ میں حجر کو صحیح طریقہ سے جاری کرنے کی حکومت سے کوئی امید نہیں ہے کیونکہ تمام سرکاری اداروں میں حکومت نے سیاسی وابستگی، رشوت اور سفارش کی بنیاد پر ہر شعبہ میں بکثرت نااہل افراد بھرتی کر دیئے ہیں۔ اب کسی منصب کے لئے اہلیت اور قابلیت معیار نہیں ہے بلکہ سرکاری افسروں کے ساتھ تعلقات یا پھر زیادہ سے زیادہ روپیوں

کی پیش کش معیار ہے اس لئے ہر ادارہ میں اکثریت ان ملازموں کی ہوتی ہے جو ان ملازمتوں کے نااہل ہوتے ہیں۔ قرآن مجید نے جس طرح حکم دیا ہے کہ کم عقل لوگوں کو ان کا مال نہ دو کیونکہ وہ اس مال کو ضائع کر دیں گے۔ اس سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ جو شخص کسی منصب کا اہل نہ ہو اس کو اس منصب کی ذمہ داری نہ سونپی جائے لیکن ہمارے ملک اور ہمارے معاشرے میں اس کے صریح خلاف ہو رہا ہے۔ کئی انگوٹھا چھاپ پیسے کے زور پر اسمبلی کے ممبر بن جاتے ہیں اور وزارت کے اہل ہو جاتے ہیں۔“ (140)

غیر معروف اور غیر قانونی طریقوں سے مخالفین کا مال کھانا

درج ذیل آیت کریمہ کے تحت حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر مفصل کلام کیا ہے کہ غیر معروف اور غیر قانونی طریقوں سے غیر مسلموں کا مال کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنَهُ بِقِنطَارٍ يُؤَدُّهُ إِلَىٰكَ وَ مِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنَهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدُّهُ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاءً مَا ذَلِكُ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔

”بعض یورپی ممالک میں بعض علماء اسلام یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ یورپ امریکہ اور افریقہ کے کافر ممالک میں سود کالین دین جائز ہے اور غیر معروف طریقہ سے کافروں کا مال کھانا جائز ہے مثلاً ایک شخص شہر میں خود کو بے روزگار ظاہر کر کے حکومت سے بے روزگاری کا وظیفہ لے اور دوسرے شہر میں کوئی ملازمت کرے اور حکومت کو فریب دے کر وظیفہ لیتا رہے تو یہ جائز ہے یا خاوند اور بیوی جھوٹ بول کر طلاق ظاہر کریں اور دونوں الگ الگ رہائش حکومت سے حاصل کر لیں اور ایک رہائش کو خفیہ طور پر کرایہ پر اٹھادیں یا ایک شخص کسی ادارہ سے تنخواہ زیادہ وصول کرے اور کاغذات میں تنخواہ کم دکھائے تاکہ حکومت سے کم آمدنی کی مراعات حاصل کرے تو یہ تمام امور شرعاً جائز ہیں کیونکہ کافر کا مال کھانا جائز ہے۔

یہ طریقہ بالکل یہودیوں کا طریقہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا مال کھانے میں کوئی حرج نہیں، اسلام ایک عالم گیر دین ہے، اسلام نے ایمانداری اور راستبازی کی تعلیم دی ہے، ایسی دیانت اور امانت کی تعلیم دی جس سے متاثر ہو کر دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں، نہ یہ کہ اسلام میں دوسرے مذاہب کے لوگوں سے دھوکے اور فریب سے رقم بٹورنے کا جواز بیان کیا جائے جس سے دوسری اقوام متنفر ہوں۔“

مزید لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا منشا یہ ہے کہ اخلاق اور کردار کے اعتبار سے دنیا میں مسلمان ایک آئیڈیل قوم کے لحاظ سے پہچانے جائیں غیر اقوام مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کو دیکھ کر متاثر ہوں۔ مسلمانوں کی امانت اور دیانت کی ایک عالم میں دھوم ہو۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ کفار قریش ہزار اختلاف کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی راستبازی، پارسائی، امانت اور دیانت کے معترف اور مداح تھے۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں تلوار اور جہاد سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باکمال سیرت کا حصہ ہے۔ مسلمانوں کی کافر سے لڑائی تیر و تفنگ کی نہیں اصول اور اخلاق کی لڑائی ہے۔ ان کا نصب العین زر اور زمین کا حصول نہیں بلکہ دنیا میں اپنے اصول اور اقدار پھیلانا ہے۔ اب اگر اس نے اپنے مکارم اخلاق ہی کو کھودیا اور خود ہی ان اصولوں اور تعلیمات کو قربان کر دیا جس کو پھیلانے کے لئے وہ کھڑا ہوا ہے تو پھر اس میں اور دوسری اقوام میں کیا فرق رہے گا اور کس چیز کی وجہ سے اس کو دوسروں پر فتح حاصل ہوگی اور کس قوت سے وہ دلوں اور روحوں کو مسخر کر سکے گا؟“ (142)

خلق خدا کے ساتھ معاملہ میں امانت داری کا دائرہ کار

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ کے تحت بہت منفرد انداز میں کلام کیا

ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔ (143)

”تمام مخلوق کی امانت کو ادا کرنا، اس میں یہ امور داخل ہیں: اگر کسی شخص نے کوئی امانت رکھوائی ہے تو اس کو واپس کرنا، ناپ تول میں کمی نہ کرنا، لوگوں کے عیوب بیان نہ کرنا، حکام کا عوام کے ساتھ عدل کرنا، علماء کا عوام کے ساتھ عدل کرنا، بایں طور کہ ان کی صحیح رہنمائی کرنا، تعصب کے بغیر اعتقادی مسائل کو بیان کرنا، اس میں یہود کے لئے بھی یہ ہدایت ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے جو دلائل توراہ میں موجود ہیں ان کو نہ چھپائیں، اور بیوی کے لئے ہدایت ہے کہ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی عزت اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور جس شخص کا گھر میں آنا اسے ناپسند ہو اسے نہ آنے دے، تاجر ذخیرہ اندوزی نہ کریں۔ بلیک مارکیٹ نہ کریں، نقلی دوائیں بنا کر لوگوں کی جان سے نہ کھیلیں، کھانے پینے کی اشیا میں ملاوٹ نہ کریں، ٹیکس نہ بچائیں، اسمگلنگ کر کے کسٹم ڈیوٹی نہ بچائیں۔ سودی کاروبار نہ کریں۔ ہیروئن، چرس اور دیگر نشہ آور اور مضر صحت اشیا کو فروخت نہ کریں، بیوروکریٹس رشوت نہ لیں، سرکاری افسران اپنے محکمہ سے ناجائز مراعات حاصل نہ کریں، ڈیوٹی پر پورا وقت دیں، دفتری اوقات میں غیر سرکاری کام نہ کریں۔ آج کل شناختی کارڈ، پاسپورٹ مختلف اقسام کے لائسنس اور ٹھیکہ داروں کے بل غرض کوئی کام بھی رشوت کے بغیر نہیں ہوتا جب ان کاموں کا کرنا ان کی سرکاری ڈیوٹی ہے تو بغیر رشوت کے یہ کام نہ کرنا سرکاری امانت میں خیانت ہے، اسی طرح ایک پارٹی کے ممبر کو عوام اس پارٹی کی بنیاد پر ووٹ دیتے ہیں ممبر بننے کے بعد وہ رشوت لے کر لوٹا کر ایسی کی بنیاد پر پارٹی بدل لیتا ہے تو وہ بھی عوام کے انتخاب اور ان کی امانت میں خیانت کرتا ہے، حکومت کے ارکان اور وزراء

جو قومی خزانے اور عوام کے ٹیکسوں سے بلاوجہ غیر ملکی دوروں پر غیر ضروری افراد کو اپنے ساتھ لے جا کر اللے تلے اور عیاشیاں کرتے ہیں وہ بھی عوام کی امانت میں خیانت کرتے ہیں، اسکول اور کالجز میں اساتذہ اور پروفیسر حضرات پڑھانے کی بجائے گپ شپ کر کے وقت گزار دیتے ہیں۔ یہ بھی امانت میں خیانت ہے، اسی طرح تمام سرکاری اداروں میں کام کرنا اور بے جا مراعات حاصل کرنا اور اپنے دوستوں اور رشتے داروں کو نوازنا، کسی اسامی پر رشوت یا سفارش کی وجہ سے نااہل کا تقرر کرنا یہ بھی امانت میں خیانت ہے، کسی دنیاوی منفعت کی وجہ سے نااہل کو ووٹ دینا یہ بھی خیانت ہے۔ اگر ہم گہری نظر سے جائزہ لیں تو ہمارے پورے معاشرہ میں خیانت کا ایک جال بچھا ہوا ہے اور ہر شخص اس نیٹ ورک میں جکڑا ہوا ہے۔“ (144)

خاندانی منصوبہ بندی کی ترغیب اور تشہیر کا شرعی حکم

خاندانی منصوبہ بندی کی جس انداز میں تشہیر کی جا رہی ہے اس کے عدم جواز پر اس آیت کریمہ کے تحت یہ بات اخذ کی ہے کہ رزق کی تنگی کے ڈر سے مروجہ دور کی خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے نئے انسانوں کی پیدائش کو روکنے کا عمل ایک غیر اسلامی حرکت ہے۔ اگرچہ بعض صورتوں میں ضبط تولید کی گنجائش موجود ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ نئے انسانوں کی پیدائش کو روکنے کی بین الاقوامی مہم شروع کر دی جائے۔

وَ كَذَلِكَ زَيْنٌ لِّكَثِيرٍ مِّنَ الْمُسْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ (145)

اس عنوان پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جہاں تک دور جدید کے مادہ پرستانہ نظریہ خاندانی منصوبہ بندی کا تعلق ہے تو یہ خالص الحاد پر مبنی ہے اور اسلام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس نظریہ کا مرکزی نقطہ اور محور یہ ہے کہ انسانی آبادی کے پھیلاؤ کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت محدود کر دیا جائے تاکہ وسائل معاش اور اسباب معیشت کی تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے یہ خالص خود غرضی پر مبنی فلسفہ ہے۔ جس کی اساس یہ ہے کہ ہم اپنی آسائش کے لئے دوسرے انسانوں کا وجود برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تاریخ انسانیت کا مطالعہ اور دور حاضر کے انسانوں کا مشاہدہ اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ ہر دور میں نسل انسانی کی افزائش کے باوجود بحیثیت مجموعی انسان نے اپنے گزشتہ ادوار کے مقابلہ میں زیادہ سہل اور پہلے آسائش زندگی بسر کی ہے اور وہ وسائل رزق کے اعتبار سے بھی خوشحال رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قانون قدرت ہے اور وسائل و اسباب سے برتر اور بالاتر رزق مخلوق کی حقیقی منصوبہ بندی قادر مطلق نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہوئی ہے۔ البتہ! یہ ضرور ہے کہ جب اور جہاں ظاہری طور پر جغرافیائی، موسمی یا سائنسی اور علمی و فنی وجوہ کی بنا پر وسائل رزق انسانوں کے کسی گروہ یا کسی ملک یا قوم کے پاس ان کی ضرورت سے زیادہ مجتمع ہوئے تو بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ انہوں نے

اس سے مخلوق خدا کو فیض یاب کرنے کی بجائے لاکھوں ٹن غلہ سمندر میں بہا دینا یا اسے ضائع کر دینا (Damping) زیادہ مناسب سمجھا، درحقیقت یہی وہ اقوام ہیں جو فلاح انسان اور انسان دوستی کے پرکشش نام پر زر کثیر صرف کر کے خاندانی منصوبہ بندی کی مہم کو پس ماندہ اقوام اور تیسری دنیا کے ممالک میں پھیلا رہی ہیں، حالانکہ آج بھی ایک سادہ لوح دیہاتی سے پوچھا جائے تو وہ یہی کہتا ہے کہ انسان کھانے کے لئے ایک منہ اور کمانے کے لئے دو ہاتھ لے کر پیدا ہوا ہے۔ گویا قدرت الہی اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اگر تم محنت اور مشقت کرو گے تو روزی کے دروازے کبھی تم پر تنگ نہیں ہوں گے۔“ (146)

قمری حساب سے تاریخ کا تعین

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ سے یہ رائے اخذ کی ہے کہ تاریخ کا تعین قمری حساب سے کرنا چاہیے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرًا مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْأَجْسَابِ (147)

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”سورج اور چاند کی روشنیوں میں مخلوق کے بہت فائدے ہیں، سورج کی روشنی سے دن میں کاروبار ہوتا ہے اور اس کی حرکت سے مختلف موسم وجود میں آتے ہیں جس سے اس دنیا کی مصلحتیں حاصل ہوتی ہیں اور چاند کی حرکت سے مہینوں اور سالوں کی گنتی اور حساب کا حصول ہوتا ہے، قرآن مجید کی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقویم اور تاریخ کا تعین قمری حساب سے کرنا چاہیے نہ کہ شمسی حساب سے۔“ (148)

قرآن و حدیث کے مقابلہ میں اپنے دینی پیشواؤں کو ترجیح دینے کی مذمت

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ سے یہ بات اخذ کی ہے کہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں اپنے دینی پیشواؤں کو ترجیح دینا قابل مذمت ہے۔

اِتَّخَذُوا اٰحْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (149)

اس ضمن میں آپ لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مقابلہ میں اپنے کسی دینی پیشوا کے قول کو ترجیح دینا اور اس پر اصرار کرنا اس دینی پیشوا کو خدا بنا لینا ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح حدیث کے مقابلہ میں اپنے کسی دینی پیشوا کے قول کو ترجیح دینا اس کو رسول کا درجہ دینا ہے، اسی گمراہی کا قلع قمع کرنے کے لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میرے قول کے خلاف کوئی حدیث صحیح مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے اور امام شافعی نے فرمایا اگر میرا قول کسی حدیث کے خلاف ہو تو میرے قول کو دیوار پر مار دو اور حدیث پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے متقدمین فقہاء پر رحمتیں نازل فرمائے، انہوں نے کتنے ہی مسائل میں ائمہ کے اقوال کے خلاف احادیث پر عمل کیا ہے اور اس گمراہی کی جڑ کاٹ دی ہے، لیکن اس زمانہ میں ہم نے دیکھا کہ اگر کسی پیشوا نے دینی پیشوا کے کسی قول کے خلاف قرآن اور حدیث کتنا ہی کیوں نہ پیش کیا جائے وہ اپنے دینی پیشوا کے قول کے ساتھ چمٹا رہے گا اور کہتا ہے کیا یہ قرآن کی آیت اور یہ حدیث ان کو معلوم نہیں تھی اور وہ قرآن اور حدیث کو تم سے بہت زیادہ جاننے والے تھے۔“ (150)

انسان کے اعضاء پر جنات کے تصرف کی نفی

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کریمہ کے تحت اس بحث کو رقم کیا ہے کہ انسان کے اعضاء پر جنات تصرف نہیں کر سکتے۔

وَمَا كَانَ لِيَٰ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاَسْتَجِبْتُمْ لِيْ۔ (151)

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”عوام الناس میں جو یہ مشہور ہے کہ جن انسان کے اعضاء پر قابض ہو کر تصرف کرتے ہیں، انسان کی زبان سے جن بولتا ہے اور اس کے ہاتھ پیروں سے جن تصرف کرتا ہے یہ صحیح نہیں ہے، اور اس پر قوی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ امر جائز ہوتا تو ایک آدمی کسی کو قتل کر دیتا اور بعد میں یہ کہتا اس کو میں نے قتل نہیں کیا جن نے قتل کیا ہے تو قانوناً اور شرعاً اس سے قصاص لینا جائز نہ ہوتا، حالانکہ قانون میں اس کی گنجائش نہیں ہے، پس واضح ہو گیا کہ انسان کے اعضاء پر جنات کے تصرف کرنے کا قول صحیح نہیں ہے۔“ (152)

غائبانہ نماز جنازہ کی تحقیق

غائبانہ نماز جنازہ بھی مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے کہ اس کا پڑھنا جائز ہے، جبکہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ اس کی تحقیق میں بھی علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ جانین کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”علامہ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں کہ ہماری دلیل یہ ہے کہ جس دن نجاشی فوت ہوئے اسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ مسلمانوں کو پڑھائی، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے لئے زمین لپیٹ دی گئی ہو اور آپ کو جنازہ دکھا دیا گیا ہو تو ہم کہیں گے کہ یہ منقول نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا تو آپ اس کی خبر دیتے۔“

اس کے بعد آپ عقلی و منطقی انداز میں لکھتے ہیں کہ:

”میں کہتا ہوں کہ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنے میں بے حد حریص تھے اور مدینہ کے قریب و بعید شہروں میں مسلمان طبعی موت سے اور شہادت سے فوت ہوتے رہتے تھے لیکن نجاشی کے علاوہ اور کسی کے متعلق صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی ہو حتیٰ کہ بیر معونہ میں جب سترقاریوں کو شہید کیا گیا تو آپ کو بہت رنج ہوا اور آپ ایک ماہ تک ان کے قاتلوں کے خلاف دعائے ضرر فرماتے رہے لیکن آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اگر آپ کے نزدیک غائب کی نماز جنازہ بالعموم جائز ہوتی تو آپ ان کی نماز جنازہ ضرور پڑھتے۔“ (153)

جن روایات میں نجاشی کے علاوہ مزید تین صحابہ کا ذکر ملتا ہے ان روایات کی اسناد کے ضعف کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ بحوالہ بیان کیا ہے۔

نماز باجماعت مسنون ہے یا واجب

نماز باجماعت مسنون ہے یا واجب؟ اس کی تحقیق میں حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مذاہب اربعہ کی روشنی میں کی ہے، چنانچہ فقہ حنبلی کی عبارات اور استدلال کردہ روایات کے ساتھ ساتھ، فقہ مالکی و شافعی کی عبارات بھی تفصیل سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، اس کے بعد احناف کے دلائل سات معروف کتب سے پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”میں کہتا ہوں کہ علامہ شامی کا یہ اعتراض ساقط ہے کہ خود علامہ سراج الدین نے یہ لکھا ہے کہ علمائے خراسان کا قول یہ ہے کہ جو عادتہ جماعت کو ترک کرے وہ گناہگار ہوگا اور میرے نزدیک علامہ حلی کی تقریر میں بہت زبردست تحقیق ہے ان کی تحقیق احادیث پر مبنی ہے اور انہوں نے بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق دی ہے کہ جن احادیث میں ترک جماعت پر وعید ہے ان کا تقاضہ یہ ہے کہ کبھی کبھی جماعت سے نماز پرہنا واجب ہے (اور عام حالات میں جب کوئی عذر نہ ہو تو سنت مؤکدہ ہے) اور جن احادیث میں نماز پڑھنے کو افضل فرمایا ہے وہ دوام پر محمول ہیں۔“ (154)

اسٹاک ایکسچینج (حصص کا کاروبار)

دور حاضر کے اہم مسائل میں سے ایک جدید معاشی مسئلہ اسٹاک ایکسچینج میں حصص کی خرید و فروخت بھی ہے۔ حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے نعمۃ الباری میں اس مسئلہ کو قدر تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس کو دو اقسام میں منقسم کیا ہے۔

پہلی قسم کاروبار عامہ ہے جو کہ قانونی کاروبار ہوتا ہے اور دوسرا مستقبل کے اعتبار سے حصص کی خرید و فروخت ہے جو کہ غیر قانونی کاروبار ہے، آپ کے نزدیک پہلی قسم یعنی کاروبار عامہ جائز کیونکہ اس کا باقاعدہ حساب و کتاب ہوتا ہے اور کمپیوٹر میں اندراج مادی قبضہ کے حکم میں ہے۔ اس پر بیع قبل القبض کا اعتراض درست نہیں ہے، اس پر تفصیلاً دلائل نعمۃ الباری میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

دوسری قسم مستقبل کے اعتبار سے حصص کی خرید و فروخت ہے، ان پر نہ مادی قبضہ ہوتا ہے اور نہ ہی حکماً قبضہ ہوتا ہے، یہ بیع قبل القبض کے حکم میں داخل ہے۔ ان دونوں اقسام کی مفصل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

”خلاصہ یہ ہے کہ جو ادارے بلا واسطہ سودی کار بار کرتے ہیں جیسے بینک، ان کے شیئرز خریدنا تو حرام یا مکروہ تحریمی ہے اور جو کمپنیاں بینک سے قرض لے کر کوئی کاروبار کرتی ہیں، ان کے شیئرز خریدنا جائز اور مکروہ تنزیہی ہے۔“ (155)

موسم کی پیش گوئی کی تحقیق

محکمہ موسمیات کی موسم کے بارے میں پیش گوئی کہانت کے حکم میں داخل ہے یا نہیں اس مسئلہ کی تحقیق میں علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”میں کہتا ہوں جو سائنسدان آلات کے ذریعہ موسم کی خبر دیتے ہیں اور اس پورے ایک ہفتہ کا موسم بیان کر دیتے ہیں کہ فلاں دن اتنا درجہ حرارت ہوگا اور فلاں دن اتنا درجہ حرارت ہوگا اور فلاں دن بارش ہوگی اور فلاں دن بارش نہیں ہوگی، یا آلات کے ذریعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ فلاں سال فلاں مہینہ اور فلاں دن سورج گرہن ہوگا یا چاند گرہن ہوگا اور وقت بھی معین کر دیتے ہیں اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہے، سو یہ بھی کہانت کے حکم میں نہیں ہے بلکہ عرف کے حکم میں ہے، کیونکہ یہ سائنسدان غیب کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ سورج اور زمین کی حرکت اور ان کے درمیان زمین کے حائل ہونے یا نہ ہونے کی وجہ سے اور دیگر علامات کی وجہ سے یہ پیش گوئی کرتے ہیں اور یہ غیب کا دعویٰ نہیں کرتے اور ان کی دی ہوئی خبر قطعی اور یقینی نہیں ہوتی بلکہ ظنی ہوتی ہے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ جیسا کہ ایلو پیٹھک دواؤں کے اوپر ایکسپیری ڈیٹ درج ہوتی ہے کہ یہ دوا فلاں تاریخ تک قابل استعمال ہے، اس کے بعد یہ دوا قابل استعمال نہیں ہے، تو میڈیکل سائنسٹ اپنے تجربات سے یہ پیش گوئی کرتے ہیں اور ان کی یہ پیش گوئی تقریباً سو فیصد ثابت ہوتی ہے اس لئے موسمی علامات اور سورج گرہن وغیرہ اور دواؤں کے متعلق ان کی خبروں پر عمل کرنا بھی کاہن

کی خبروں پر عمل کرنے کے حکم میں نہیں ہے۔“ (156)

ہنڈی کا طریقہ کار اور شرعی حیثیت

دور حاضر کا ایک اور اہم مسئلہ جسے (Bill of Exchange) کہتے ہیں، حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے نعمۃ الباری میں ایک حدیث کے تحت اس پر مفصل کلام کیا ہے اور اس کی شرعی حیثیت اور اس کے طریقہ کار پر اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

”ہنڈی کا طریقہ شرعی اصطلاح میں حوالہ کی تعریف میں آتا ہے، لیکن طریقہ مروجہ کو شریعت کے مطابق کرنے کے لئے اس میں کچھ تغیر کرنا ہوگا۔ زید جب عمرو سے تین ماہ بعد ادائیگی کے وعدہ پر مال خریدتا ہے اور اس کو ایک دستاویز فراہم کرتا ہے جس کو دکھا کر عمرو وقت سے پہلے بھی بینک سے رقم لے سکتا ہے، اس صورت میں زید محیل، بینک محتمل اور عمرو محتمل علیہ قرار پایا۔ اس کے جواز کی اصل یہ حدیث ہے ”من اخیل علی ملشی فلیتبع“ (طبرانی) ”جو شخص کسی مالدار پر اپنا قرض حوالہ کر دے، اس کو مان لینا چاہئے“ اب یہاں اس طرح اصلاح ہونی چاہئے کہ زید اس دستاویز پر کسی معین بینک کے نام پر ہدایت کر دے کہ میں اپنا قرض تمہارے حوالے کرتا ہوں اور میری جگہ پر یہ قرض تم عمرو کو ادا کرو گے اور جب بینک نے اس دستاویز کو منظور کر لیا تو حوالہ مکمل ہو گیا۔“

اپنے موقف کی تائید میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عبارات فقہائے کرام کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کو بھی بیان کیا ہے۔ بحث کے اختتام پر لکھتے ہیں کہ:

”یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کی بیع ادھار کے ساتھ کرنے سے منع فرمایا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو سے ایک ہزار روپیہ قرض لیا۔ اب زید عمرو سے کہتا ہے کہ میں اس ایک ہزار کے عوض جو مجھ پر قرض ہے، تم کو ایک تھان کپڑے کا ایک ماہ بعد ادا کروں گا تو یہ ادھار کی بیع ادھار کے عوض ہے اور بیع الکالی بالکالی ہے، لیکن ہنڈی اس تعریف کی زد میں ہرگز نہیں آتا۔“ (157)

پراویڈنٹ فنڈ کی شرعی حیثیت

پراویڈنٹ فنڈ کے بارے میں بھی اہل علم میں اختلاف ہے، چنانچہ اس ضمن میں بھی اہل علم کی مختلف آراء ہیں، جن کا ذکر تفصیل سے کیا جائے گا۔

پراویڈنٹ فنڈ کا تعارف

پراویڈنٹ فنڈ وہ رقم ہے جسے حکومت سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں سے ایک خاص تناسب سے زبردستی اپنے پاس رکھ لیتی ہے یہی رقم جمع ہوتی رہتی ہے اور جب ملازم مدت ملازمت پوری کر لیتا ہے تو ریٹائرمنٹ پر اسے اس کی تنخواہ میں سے ہر ماہ کٹی گئی رقم اور اس کے برابر اور رقم جمع کر کے یعنی تقریباً دگنی رقم اسے دی جاتی ہے اور اگر مدت ملازمت مکمل ہونے سے پہلے ملازم کا دوران ملازمت انتقال ہو جائے تو اس کے مقرر کردہ وارث کو حکومت دے دیتی ہے اس رقم کے بارے میں چند سوالات اٹھائے جاتے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

پراویڈنٹ فنڈ سود ہے یا نہیں؟

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہے یا نہیں؟

پراویڈنٹ فنڈ پر کتنے سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

پراویڈنٹ فنڈ کی وصولی کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی یا پہلے؟

جن میں سے ایک یہ ہے کہ انتقال کے بعد یہ رقم وراثت میں تقسیم ہوگی یا جسے چاہے

مرنے والا نامزد کر دے۔

اس پر بھی اہل علم کی متضاد آراء ہیں چنانچہ اس ضمن میں حضور قبلہ سعید ملت کا موقف پیش کیا جائے گا۔

پراویڈنٹ فنڈ پر اضافے کے سود ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق

یہ مسئلہ بھی علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ ملازم کے لئے سود ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان جواز کا ہے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

علامہ سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”پراویڈنٹ فنڈ پر جو اضافہ کیا جاتا ہے بعض کمپنیاں اپنے طور بغیر کسی پیشگی معاہدہ کے مدت ملازمت ختم ہونے پر کل رقم کو دگنا کر کے دیدیتی ہیں، ایسی صورت میں یہ اضافہ بلاشبہ جائز ہے اور اس کو حق خدمت ہی تصور کیا جائے گا۔ حکومت کے ہاں یہ طریقہ کار ہے کہ حکومت ملازمین سے معلوم کرتی ہے کہ وہ پراویڈنٹ پر سود لیں گے یا نہیں، اگر وہ سود لیں تو حکومت بھی ہاؤس بلڈنگ فنانس اور دیگر مدات کے قرضوں میں ملازمین سے سود لیتی ہے اور اگر وہ سود نہ لیں تو حکومت بھی ان سے سود نہیں لیتی۔ ہم نے متعلقہ محکمہ سے ذاتی طور پر تحقیق کر لی ہے کہ تادم تحریر یہی صورت حال جاری ہے، اس لئے اس صورت میں پراویڈنٹ فنڈ پر جو سود دیا جاتا ہے اس کو حق خدمت نہیں قرار دیا جاسکتا، پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جو ملازم کی تنخواہ سے کاٹی جاتی ہے، ہر چند کہ اس پر ملازم کا قبضہ نہیں ہوتا لیکن وہ رقم چونکہ اس کی طے شدہ اجرت کا حصہ ہے اور اس کے کہنے سے ہی اس پر سود لگتا ہے اور اس کے کہنے سے وہ رقم انشورنس میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہ چاہے تو اس رقم کو بذریعہ عدالت جبراً حکومت سے وصول کر سکتا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ رقم اس کی ملکیت ہے اور اس پر جو رقم سود کے عنوان سے زائد دی جائے گی وہ شرعاً سود ہوگی لیکن چونکہ قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے پراویڈنٹ فنڈ پر ملازم کی بالفعل ملکیت مشکوک ہے اس وجہ سے سود کے عنوان سے اضافی طور پر دی جانے والی رقم سود کے مشابہ ہے اس لئے اس کا لینا مکروہ ہے۔“ (158)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم

بعض علماء کے نزدیک جی پی فنڈ دین ضعیف ہے اس لئے اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی اور بعض کے نزدیک اس فنڈ پر چونکہ ملک تام حاصل نہیں ہوتی لہذا دونوں حضرات کے نزدیک اس فنڈ پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس بعض حضرات کے نزدیک اس پر سال بسال زکوٰۃ واجب ہوتی رہتی ہے۔ اس ضمن میں جانبین کے دلائل ذکر کیے جائیں گے۔

حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے قرض پر زکوٰۃ کب واجب ہوگی؟ اس پر امام اعظم اور امام شافعی کا موقف بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو مقدار نصاب کے برابر رقم قرض دی اور اس پر سال گزر گیا ہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس مال پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور قرض خواہ پر لازم ہے کہ اس مال کی زکوٰۃ ادا کرے خواہ اس کو رقم وصول ہو یا نہ ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آتی جب تک قرض کی رقم وصول کر کے اس پر قبضہ نہ کرے۔“ (159)

گویا کہ امام شافعی کے نزدیک اگر قرض مقدار نصاب ہو تو اس پر سال گزرتے ہی فوری زکوٰۃ واجب ہوگی، خواہ رقم کی واپسی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ البتہ امام اعظم کے نزدیک قبضہ کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مزید قرض کی اقسام کے بارے میں المبسوط کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

”علامہ سرخسی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرض کی تین قسمیں ہیں، قوی، متوسط اور ضعیف۔ قوی اس قرض کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کو ایسا مال قرض دے جو اگر اس کے پاس رہتا تو وہ اس سے تجارت کر سکتا تھا، متوسط یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز قرض دے جس پر زکوٰۃ نہ ہو جیسے استعمال کے کپڑے، اور ضعیف وہ ہے جو کسی مال کا بدل نہ ہو جیسے مہر اور بدل خلع۔ قرض ضعیف میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آتی

جب تک رقم پر قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے۔“ (160)

امام اعظم کے نزدیک قرض کی تینوں اقسام اور ان کی امثلہ نقل کرنے کے بعد قرض ضعیف کا حکم لکھتے ہیں کہ اس پر زکوٰۃ قبضہ میں آنے کے بعد سال گزرنے پر واجب ہوتی ہے۔

”پراویڈنٹ فنڈ ماہ بہ ماہ مدت ملازمت میں لازمی طور پر کٹتا رہتا ہے اور اختتام ملازمت پر حکومت اس میں ایک مقررہ اضافہ کر کے دے دیتی ہے۔ صرف فنڈ کی رقم درحقیقت خدمت کا معاوضہ اور اجرت ہے اور یہ اصطلاح میں قرض ضعیف ہے۔ اس لئے اس پر اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آئے گی جب تک کہ اس پر ملازم کے قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے۔“ (161)

المختصر حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پراویڈنٹ فنڈ قرض ضعیف ہوتا ہے لہذا اس کو وصول کرنے پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

وحی میں شیطان کی دخل اندازی

سورۃ الحج آیت 52 کے تحت آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لفظ ”تمنی“ کا ترجمہ کسی مترجم نے ”پڑھنا“ کیا ہے تو کسی نے آرزو کیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک روایت بھی ذکر کی جاتی ہے، جس سے کسی کے ذہن میں یہ شبہ بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ شیطان وحی کے کلمات میں دخل اندازی کر سکتا ہے، کیونکہ اس کا تعلق وحی ربانی کی عصمت سے ہے، لہذا آپ ﷺ نے اس پر بڑی مدلل و مفصل بحث کی ہے تاکہ وحی کے بارے میں پیدا ہونے والے وہم کو دور کیا جاسکے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”میرے نزدیک چونکہ یہ روایت بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے منافی تھی، اس لیے میں نے اس کے رد و ابطال میں کافی تفصیل و تحقیق سے گفتگو کی ہے، کیونکہ میں اس پر بہت عرصہ سے غور و فکر کرتا رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی اتباع میں بعض جید علماء نے بھی اس باطل تاویل کے سہارے اختیار کر لیا ہے، جس کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے۔ تاہم یہ علما صحیح العقیدہ ہیں اور ان کی نیت فاسد نہیں ہے، صرف روایت پرستی کے روگ کی وجہ سے انہوں نے اس روایت کو اس باطل تاویل کے ساتھ اپنی تصنیف میں درج کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور مصنف کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور زیادہ کر دے۔ اے اللہ تو گواہ ہے، میں شخصیت پرست نہیں ہوں، اللہ اور اس کے رسول کی حرمت سے بڑھ کر مجھے کسی کی حرمت عزیز نہیں ہے۔ میں نے جو یہ سعی کی ہے صرف مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر کی ہے۔ اے اللہ! اس کوشش کو قبول فرما اور اس کو میرے لئے توشہ آخرت، مغفرت اور رحمت کا ذریعہ بنا دے، مصنف کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق دے اور اس کا ایمان پر خاتمہ فرما اور دارین کی نعمتیں اور سعادتیں اس کا مقدر کر دے۔ آمین یا رب العالمین“۔ (162)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جادو کی تحقیق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اس پر نصوص وارد ہیں، لیکن کیا جسمانی طور پر آپ پر جادو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ اشکال بھی ہے کہ جادو کا اثر مقام نبوت کے منافی تو نہیں؟ ابتداءً حضور قبلہ سعید ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر رد کیا اور اس عنوان پر نعمۃ الباری میں تفصیلاً بحث کرتے ہوئے، ان الفاظ میں اختتام کیا کہ:

”جن احادیث میں یہ جملے مذکور ہیں کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ میں نے یہ بات کہہ دی ہے حالانکہ آپ نے نہیں کہی تھی یا آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے یہ کام کر لیا ہے اور آپ نے وہ کام نہیں کیا تھا، اسی طرح کی اور دوسری خرافات بھی بیان کی ہیں۔ یہ سب کسی بے دین راوی کا اضافہ ہیں اور حضرت ام المومنین پر بہتان ہیں۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد کا ہے اور اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغی، تعلیمی اور فتوحات کے اعتبار سے بہت مصروف سال گزارا ہے، اگر جادو کے اثر سے آپ کے حواس اور قویٰ ایک سال تک معطل رہے ہوتے تو اس سال یہ تمام کام کس طرح انجام دیئے جاسکتے تھے۔ حدیث کی صحت کی تحقیق کرنے میں امام بخاری اور امام مسلم کی شخصیت مسلم ہے، لیکن وہ بہر حال انسان ہیں، نبی یا فرشتہ نہیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ راویوں کی چھان پھٹک میں بعض اوقات ان سے کوئی سہو ہو گیا ہو اور کسی ایک آدھ جگہ سہو ہو جانے سے ان کی عظمت اور مہارت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔“

علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ بارگاہ الوہیت اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ آپ کی اس تحریر میں اکابرین کے مقام کا تحفظ اور ادب بدرجہ اتم موجود ہے۔

لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر غور و خوض جاری رکھا اور اپنی آخری تصنیف تبیان الفرقان میں نعمۃ الباری میں کی گئی سابقہ تحقیق سے اس انداز میں رجوع کیا، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”اب تک میں نے دلائل سے یہی سمجھا ہے کہ یہود، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ڈالنے

میں کامیاب نہیں ہوئے اور یہ غلط ہے کہ چالیس راتوں یا چھ ماہ یا سال تک آپ پر جادو کا اثر رہا۔ چونکہ علمائے امت کی عظیم اکثریت کا یہ مذہب ہے کہ آپ پر جادو کا اثر ہوا تھا، تو میں یہ سوچتا ہوں کہ علمائے امت کی عظیم اکثریت کے مقابلے میں میری منفرد رائے کیا حیثیت رکھتی ہے، ہو سکتا ہے یہاں ایسے دلائل ہوں جو مجھ پر منکشف نہ ہوئے ہوں اور ان دلائل کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہوا ہو، سواگر واقع میں ایسا ہے تو میں اپنی تحقیق سے رجوع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ میرے مطالعہ میں کمی ہو اور میری فکر میں نقص ہو اور میں اس معاملہ کی حقیقت تک نہ پہنچ سکا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے، میں نے وہی لکھا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کی عظمت کے مطابق سمجھا، لیکن میں بہت گناہگار انسان ہوں اور میری فکر اور عقل بھی نارسا ہے، ہو سکتا ہے جس طرح جمہور علماء نے کہا ہے اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کی عظمت ہو اور میں اس حقیقت تک نہ پہنچ سکا ہوں، سواگر ایسا ہے تو میں اپنی سابقہ تحقیق سے رجوع کر لیتا ہوں۔“ (164)

اس باب میں محدث اعظم رحمہ اللہ علیہ کی مختلف تصنیفات سے چند جدید و قدیم نوعیت کے علمی و تحقیقی و فنی و اجتہادی مسائل کو اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، تاکہ عصری مسائل کے حل میں علامہ صاحب کی تحریروں کے محاسن کو اجاگر کیا جاسکے اور دور حاضر میں اہل دانش کو اس بات کا احساس دلایا جاسکے کہ ان کے تمام تر مسائل کا حل قرآن و سنت میں موجود ہے۔ شرح صحیح مسلم، تبیان القرآن، نعمۃ الباری و نعم الباری اور تبیان الفرقان کی مبسوط و مفصل ابحاث اور دلائل و براہین کا ذخیرہ تا قیام قیامت تشنگان علم و معرفت کے لئے رہنمائی فراہم کرنے کے لئے کافی و شافی ہے۔

ان ابحاث کے مطالعہ سے قارئین بالخصوص اہل علم حضرات پر حضور قبلہ سعید ملت رحمہ اللہ علیہ کی اجتہادی شان اور بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو جو خصوصی علوم و معرفت عطا ہوئے تھے ان کا ادراک کرنا مشکل نہ ہوگا۔

حواشی و حوالہ جات

- 1- شرح صحیح مسلم، ج 3، ص 1159
- 2- القاموس الوحید کامل، ج 1، ص 290
- 3- المستصفیٰ فی علم الاصول جلد 2، ص 510
- 4- قاموس الفقہ، ج 1، ص 503
- 5- التعریفات، سید شریف جرجانی، التعریفات، ص 13
- 6- الاحکام، ج 4، ص 169، بحوالہ قاموس الفقہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ج 1، ص 503
- 7- لسان العرب تحت لفظ فرد
- 8- لسان العرب، ص 329-327، ج 4، بحوالہ التفسیر ششماہی، تفردات نمبر، شمارہ نمبر 21، ص 89، جنوری تا جون 2013
- 9- لسان العرب تحت شذذ
- 10- لسان العرب، ص 28، ج 5، بحوالہ التفسیر ششماہی، تفردات نمبر، شمارہ نمبر 21، ص 89، جنوری تا جون 2013
- 11- جامع الترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ج 2، ص 486
- 12- http://en.wikipedia.org/wiki/In_vitro_fertilisation
retrieved on 13-12-14
- 13- شرح صحیح مسلم ج 3، ص 936-937
- 14- ایضاً ص 937
- 15- محولہ بالا
- 16- ایضاً ص 937-938
- 17- ایضاً ص 938
- 18- محولہ بالا
- 19- ایضاً ص 948
- 20- <http://en.wikipedia.org/wiki/Post-mortem>
(disambiguatioretrieved) on 17-12-14

- 21۔ مریض و معالج کے اسلامی احکام، ص 320-321
- 22۔ محولہ بالا بالا اختصار
- 23۔ شرح صحیح مسلم، ج 2، ص 826-827
- 24۔ ایضاً ص 830
- 25۔ اعضاء کی پیوند کاری کی شرعی حیثیت، ص 26-27
- 26۔ مشکوٰۃ، ص 379۔ ترمذی، ص 268
- 27۔ ترمذی بحوالہ جدید شرعی مسائل، ص 10
- 28۔ سورہ النحل: 5
- 29۔ نور القرآن، ص 426
- 30۔ رد المحتار بحوالہ جدید شرعی مسائل، ص 16
- 31۔ فتاویٰ عالمگیری، ج 5، ص 354
- 32۔ ماہنامہ السعید، مضمون پوسٹ مارٹم اور پلاسٹک سرجری کی شرعی حیثیت، ص 36
- 33۔ ماہنامہ رضوان بحوالہ جدید شرعی مسائل، ص 11
- 34۔ جدید شرعی مسائل، ص 12
- 35۔ جنگ کراچی جنوری 1996ء بحوالہ جدید شرعی مسائل، ص 12
- 36۔ سورہ اسراء: 70
- 37۔ نور القرآن، ص 461
- 38۔ اسلام اور قرنیہ کی پیوند کاری بالا اختصار بحوالہ شرح صحیح مسلم، ج 2، ص 861-862
- 39۔ حقائق شرح صحیح مسلم، ص 93-94
- 40۔ ایضاً 860
- 41۔ تنویر الابصار مع الدر المختار، ج 3، ص 136
- 43۔ شامی، ج 1، ص 325
- 43۔ البحر الرائق، ج 8، ص 205
- 44۔ انسانی اعضاء کی پیوند کاری، ص 37
- 45۔ محولہ بالا
- 46۔ شرح صحیح مسلم، ج 2، ص 867

- 47۔ فتاویٰ عالمگیری ج 6، ص 95-96
- 48۔ شرح صحیح مسلم، ج 4، ص 799
- 49۔ ایضاً، ص 803
- 50۔ ایضاً ج 2، ص 65
- 51۔ ایضاً ج 1، ص 372
- 52۔ ایضاً ج 3، ص 246
- 53۔ تبيان القرآن ج 1، ص 760
- 54۔ شرح صحیح مسلم ج 4، ص 114
- 55۔ شرح صحیح مسلم ج 4، ص 115
- 56۔ سورہ البقرہ: 173
- 57۔ فیض القدير الجزء 2، ص 73
- 58۔ وقار الفتاویٰ، ج 1، ص 265
- 59۔ بالاختصار جدید فقہی مسائل جزء 1، ص 198
- 60۔ سورہ الحج: 78
- 61۔ بخاری، ج 1، ص 35
- 62۔ شرح صحیح مسلم ج 2، ص 830
- 63۔ سورہ البقرہ: 173
- 64۔ کنز الایمان، ص 66
- 65۔ سورہ الانعام: 145
- 66۔ کنز الایمان، ص 79
- 67۔ سورہ الانعام: 119
- 68۔ کنز الایمان، ص 73
- 69۔ صحیح بخاری ج 1، ص 36
- 70۔ ایضاً ج 1، ص 409
- 71۔ مشکوٰۃ، ص 379-ترذی، ص 268
- 72۔ شرح صحیح مسلم ج 2، ص 841

- 73- ایضاً ج 4، ص 322
- 74- ایضاً ج 6، ص 220
- 75- التعریفات، ص 56
- 76- شرح صحیح مسلم، ج 3، ص 878
- 77- سورہ اسراء: 31
- 78- نور القرآن، ص 454
- 79- سنن ابن ماجہ، ص 205
- 80- شرح صحیح مسلم ج 3، ص 884
- 81- ضیاء القرآن ج 2، ص 656
- 82- معارف القرآن ج 5، ص 463
- 83- رسائل و مسائل ج 3، ص 290
- 84- شرح صحیح مسلم ج 3، ص 889
- 85- سورہ ہود: 6
- 86- نور القرآن، ص 353
- 87- مشکوٰۃ المصابیح مع مرقاۃ المفاتیح ج 6، ص 351
- 88- شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 310
- 89- ایضاً ملخص ج 1، ص 321
- 90- سورہ النور: 63
- 91- شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 310
- 92- صحیح مسلم، امام مسلم، ج 2، ص 419
- 93- شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 312
- 94- شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 312
- 95- الادب المفرد، امام بخاری، ص 250، الشفاء للقاضی عیاض الماکی، ج 2، ص 18
- 96- شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 312
- 97- سنن ابن ماجہ، ص 99، سنن ترمذی، ج 5، ص 336، مسند امام احمد بن حنبل، ج 6، ص 107
- 98- شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 312

- 99۔ ایضاً ج 7، ص 1001-1002
- 100۔ ایضاً ج 1، ص 322
- 101۔ ایضاً، ص 931
- 102۔ ایضاً ج 6، ص 446
- 103۔ ایضاً ص 450
- 104۔ ایضاً ص 451
- 105۔ لسان العرب، ج 1، ص 139
- 106۔ شرح مؤطا امام محمد، ج 2، ص 43
- 107۔ فتاویٰ شامی ج 3، ص 86
- 108۔ فتاویٰ ہندیہ ج 1، ص 290-291، کنز الدقائق علی ہامش، البحر الرائق ج 3، ص 139
- 109۔ الدر المختار و رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفایۃ، ج 4، ص 194 بحوالہ بہار شریعت، ج 2، حصہ 7، کفو کا بیان، ص 46
- 110۔ بہار شریعت، ایضاً
- 111۔ فتاویٰ رضویہ ج 11، ص 280
- 112۔ ایضاً ص 213-214
- 113۔ شرح صحیح مسلم، ج 6، ص 1051
- 114۔ ایضاً ج 3، ص 991
- 115۔ ایضاً ج 3، ص 992
- 116۔ شرح صحیح مسلم، ج 2، ص 1026
- 117۔ ایضاً ج 2، ص 1032
- 118۔ محولہ بالا
- 119۔ تنویر الابصار مع در مختار ج 3، ص 126
- 120۔ عالمگیری ج 1، ص 165
- 121۔ فتاویٰ رضویہ ج 9، ص 266-267
- 122۔ شرح صحیح مسلم، ج 5، ص 935
- 123۔ ایضاً ج 4، ص 496

- 124۔ سورہ البقرہ: 115
 125۔ تبیان القرآن ج 1، ص 505
 126۔ ایضاً ج 1، ص 506
 127۔ ایضاً ج 1، ص 610
 128۔ آل عمران: 97
 129۔ سورہ البقرہ: 185
 130۔ تبیان القرآن ج 1، ص 684
 131۔ البقرہ: 185
 132۔ جامع ترمذی، ص 124
 133۔ تبیان القرآن ج 1، ص 684
 134۔ ایضاً، ص 685
 135۔ محولہ بالا
 136۔ تبیان القرآن ج 1، ص 962
 137۔ ایضاً ص 963
 138۔ تبیان القرآن ج 3، ص 301-302
 139۔ سورہ النساء: 5
 140۔ تبیان القرآن ج 2، ص 582
 141۔ ایضاً، ص 205-206
 142۔ ایضاً، ص 208
 143۔ سورہ النساء: 58
 144۔ تبیان القرآن ج 2، ص 701
 145۔ سورۃ الانعام: 137
 146۔ تبیان القرآن ج 3، ص 666
 147۔ سورہ یونس: 5
 148۔ تبیان القرآن ج 5، ص 328
 149۔ سورہ التوبہ: 31

- 150۔ تبیان القرآن ج 5، ص 122
 151۔ سورہ ابراہیم 22
 152۔ ایضاً ج 6، ص 177
 153۔ نعمۃ الباری ج 3، ص 403
 154۔ ایضاً ج 2، ص 512
 155۔ ایضاً ج 4، ص 699
 156۔ ایضاً ج 10، ص 827
 157۔ ایضاً ج 4، ص 857-859
 158۔ شرح صحیح مسلم ج 2، ص 899-900
 159۔ ایضاً ج 2، ص 899
 160۔ محولہ بالا
 161۔ محولہ بالا
 162۔ ملخصاً تبیان القرآن، ج 9، ص 781-788
 163۔ ملخصاً نعمۃ الباری ج 6، ص 185
 164۔ تبیان الفرقان ج 3، ص 754

حرف آخر

اُمت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں بے شمار مایہ ناز مؤلفین و تجربہ کار مصنفین گزرے ہیں جنہوں نے کثیر تعداد میں کتابیں پھوڑی ہیں، لیکن اللہ کریم نے کچھ کو باقی رکھا اور بعض کا نام و نشان تک مٹا دیا، شاید وہ جو اس کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوئی تھیں۔ علامہ خرشی مالکی اپنی تصنیف مختصر خلیل کے مقدمہ میں ایک تاریخی جملہ رقم کرتے ہیں:

کم من تألیف طوی ذکرہ ولم یستغل بہ

کتنی ہی کتابیں ایسی ہیں جن کے نام بھی لوگ نہیں جانتے، اس کے برخلاف کچھ مصنفین و مؤلفین وہ ہیں جن کی تصانیف کو اللہ رب العزت مقبولیت عامہ اور افادیت تامہ عطا فرماتا ہے، امام مالک کے زمانہ میں ابن ابی ذئب بزرگ نے مؤطانی کتاب لکھی جس کی ضخامت امام مالک کی مؤطا سے زیادہ تھی، لوگوں نے امام مالک سے پوچھا:

ما الفائدة فی تصنیفہ؟

یعنی اب آپ کی مؤطا سے کیا فائدہ ہوگا؟

امام مالک نے جواباً فرمایا: ما کان للہ بقی یعنی جو اللہ کے لئے ہوگی باقی رہے گی۔

ان کے اخلاص کی برکت سے اللہ رب العزت نے ان کی تصانیف کو قبول فرمایا اور ان کی تحریر کو سند کا درجہ حاصل ہوا۔ انہیں دنیا سے رخصت ہوئے ہزار سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا مگر آج بھی ان کی تالیفات علوم دینیہ کا آخذ سمجھی جاتی ہیں، نصاب کا حصہ ہیں، کتب خانوں کی زینت ہیں، زندہ و پائندہ و تابندہ ہیں۔

اُمت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں ایسے بے شمار افراد گزرے ہیں، جنہوں نے متنوع موضوعات پر ان گنت تصانیف رقم کی ہیں، یقیناً مجھ جیسا کم فہم تو انتہائی بے خبر ہے، مگر جن کا علم ہے ان کا ذکر کرنا بھی یہاں ناممکن ہے۔

ان ہی مقبولان بارگاہ میں مفسر اعظم، محدث کبیر، شارح صحیحین، فقیہ العصر، حضور قبلہ

سعید ملت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ والرضوان سرفہرست ہیں، جن کے احوال و آثار اور خدمات دینیہ پر کتاب ہذا میں کچھ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے، اس اعتراف کے ساتھ کہ

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اعلیٰ درجہ کا ملکہ تحریر عطا فرمایا، آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔

اگر آپ کی زندگی کے ایام شمار کیے جائیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ آپ نے ان ایام سے کہیں زیادہ صفحات رقم کیے ہیں، اللہ رب العزت نے آپ کو کثرت تصانیف کی نعمت کے ساتھ ساتھ مقبولیت عامہ و منفعت تامہ بھی عطا کی، اپنے ہوں یا پرانے، مجہین ہوں یا۔۔۔ علماء اور عوام سب نے آپ سے استفادہ کیا۔

ایک اکیلے شخص کا اتنا بڑا کام یقیناً تا سید غیبی، نصرت خصوصی اور بارگاہ صمدیت و بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبولیت کے بغیر ممکن نہیں اور اس کے اسباب پر اگر غور کیا جائے تو ہمیں آپ علیہ الرحمۃ کی ذات میں بے پناہ اخلاص، خشیت الہیہ، شوق و ذوق، انضباط اوقات، استحضار علم، لایعنی امور سے اجتناب، تصنع و تکلف سے احتراز نظر آتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ان زریں اصول پر کار بند ہو کر ہم تن خدمت دین میں مصروف عمل رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

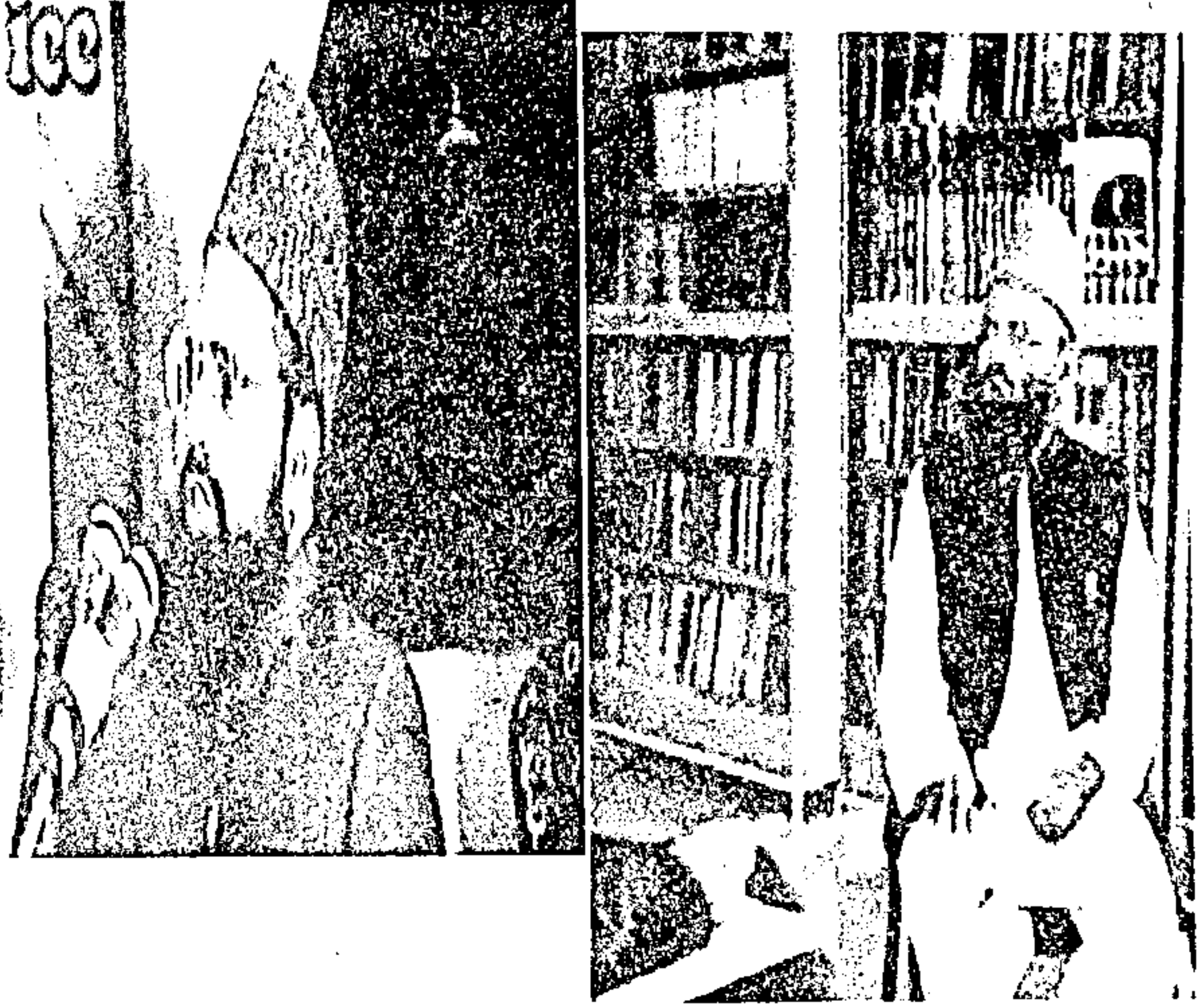
مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن دامت فیوضہم کا پیغام

”علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان جید علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے علم و فضل تصانیف و تالیفات اور تدریس و خطابت کے ذریعے توحید و الوہیت جل جلالہ کے پرچار، عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے ان گنت مساعی جمیلہ انجام دیں، آپ بلاشبہ اپنے عہد کے مفسر اعظم، محدث کبیر، فقیہ العصر، فقید المثال مدرس اور مثالی خطیب تھے۔ آپ جامع کمالات ہیں، خزینہ علوم و معارف ہیں، آپ کے علمی فیوض و معارف سے استفادہ کرنے والے بلا مبالغہ دنیا کے ہر خطے اور ہر براعظم میں موجود ہیں، کسی حلقہ ارادت یا حلقہ ارباب عقیدت کی تشہیری مہم کے بغیر اللہ عز و جل نے آپ کو اطراف و اکناف عالم میں بے پناہ پذیرائی، قبول عام اور شہرت دوام عطا فرمائی۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی علمی قامت کا منارہ نور بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا اور پوری دنیا آپ کی علمی عظمت کو سلام کرے گی۔“

(ملخصاً تبیان الفرقان، ج 1، ص 41)

عکسی نوادرات

محدث اعظم پاک و ہند، شارح صحیحین، صاحب تبیان القرآن و تبیان الفرقان حضور قبلہ سعید ملت، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں خطاب فرما رہے ہیں جبکہ دوسری جانب پروگرام جی علی الفلاح میں انٹرویو دیتے ہوئے ایک یادگار تصویر



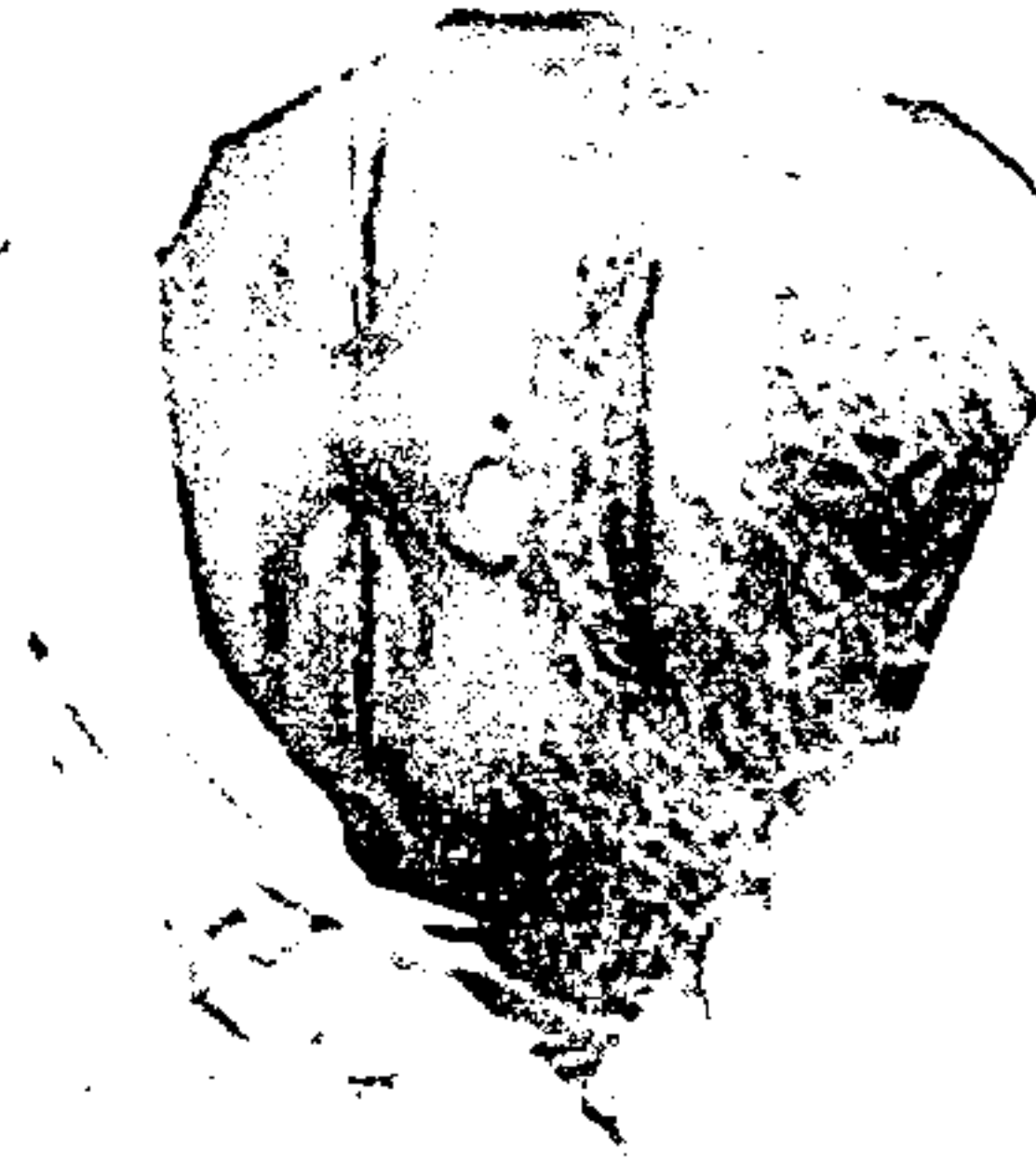
محدث اعظم پاک و ہند، شارح صحیحین، صاحب تبيان القرآن وتبيان الفرقان
حضور قبلہ سعید ملت، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کا درس دیتے ہوئے



پُر نور و تروتازہ چہرہ

محدث اعظم پاک و ہند، شارح صحیحین، صاحب تبیان القرآن و تبیان الفرقان
حضور قبلہ سعید ملت، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار

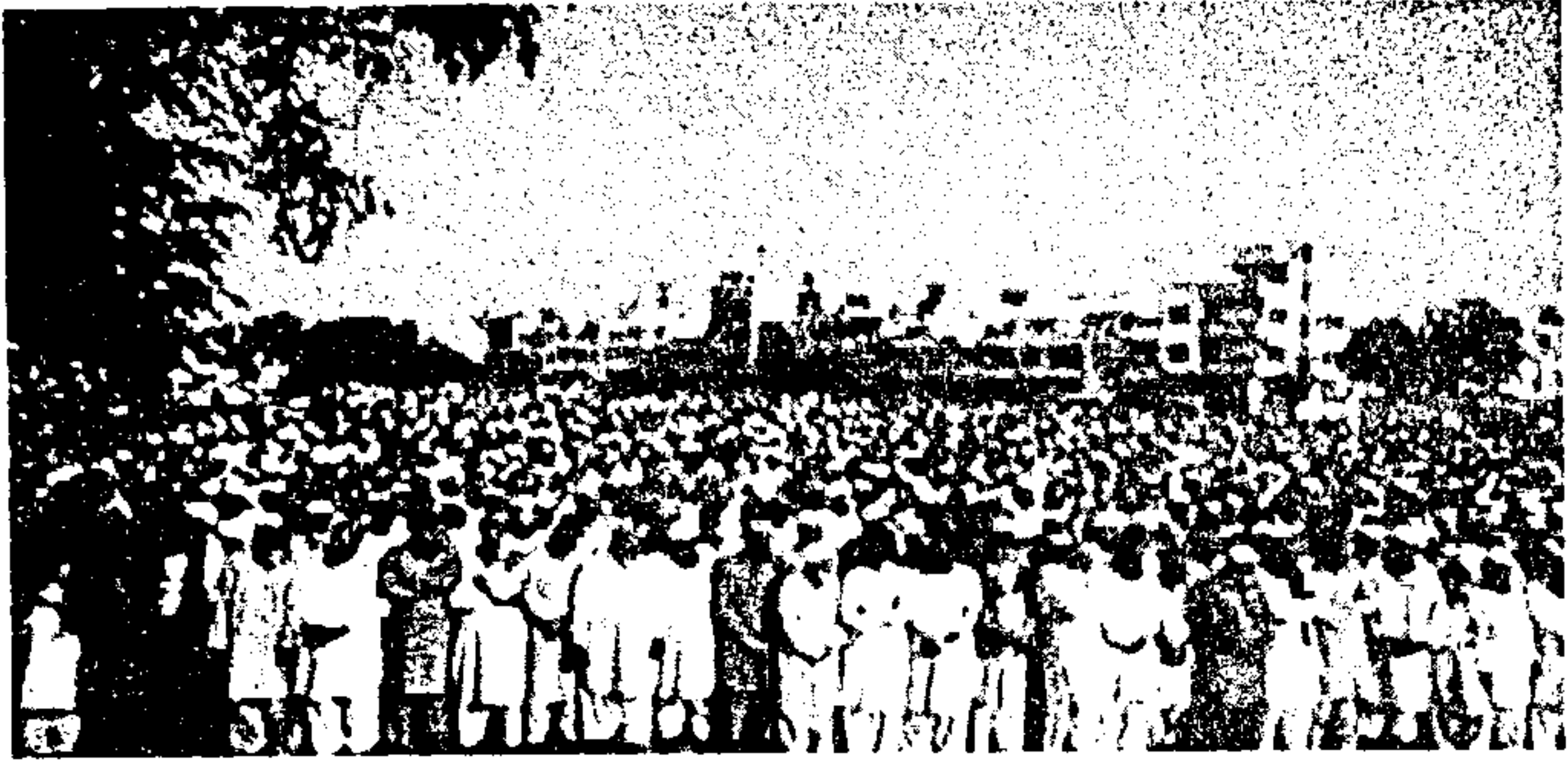
مفتی غلام رسول سعیدی
شہادت مظہر عظم ہنرت
www.marfat.com



نشان مرد مومن با تو گویم

چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

بار دنیا میں رہو، غمزدہ یا شاد رہو۔۔۔۔۔۔ ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو



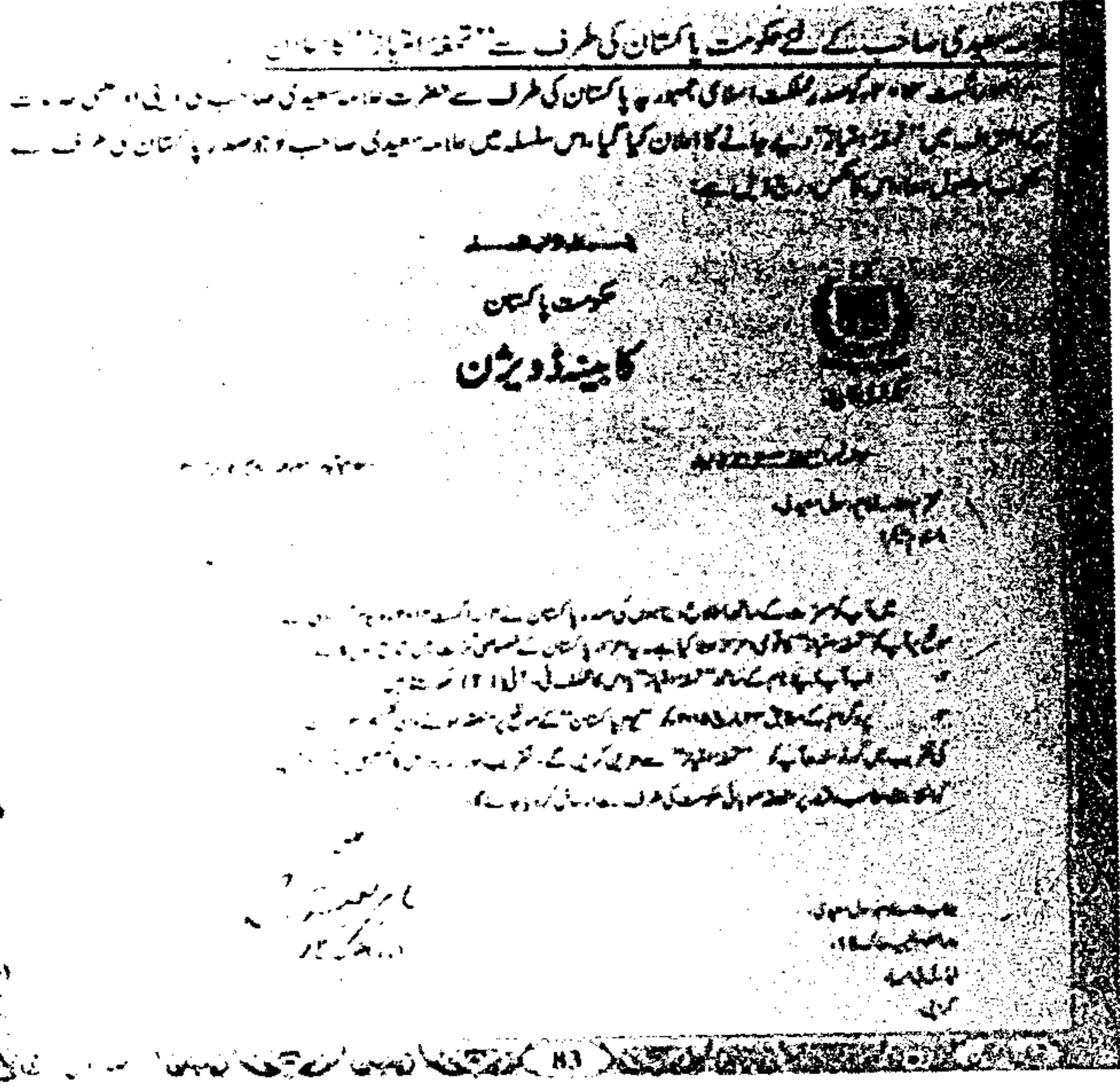
فیڈرل بی ایریا، بلاک 15، ٹی گراؤنڈ میں لاکھوں فرزند ان اسلام منارہ علم محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں، جنازہ گاہ میں نماز جنازہ کا انتظار ہو رہا ہے۔



کراچی: علامہ غلام رسول سعیدی کی نماز جنازہ مفتی فیہ الرحمن کی امامت میں ادا کی جا رہی ہے

تمغہ امتیاز بہ اعترافِ علمی و دینی خدمات
حکومت پاکستان کی جانب سے محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کو
دینی و علمی خدمات کے اعتراف میں 2014ء میں تمغہ امتیاز عطا کیا گیا

تمغہ امتیاز بہ اعترافِ علمی و دینی خدمات



قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے محدث اعظم پاک و ہند رحمۃ اللہ علیہ کو
ارسال کیے گئے خط کا عکس۔

www.marfat.com

www.marfat.com

راقم کے لئے شرف و اعزاز

الحمد لله على احسانه راقم کا ذکر Ph.D کے حوالہ سے محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ نے
تبیان الفرقان میں فرمایا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی کے احوال و آثار

مفسر، محدث، فقیہ اور دینی کتب کے مصنف

☆

علامہ غلام رسول سعیدی کے احوال و آثار

علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کا شمار ان جید علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے علم و فضل، تصانیف و تالیفات اور تدریس و خطابات کے ذریعے توحید والوہیت جلن جلالہ کے پرچار، عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے ان گنت مساعی جمیلہ انجام دیں۔ آپ بلاشبہ اپنے عہد کے مفسر اعظم، محدث کبیر، فقیہ العصر، فقید المثال مدرس اور مثالی خطیب ہیں۔ آپ جامع کمالات ہیں، خزانہ علوم و معارف ہیں اور آج آپ کے علمی فیوض و معارف سے استفادہ کرنے والے بلا مبالغہ دنیا کے ہر خطے اور ہر برز اعظم میں موجود ہیں۔ کسی حلقہ ارادت یا حلقہ ارباب عقیدت کی تشبیری مہم کے بغیر اللہ عزوجل نے آپ کو اطراف و اکناف عالم میں بے پناہ پذیرائی، قبول عام اور شہرت دوام عطا فرمائی۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ دقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی علمی قامت کا منارہ نور بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا اور دنیا آپ کی علمی عظمت کو سلام کرے گی۔

علامہ سعیدی صاحب کی زندگی میں ان کی شخصیت اور ان کی تصانیف پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے والے حضرات

اس وقت ملک کی کئی یونیورسٹیوں میں طلبہ و طالبات نے آپ کی شخصیت پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ عزیزہ شگفتہ جبین نے علامہ سعیدی صاحب پر ایم فل کیا ہے جس کا عنوان ہے ”نعمۃ الباری کا منہج و اسلوب“ جس پر ان کو ڈگری مل گئی ہے۔ ڈاکٹر محمد اشفاق، پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ (نمل، اسلام آباد) نے آپ کی شخصیت پر پی ایچ ڈی کی ہے، ان کے مقالہ کا عنوان ہے: ”تفسیر تبیان القرآن میں عائلی مباحث کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ“ (نیکلئی آف ہائرسٹڈ پرنسٹن یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، سیشن اگست ۲۰۱۱ء)۔ اور ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ نے بھی آپ کی شخصیت پر پی ایچ ڈی کی ہے، ان کے مقالہ کا عنوان ہے: ”علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ“ (جامعہ کراچی) اور پروفیسر عون محمد سعیدی نے بھی علامہ صاحب کی تبیان القرآن پر ایم فل کیا ہے۔

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی تصدیق و تائید

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء) فرماتے ہیں:

میں ملک سے باہر بہت سے مقامات پر جاتا رہا ہوں، میں وقت فوقتاً تبلیغ دین کے لئے بیرونی ممالک کے دورے پر جاتا رہتا ہوں۔ اس بار میں اپنے بعض احباب اور دوستوں کے ساتھ کینیڈا بھی گیا تھا، جب میں کینیڈا کے شہر ”وین کاؤ“ گیا، تو مجھے اپنے میزبان کے ہاں شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم دیکھ کر ایک انتہائی خوشگوار حیرت ہوئی اور روحانی مسرت نصیب ہوئی کہ حضرت علامہ کا فیض دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ چکا ہے، واضح رہے کہ وین کاؤ کینیڈا کے جنوب اٹلی (Extreme South) میں پیسیفک اوشن کے کنارے واقع ہے، یہ اگست ۱۹۹۶ء کا واقعہ ہے۔

حال ہی میں، میں ستمبر (۱۹۹۶ء) میں اوسلو، ناروے گیا، اس ملک میں کوئی مسجد نہیں تھی۔ ورلڈ اسلامک مشن (۴ دورے) نے

جلد اول

41

تبیان الفرقان

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار راقم کے قلم سے

الحمد لله على احسانه راقم کا ذکر محدث اعظم پاک وہند رحمۃ اللہ علیہ نے تبیان الفرقان میں نقل کیے گئے اپنے ذاتی احوال کے مرتب کرنے کے حوالہ سے بھی کیا ہے اور اس پر نظر ثانی مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب نے فرمائی

مقامہ رسول سعیدی کے احوال ۲۰۱۵ء

علامہ سعیدی صاحب کو توجہ امتیاز سے نوازنے کے لیے ۲۲ مارچ اور ۲۳ مارچ ۲۰۱۵ء کو گورنر ہاؤس کراچی میں بلایا گیا تھا، لیکن ان دنوں علامہ سعیدی صاحب سخت طویل تھے، اس لئے انہوں نے گورنر ہاؤس میں جانے سے معذرت کر لی، لہذا وہ ۲۳ مارچ کی تقریب میں نہیں گئے۔

عزم و ہمت

علامہ صاحب میں بے پناہ قوت ارادی موجود ہے، آپ عزم و ہمت کے پیکر ہیں، آپ کی عمر اس وقت بیسویں حساب سے ۷۸ اور ہجری کے حساب سے ۸۰ سال ہے اور عرصہ دراز سے شوگر، بلڈ پریشر، کولیسٹرول (Cholestrol) اور کمر کے درد کے مریض ہیں۔ اب تین سال سے دونوں گھٹنوں کی ہڈیوں میں فصل (Gap) ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہیں اور رکوع اور سجود سے نماز نہیں پڑھ سکتے، کرسی پر بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھتے ہیں۔ بیماری، بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود آپ کا حوصلہ انتہائی بلند ہے۔ آپ عصا کے سہارے کا جس تک جاتے ہیں، پڑھانے میں کبھی ناتوان نہیں کرتے اور ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شخصیات کو پیدا فرمایا ہے جنہوں نے اسلام کو زندہ رکھا اور امت مسلمہ کی رہنمائی خلوص دل سے کی۔ علامہ صاحب کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ آپ ۱۹۶۶ء سے درس و تدریس سے وابستہ ہیں اور رات دن رشد و ہدایت، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ کی شخصیت بہت سے اوصاف و کمالات کا مجموعہ ہے۔ آپ بیدار مغز اور بلند ذہنیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی مجر اور انکسار سے کام لیتے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں انتہائی سخت اور برے حالات دیکھے، آپ نے ان حالات کا صبر و تحمل سے مقابلہ کیا اور اپنے مقصد کو فوت نہیں ہونے دیا۔ آج آپ کے پاس ہر سہولت موجود ہے، اگر آپ چاہیں تو آرام اور سکون سے اپنا بڑھاپا گزار سکتے ہیں لیکن نہیں! اس بیماری اور بڑھاپے کے باوجود اپنے مقصد کی تکمیل میں ہمت و مصروف ہیں۔ آپ کی ساری زندگی آج کے نوجوانوں کے لئے دعوتِ فکر ہے۔

مرتبین: (۱) پروفیسر ڈاکٹر محمد تہاویوں عباس شمس

(۲) محترمہ شائستہ جمیل (۳) جناب اختر حسین (۴) پروفیسر ڈاکٹر محمد عاطف الملہ راؤ، ودیگر

نظر ثانی: پروفیسر مشتاق فیض الرحمن

کتابیات

- 1- قرآن مجید
- 2- قادری، امام احمد رضا خان، ترجمہ قرآن کنز الایمان، مکتبۃ المدینہ کراچی 2013ء
- 3- سعیدی، علامہ غلام رسول، ترجمہ قرآن نور القرآن، فرید بک اسٹال، لاہور 2009ء
- کتب احادیث
- 4- بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری مطبوعہ نور محمد کراچی 1381ھ
- 5- قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مطبوعہ کراچی 1375ھ
- 6- ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد
- 7- ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، مطبوعہ مجتہبائی لاہور 1405ھ
- 8- ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، مطبوعہ نور محمد کراچی سن ندارد
- 9- نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، مطبوعہ نور محمد کراچی سن ندارد
- 10- شیبانی، محمد بن حسن، موطا امام محمد، مطبوعہ نور محمد کراچی سن ندارد
- 11- ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الآثار، مکتبہ آثاریہ سن ندارد
- 12- شیبانی، محمد بن حسن، کتاب الآثار، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی 1407ھ
- 13- امام احمد، احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت 1398ھ
- 14- ہندی، علامہ علی متقی، کنز العمال، مطبوعہ مؤسسة الرسالۃ بیروت، 1405
- 15- بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، مطبوعہ المطبعة الاثریہ لائل پور، سن ندارد
- 16- مشکوٰۃ المصابیح مع مرقاۃ المفاتیح، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

تفاسیر

- 17- رازی، امام فخر الدین، تفسیر کبیر، مطبوعہ دار الفکر بیروت 1398ھ
- 18- حقی، علامہ اسماعیل، تفسیر روح البیان، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ سن ندارد
- 19- آلوسی، علامہ شہاب الدین، تفسیر روح المعانی، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

سن ندارد

- 20۔ ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، مطبوعہ دارالاندلس بیروت، 1385ھ
- 21۔ مراد آباد، محمد نعیم الدین، خزائن العرفان، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور سن ندارد
- 22۔ شفیع، مفتی محمد، معارف القرآن، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی 1397ھ
- 23۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور سن ندارد
- 24۔ سعیدی مولانا غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک اسٹال لاہور، 2002ء
- 25۔ الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن، لاہور

شرح حدیث

- 26۔ عینی، علامہ بدر الدین، عمدۃ القاری، مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنيرة 1348ھ
- 27۔ عسقلانی، علامہ شہاب الدین، فتح الباری، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور 1401ھ

- 28۔ رضوی، علامہ محمود احمد، فیوض الباری، مکتبہ رضوان لاہور 1986ء
- 29۔ دہلوی، شیخ عبدالحق، اشعة اللمعات، مطبوعہ لکھنؤ سن ندارد
- 30۔ القاری، ملا علی، مرقاۃ المفاتیح، مطبوعہ امدادیہ ملتان سن ندارد
- 31۔ امجدی، مفتی شریف الحق، نزہۃ القاری، فرید بک اسٹال لاہور، 2000ء
- 32۔ سعیدی، مولانا غلام رسول، نعم الباری شرح صحیح البخاری، ضیاء القرآن 2012ء
- 33۔ علی، علامہ محمد، شرح موطا امام محمد، فرید بک اسٹال لاہور، 2005ء
- 34۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، فرید بک اسٹال، لاہور 2000ء

لغات

- 35۔ اصفہانی، علامہ حسین بن محمد، المفردات، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویۃ ایران 1342ھ
- 36۔ الجزری، علامہ محمد بن اشیر، نہایہ، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی ایران 1364ھ
- 37۔ فیروز آبادی، علامہ مجدد الدین، قاموس، مطبوعہ لکھنؤ سن ندارد

- 38- افریقی، علامہ جمال الدین، لسان العرب، مطبوعہ مطبوعہ بیروت
 39- زبیدی، سید محمد مرتضیٰ، تاج العروس، مطبوعہ المطبعة الخيرية مصر 1306 ھ
 40- الیسوعی، لوئیس مالوف، المنجد، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی سن ندارد
 41- کیرانوی، مولانا وحید الزماں قاسمی، القاموس الوحید کائل، مطبوعہ ادارہ اسلامیات
 2001ء

فقہ

- 42- شیبانی، امام محمد بن حسن، مبسوط، مطبوعہ ادارة القرآن کراچی
 43- شیبانی، امام محمد بن حسن، الجامع الصغیر، مطبوعہ مصطفائی ہند 1291 ھ
 44- سرخسی، علامہ شمس الدین، مبسوط، مطبوعہ دارالمعرفة 1398 ھ
 45- منصور، علامہ حسن، فتاویٰ قاضی خان، مطبوعہ مطبعة کبری امیریه مصر 1310 ھ
 46- کاسانی، علامہ ابوبکر، بدائع الصنائع، مطبوعہ اتج ایم سعید اینڈ کمپنی 1400 ھ
 47- مرغینانی، علامہ ابوالحسن علی، ہدایہ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان سن ندارد
 48- ہمام، علامہ کمال الدین، فتح القدر، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سن ندارد
 49- عینی، علامہ بدرالدین، بنایہ، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد سن ندارد
 50- ابن نجیم، البحر الرائق، مطبوعہ مطبعة علمیه مصر 1311 ھ
 51- حصکفی، علامہ علاؤ الدین، درمختار، مطبوعہ مطبعة عثمانیہ 1327 ھ
 52- شامی، علامہ محمد امین، ردالمحتار، مطبوعہ مطبعة عثمانیہ 1327 ھ
 53- طحطاوی، علامہ احمد بن محمد، حاشیۃ الطحطاوی، مطبوعہ دارالمعرفة
 54- ملا نظام الدین، فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ مطبعة امیریه کبری مصر 1310 ھ
 55- شامی، علامہ محمد امین، رسائل ابن عابدین، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور 1396 ھ
 56- بخاری، شیخ طاہر، خلاصۃ الفتاویٰ، مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور 1397 ھ
 57- قادری، امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور 2002ء

- 58۔ اعظمی، مولانا امجد علی، بہار شریعت، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ سن ندارد
- 59۔ شفیع، مفتی محمد، انسانی اعضاء کی پیوند کاری، مطبوعہ مجلس مسائل تحقیق حاضرہ کراچی 1379ھ
- 60۔ شفیع، مفتی محمد، پراویڈنٹ پرسود اور زکوٰۃ کا مسئلہ، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی سن ندارد
- 61۔ احمد، مفتی رشید، احسن الفتاویٰ، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی 1407ھ
- 62۔ آدمی، علامہ سیف الدین، الاحکام فی اصول الاحکام، مطبوعہ محمد علی مصر سن ندارد
- 63۔ رضوی، محمد نظام الدین، مجلس شرعی کے فیصلہ، دارالنعمان 2014ء
- 64۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، رسائل و مسائل، انعامی بانڈز مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ 1950ء
- 65۔ الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت سن ندارد
- 66۔ الموسوعۃ فقہیہ، وزارت اوقاف و اسلامی امور، اردو ترجمہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، مطبوعہ 2009ء
- 67۔ امجدی، مفتی شریف الحق، فتاویٰ شارح بخاری، مکتبہ بکات المدینہ کراچی 2013ء
- 68۔ امجدی، مفتی جلال الدین احمد، فتاویٰ فیض الرسول، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور 1993ء
- 69۔ رضوی، مفتی وقار الدین، وقار الفتاویٰ، مطبوعہ بزم وقار الدین
- 70۔ عبد الواحد، مفتی ڈاکٹر، مریض و معالج کے اسلامی احکام، مجلس نشریات اسلام 2006ء
- 71۔ زبیر، ڈاکٹر ابوالخیر محمد، جدید شرعی مسائل، ضیاء القرآن پبلی کیشنز 2012ء
- 72۔ زبیر، ڈاکٹر ابوالخیر محمد، اعضاء کی پیوند کاری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز 2008ء
- 73۔ الجوزیہ، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر قسیم، اعلام الموقین من رب العالمین، مطبوعہ دارالرقم بیروت 1997ء
- 74۔ الغزالی، امام محمد بن محمد، المستصفیٰ فی علم الاصول، مکتبہ دارالرقم سن ندارد

75۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ، مطبوعہ زمزم پبلشرز 2007ء

76۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، عقد الجید، ناشر محمد سعید اینڈ سنز سن ندارد

متفرقات

77۔ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، سالانہ رپورٹ، اسلام آباد، 98-1997

78۔ سعیدی مولانا غلام رسول، مقالات سعیدی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی 2014ء

79۔ سعیدی مولانا غلام رسول، توضیح البیان لخرائن العرفان، حامد اینڈ کمپنی لاہور 2001ء

80۔ سعیدی مولانا غلام رسول، ضیائے کنز الایمان، مطبوعہ مرکزی مجلسِ رضا، لاہور

81۔ سعیدی مولانا غلام رسول، مقام ولایت و نبوت، فرید بک اسٹال لاہور 2006ء

82۔ نقشبندی مولانا محمد نصیر اللہ، مقالات ابن عزیز، مطبوعہ شعبہ نشر و اشاعت یازم سعید

ملت کراچی 1425ھ

83۔ نورانی مفتی محمد اسمعیل، حقائق شرح صحیح مسلم ودقائق تبیان القرآن، فرید بک اسٹال

لاہور، 2004ء

84۔ سعیدی، حافظ آس محمد، اشاریہ شرح صحیح مسلم، فرید بک اسٹال لاہور 2011ء

85۔ فہارس شرح صحیح مسلم، فرید بک اسٹال لاہور 2008ء

شخصیات

86۔ چشتی محمد ناصر خان، حیات سعید ملت، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور، 1422ھ

87۔ سعیدی مولانا غلام رسول، تذکرۃ المحدثین، فرید بک اسٹال لاہور، 2002ء

88۔ قادری علامہ محمد عبد الحکیم شرف، عظمتوں کے پاسان، الممتاز پبلی کیشنز، لاہور

2000ء

89۔ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البندیال، استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب 2011ء

90۔ گوٹروی مولانا نذر حسین چشتی، ذکر عطا فی حیات استاذ العلماء، استاذ العلماء اکیڈمی

خوشاب 2013ء

- 91۔ سعیدی مولانا غلام رسول، حیاتِ استاذ العلماء، دارالاسلام، اردو بازار لاہور 2011ء
 92۔ قادری، علامہ محمد عبدالحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہلسنت، مطبوعہ اویسی بک سٹال گجرانوالہ
 سن ندارد

- 93۔ مقالات شارح بخاری، مکتبہ برکات المدینہ، کراچی 2007ء
 94۔ سیرت سالک، قاضی عبدالنبی کوکب طبعہ اول، دسمبر 1971ء (مکتبہ ندارد)
 95۔ قصوری، محمد صادق، اکابر تحریک پاکستان، سن ندارد
 96۔ قصوری، محمد صادق، تحریک پاکستان اور علمائے کرام، مکتبہ زاویہ لاہور، 1999ء
 رسائل و اخبارات

- 97۔ التفسیر، شماره 23، خصوصی اشاعت: برصغیر کے مفسرین اور انکی تفسیر، جنوری تا جون
 2014ء، مجلس التفسیر کراچی
 98۔ التفسیر، شماره 21، تفردات نمبر، جنوری تا جون 2013ء، مجلس التفسیر کراچی
 99۔ ماہنامہ افاق، ص 19، اگست 2008ء کراچی
 100۔ مجلہ معارف اسلامیہ، جنوری تا جون 2013ء، جامعہ کراچی
 101۔ ماہنامہ البلاغ، دارالعلوم کراچی، ماہ نومبر 1995ء کراچی
 102۔ ہفت روزہ ندائے ملت، حیدرآباد، اکتوبر 2013ء
 103۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، نومبر 2014
 104۔ ماہنامہ السعید، شماره ستمبر 1995ء
 105۔ جنگ کراچی جنوری 1996ء

[http://en.wikipedia.org/wiki/Post-mortem\(disambiguation\)](http://en.wikipedia.org/wiki/Post-mortem(disambiguation))

retrieved on 17-12-14

http://en.wikipedia.org/wiki/In_vitro_fertilisation

retrieved on 13-12-14

انٹرویوز

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، جیونیوز ”پروگرام حی علی الفلاح“ مورخہ 5 ستمبر
2010ء

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 17_12_2014،
بوقت شام 30:07 بجے

انٹرویو، مفتی عبداللہ نورانی، بمقام اسلامک مشنری یونیورسٹی، بروز جمعرات
27_11_2014 بوقت شام 4 بجے



تذکرہ محدث اعظم پاکستان ہند

شیخ التفسیر، شارح صحیحین

حضور قبلہ سعید ملت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ

(احوال و آثار اور خدمات دینیہ کا علمی و تحقیقی جائزہ)



ڈاکٹر محمد عاطف اسلام آباد

اسٹنٹ پروفیسر

کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی